

دیوان عام  
عرف  
کڑے کاوام

پیشکش ہو گیا  
ب دیوان لورہ منقہ  
صاحب دیوانی بن جائے تب کچھ بات  
منقہ



دیوان عام  
عرف

کڑے سا دھام

صاحب دیوان تو سنی منشی ہو گیا  
صاحب دیوانی بن جائے تب کچھ بات ہے

15/15A حاجی سلطان بلڈنگ کیڈل روڈ ماہم بمبئی نمبر 16

منشی منشی

# انتساب

## دماغی خشکی کے مریضوں کے نام

جملہ حقوق بحق مصنف ۲۳ تجزیوں میں محفوظ کیونکہ ایک دفعہ میری برحق کتاب کے حقوق حاصل کیے کی شیطان نے ناسحق کوشش کی۔ میں نے کہا تیری یہ جرأت کہاں ہے میں زندہ ہوں اس نے کہا خشکی جس ماحول میں تم جی رہے ہو اس کے جملہ حقوق میرے پاس محفوظ ہیں۔ میں نے کہا بھٹکے راہی یہ مت بھول کہ تو صرف مخلوق ہے میں اشرف المخلوق ہوں ابے خلیفہ ہوں۔ یہ سُنئے ہی اپنے حقوق بھی میرے نام چھوڑ کر بھاگ گیا۔

منشی منشی

یہ کتاب خریدنے کا جُربانہ اکھٹے لے کم آٹھ روپے

یہ کتاب پڑھنے کی سزا = سزا کے بعد سے

اذان تک جاگنا۔ اسے سمجھنے کا نتیجہ

دین دینا سے طین



# مقدمہ

خدا کے کرم سے میرے خاندان میں کوئی مقدمہ باز نہیں



اگر کسی صاحب یا صاحبہ نے اس کتاب کا ایک بھی شعر یا شعر  
کا مضمون مصنف کی اجازت بغیر فلم ناٹک یا ایسٹج پر استعمال کیا  
یا کسی زبان میں چھپوایا تو اس جانور کو قانوناً سزا ملے گی کہ  
رہنا چاہیے۔ کیوں کہ انسان سے تو یہ امید نہیں کہ ایسی حرکت  
کرے۔ ویسے آپ کو امید ہے۔ ۹

مصنف

## فرمانِ مُصنّف بے سند و ام فرمائکم

میں کتنا خوش قسمت ہوں کہ مجھ ناچیز کا کلام آپ جیسے ہاں چہرے کے ہاتھوں میں اس  
 تنہائی اور اندھیرے میں بلا تکلف کھیل رہا ہے۔ خدا جانے یہ مردانہ ہیں کہ نہ نانہ ہاتھ ہیں۔ یا  
 ان دونوں کے درمیان ہاتھ ہیں۔ بزرگانہ ہیں کہ بچکانہ ہیں۔ تعمیرانہ ہیں کہ تخریبانہ ہیں۔ سلامیانہ  
 ہیں کہ تقییریانہ ہاتھ ہیں۔ بہر حال یہ آپ کے ہاتھ ہیں۔ نیز کچھ خوش قسمت آپ کی بھی ہے کہ کہاں  
 اتنے بڑے شاعر اعظم ترین لیٹ کا کلام بے لگام اور کجا آپ کے یہ میلے کھیلے ہاتھ۔ دیکھئے  
 دیکھئے اپنے ہاتھ ہونہ۔ خیر... اگر آپ نے یہ کڑوسے بادام خریدے ہیں تو اول درجے  
 کے فضول خرچ ہیں۔ اگر کسی سے مانگے ہیں تو آپ کسی ملا کی اولاد ہیں۔ اور اگر آپ نے فن لین  
 یعنی چوری جیسے شریف پیشے پر عمل کیا تو اپنی شاعری کا بھی ایک ایک حرف خدا کے فضل سے  
 چوری ہی کا ہے اس لئے آپ کو اپنے دل کی نچلی سے پھلی اور اس سے بھی نچلی تہہ سے صاف کرتا  
 ہوں باہوش و حواس عشرہ۔ اور اس دقت تک صاف ہی کئے رکھوں گا جب تک کہ آپ  
 کی گردن ہاتھ میں نہ آجائے۔ کیوں کہ اپنا ہی قول رہا ہے کہ دشمن کو جگر سے پھانسی دیکر دل سے  
 صاف کر دو۔

آپ فرمائیں گے کہ آپ شاگرد کس کے ہیں تو اطلاعاً اور دریں عرض ہے۔ اُستادی شاگردی  
 ناچنے گانے والوں میں ہوتی ہے یا پتنگ والوں میں یا مرغی والوں میں۔ شاعری تو فطری  
 چیز خدا کی دین اور بندے کی لین ہے۔ البتہ اس میں اصلاح لی جاتی ہے اور اس طرف  
 توجہ میں نے اس لئے نہیں دی کہ مجھے اردوں ہی کی اصلاح سے فرصت نہیں ملی۔ کیونکہ مجھے ہمیشہ  
 اردوں کا خیال رہا ہے۔ گستاخا صاف۔ بہت سے لوگوں کو سستی شہرت کی ہوس  
 ٹی جی کی حد تک ہوتی ہے۔ ایک بات واضح کرنا ضروری ہے کہ میری نثر یا شعر میں جہاں بھی  
 لفظ شیخ۔ پیر۔ زاہد۔ واعظ۔ پنڈت وغیرہ آیا ہے وہ عطائی خطائی۔ خود رو۔ ایکی ٹیشن  
 دوکانداروں کے لئے ہے۔ ورنہ ان الفاظ کا اطلاق مکمل و پاکیزہ انسانوں کا حق اور صفت  
 ہے۔ جن کے سامنے حق کی تو کیا ادنائت ہے اچھے اچھے احتراماً جھکتے ہیں۔ چنانچہ بہت



سے ہر کچھ مشہور لوگوں کو اپنے خرچ پر مرید کر کے اپنی سیری کی کھیتی میں ان سے کھاؤ کا کام لیتے ہیں۔ اسی طرح بہت سے شاعر دس بارہ لنگاڑوں کو اپنے خرچ سے شاعر دل میں لے جاتے ہیں تاکہ بیداری کے عالم میں داد لیں۔ بہت سے حضرات کسی شاعرے کی صدارت کر کے ہار پھول پہن کر قصور ڈی ویر کے لئے پھول جاتے ہیں۔ اور پھر اس شاعرے کا خرچ یہ سودا کرتے ہیں۔ چنانچہ ایسا ہی اعزاز حاصل کرنے کی غرض سے سارے شاعر میرے پیدا ہونے سے پہلے ہی اس فکر میں تھے کہ اس کی کتاب کی اصلاح کا فخر ہمیں ملے۔

وہ تو یہ کہتے کہ بندے نے اپنے کسی حق پر ہاتھ ہی نہیں رکھنے دیا۔ بلکہ انگلی کا موتہ بھی نہیں دیا۔ مگر انیسویں صدی کے جہان سے میں اگیا۔ جتنی حفاظت اس کتاب کے برقی تھی بیکار گئی وہ بھی بحالت بیداری۔ مگر انیسویں صدی کے شاعر نے میر کی کتاب کی اصلاح اس توجہ اور خلوص سے نہیں کی جس خلوص اور توجہ سے میں نے ان کے کلام کی اصلاح کی تھی۔ آپ ان کے کلام میں ایک غلطی بھی نہیں نکال سکتے کیونکہ وہ میرا اصلاح کردہ ہے۔ اگر غلط ہو تو میں اپنا اصلاح خانہ آج ہی بند کر دوں۔ باقی تمت بالخیر

منشی منشی

## تبصرہ

آپ فرمائیں گے کہ تبصرہ تو میری جو روح کا شاعر ہے کون۔ ہر شاعر مجھ سے بڑا ہے۔ میں اسی تلاش میں چاند پر گیا۔ ارے آپ نہیں رہے ہیں۔ میاں امریکہ کی طرح میں چھوڑا نہیں تھا جو دنیا میں ڈھول پیٹ کر جاتا بس جانا تھا گیا اور چلا آیا۔ پھر اسی تلاش میں مرتج پر گیا زہر مشتری پر گیا یہاں تک کہ سورج پر گیا۔ ارے پھر ہنسے آپ۔ کسی کو اتنا حقیر بھی نہیں سمجھنا چاہیے۔ جو یوں مذاق اڑائیں آپ۔ ارے بھائی آپ یہی کہیں گے تاکہ سورج میں دھوپ اور اتنی گرمی میں کیسے گیا تو کیا میں علی باغ سے یا شکار پور سے آیا تھا جو دن میں جاتا۔ ارے میاں میں رات کی ٹھنڈ میں گیا اب تو یقین آیا۔ غرض جب کہیں بھی میری جوتہ کا شاعر نہ ملا واپس آگیا۔ آج صبح تہجد کی نماز سے پہلے ۱۲ بجے فون آیا کہ بلو۔۔۔ میں نے کہا جی پورا ہل رہا ہوں۔ اوپر سے نیچے تک۔۔۔ فرمائیے۔۔۔ آواز آئی بیٹا منشی منشی۔۔۔ میں نے کہا جی ہاں۔۔۔ کھڑا ہے۔۔۔ خود جواب آیا بیٹا میں اکبر الہ آبادی کی روح ہوں تیرے کلام سے خوش ہوں میری طرف سے

یہ تبصرہ دنیا تک پہنچا دے۔ اتنا سننے ہی میں منشی سے انگو بن گیا۔ کہ سبحان اللہ حضرت  
اکبر تبصرہ فرمائیں گے۔ رات کو اُدھا سو رہا تھا اُدھا جاگ رہا تھا کہ بوم میرٹھی نے خواب میں  
کرمایا کہ کوئی تو نکس حرام ہوتا ہے تم تو دلسن حرام ہو۔ پیدا ہوئے کشری میرٹھی میں تبصرہ لکھواتے  
ہو والد آبادیوں سے۔ پاگل جو تبصرہ وطن لکھیں گے دوسرے کیسے لکھیں گے۔ یہ تبصرہ اپنے  
دیوان میں شامل کر لے ورنہ میں پٹھان ہوں۔ جنت میں ہی نمٹ لوں گا۔ اس کے بوجہ میں  
پھولا تو خر بوزہ بن گیا۔ اگلے دن مدینہ منورہ سے ایک دوست خواب میں آئے کہ چوں کہ  
پاکستان اور ہندوستان کا آمد و رفت کا سلسلہ تو آج کل بند ہے دیر ابھی نہیں وہ  
سلاہ راست آپ کے خواب میں آنے سے مجبور ہیں۔ مگر میرے خواب میں اگر عاشق لاہوری  
نے آپ کو یہ پیغام دیا کہ افسوس منشی عالم تو لاہور میں پاس کیا وہ بھی رشوت دیکے تبصرے  
نکھوارے ہو یونی والوں سے چونکہ تمہارا کلام ہی ایسا اونچا ہے کہ از خود تبصرہ بھیج رہا ہوں۔  
دیوان میں شامل کر لو۔ اس خبر کے پاتے ہی تو میں منشی تر بوزہ بن چکا تھا اور خدا کا شکر کر رہا  
تھا۔ کچھ کچھ غرور بھی پھوٹ نکلا تھا۔

تبصرے ملاحظہ ہوں :-

میں زبردست خوش ہوں بلکہ زبردست پیش دست غرض دست بدست خوش  
ہوں کہ میرے نام لیواؤں میں ایسے ماورنا و شاعر بھی ہیں۔ کڑوے بادام پر تبصرہ آم اردو  
سازمین پر پیدا ہونے والا کیا کر سکتا ہے۔ بہر حال اس کلام کی مثال ہی کچھ نیچے کسی صاحب  
نے سوچی سے جا کر کہا کہ یہ میرا جوتا ٹھیک ہو سکتا ہے ؟ اس نے اسی نیچے گھما کر جواب دیا جوتا  
الکل ٹھیک ہے۔ صرف اوپر کا حصہ بدلوا لیں گے تو مضبوط ہو جائے گا۔ اگر نیچے کا حصہ بھی  
بدلوا لیں تو پہننے کے کام بھی آسکتا ہے۔ والسلام۔ اذ اکبر الہ آبادی مقام علیٰ  
وما توفیق الا باللہ

بہر حال مجھے بے جا فخر ہے کہ کشری میرٹھی میں تو اب تک ایسا کلام لا نظام نہیں چھپا۔ اور  
میرے محققین میں سے کسی نے چمکا ڈر کی آنکھ کی طرح میرا نام روشن کیا۔ منشی منشی اگرچہ میں  
اپنا قلم اردو میں انعام دے سکتا ہوں۔ ان کے کلام میں صرف عالمانہ شان نہیں باقی



بالکل ٹھیک ہے۔ ذرا پرواز تخیل کی ہے باقی بالکل ٹھیک ہے۔ اگر پاکیزگی اور تصرف  
 ہوتا اور بھی مزہ آجاتا باقی بالکل ٹھیک ہے۔ جہاں یہ چھپورے اور بے تکے استخام کے کام  
 کا ہے اگر پڑھے لکھوں اور مدبرین کے کام کا بھی ہوتا تو اور بھی اچھا ہوتا۔ باقی بالکل ٹھیک ہے  
 اگر علم و دماغ کے نام سے بھی واقف ہو کر ردیف و قافیہ وزن کا خیال ہوتا تو یہ شاعری بھی کہلا  
 باقی بالکل ٹھیک ہے۔ اگر ضم کے پہلو اور سرتے سے پہلو ہی ہوتا تو مزہ آجاتا باقی بالکل ٹھیک ہے  
 تبصرہ سماپت ہوا۔ از۔ بوم میرٹھی علیین

منشی منکایا اودے کڑے بدام دی تریف میرے جیامولی شاعری کر سکدا۔ جیڑے دیئے  
 اسنوں دیکھدا ہوں میں اپنا ایک شعر زبان اُتے آجاندا اے۔ بادشاہوں خود کجھ لیویں تریف  
 تریف اس خدا کی جس نے گدھا بنایا کیا خوشنما بنایا کیا خوش نما بنایا  
 الجاہل اشارہ کا نیست از لاہوری عاشق۔ مقام علیین  
 یہ تبصرے سُن کر ناچیز منشی تریبوز سے منشی پھنگا بن گیا اور اتنا پھولا اتنا پھولا کہ اوپر اُڑ کر  
 فضا میں غائب ہو گیا۔ خدا جانے پنا گیا یا پھٹ گیا  
 تبصرہ زہر مار ہوا خدا ہضم کرے  
 منشی منشی

## آگاہی

اگر آپ نے غلطی سے میری سستی غلطی نکالنے کی غلطی بھی کی تو اطلاع عرض ہے کہ میں بسٹی کا  
 شہر و محروفت و معذور و ادا ہوں۔ پتلون کی جیب میں ہاتھ ڈال ہنستے ہنستے ہی رُلا دیتے  
 ہوں۔ اور بھنڈی بازار کا ہر جوتے والا میری ٹوپی کی حفاظت کے لئے جوتا کیا پیر ہی اٹھایت  
 ہے۔ چاہے اس کا پیر بھاری ہی کیوں نہ ہو۔ نیز آپ میرے لکھنے کی غلطی ثابت نہ کرنے پائیں گے  
 جو میں آپ کے پڑھنے کا تصور ثابت کر چکا ہوں گا۔ کہ آپ خود اُردو نہیں جانتے اوروں کو کہ  
 جنرا میں ہے۔ بہتر یہ ہے کہ من ترا چاچا بگویم تو مرا چاچی بگو یعنی میں بھی غصہ تھوک دوں  
 آپ بھی غصہ چاٹ جاؤ۔ ورنہ آپ کی ہی بے عزتی خراب ہوگی کیونکہ عزت تو کبھی خراب



ہوتی نہیں ۔

آپ کا زیرِ خواہ مُصَنَّف

اس کتاب میں جو حروف بھی استعمال ہوئے ہیں وہ اور ان کا ہر نڈاچہ رجسٹرڈ ہے اور اس رجسٹرڈ کو بھی غائب کر کے غیر آباد مقام کو رجسٹری کرا دیا ہے۔ چنانچہ اگر کسی غیر پڑھے لکھے نے ان حروف کا استعمال تو درکنار اپنی زبان پر بھی لانے کی کوشش کی زبان کو لگام دے کر کھٹ دیا جائے گا۔ اور بے زبانی کا درجہ علیحدہ بخشا جائے گا۔ یہی نہیں اس کے علاوہ اس کی زبان پر ۲۴ گھنٹے کا کریفر لگا دیا جائے گا۔ یہی نہیں اس کے ساتھ بدزبانی سے بھی پیش آیا جائے گا۔ وہ بھی تاقیامت کبریٰ۔ اور اگر کسی اندھے نے آنکھوں سے دیکھ کر بھی ان حرفوں کو پڑھنے کی کوشش کی تو اس دیدہ دلیری پر دیدہ و دانستہ اس کے دیدوں میں دھول جھونک کر اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دو گھنٹے روز گھورا جائے گا۔ ویسے گھنٹہ تو ایک ہی بیماری پڑتا ہے۔ اس لئے پہلے ہے کہ صرف حسبِ ذیل حروف چھوڑ کر باقی سب حروف آپ استعمال کر سکتے ہیں۔

اب پ ت ٹ ث ج ح خ د ذ ر ز س ش ص ض ط ظ ع غ ف ق ک ل گ م ن و ہ ل ا ر ی اے ہ جزم سکون تشدید اعراب زیر زیر پیش۔

آپ کا غلط دُعاے مغفرت گو

مُصَنَّف

پہلوان حافظ ارشاد احمد

مالک مولا بیکری۔ محمد علی روڈ ممبئی ۳

## پیش لفظ نہیں زیر لفظ

منکہ ذرۂ ناپیز: حقیر فقیر۔ خوش ضمیر۔ نیک ضمیر۔ بے فکدان و زیر نے جب اپنے دیوان عام میں پاؤں اور گرگڑھ کی چائے ڈال ڈال کر کرکڑے بادام اٹھائے تو انہیں کھا کر اور انہیں کی اپنی رگ رگ پر مالش کر کے شعروں کی شکل میں جتنا تو بعض دفعہ دایئوں۔ نرسوں۔ لیڈی ڈاکٹروں کی مخصوص امداد حاصل کرنا پڑی۔ بہت سے شعروں چھاتی پیٹ پیٹ کر اگلے۔ یعنی بعض شعروں ہناتے دھوتے غسل خانے ہی میں پھسل پڑا۔ اور بعض کھانا ٹھونسنے ہوئے باورچی خانے میں نکل پڑا۔ ہائے ہائے۔۔۔۔۔ اور نہ جانے کس کس خانے میں یہ حادثہ پیش آتا رہا۔ اکثر ایک خانے میں تو کبھی ٹیری پیٹے ہوئے کبھی سگریٹ دہ بھی چار منار کا۔ پاسنگ شو کا۔ قینچی کا۔ پانچ سو پچھن کا۔ کبھی ہاتھی کا پیٹے ہوئے دھوئیں کے ساتھ ہی برآمد ہوتا رہا۔ البتہ خدا کے پیور کرم یعنی خالص ہر بانی سے کچھ شعر شریف خاندان بھی اپورٹ ہوئے۔ اور وہ سجدوں، درگاہوں، امام باڑوں، مندروں، چروچوں میں حسب نیت حاضری کے موتیوں پر اور ان اشعار پاکیزہ کی خوشبو اس انداز سے پھیلی ہے کہ رشتہ کے انسان یا مائل بالسانیت ہونے کا حق یقین شہد ہوئے لگتا ہے۔ بہر حال اس منشر و ادارہ اولاد کو جو بہت مشکل سے پکڑیں آئی کتاب کے احاطے میں قید کر کے محفوظ کیا۔ اگرچہ بہت سے بچے تو اب تک تالی ہی میں نہیں آئے۔ لہذا اس کا مطلب اُردو میں یہ ہے کہ میرے اشار کی قلاب میں ہر قسم کے انڈے ہیں مجھ سے لے کر عنقا تک اپنے اپنے منہ کے ماپ کا اٹھالیں یہ خیال رہے جتنے انڈے تھے حاضر کر دیئے۔ آئندہ ایک بھی انڈا دینے کی جھ سے امید نہ کریں ورنہ خدا کی قدرت سے منکر نہیں۔ آئندہ آپ کو امید ہو سکتی ہے۔

لہذا یہ اشعار صرف سجد کا وظیفہ یا میلاد نہیں جو مومنوں ہی کے لئے ہو۔ یا محض درگاہ کی قوالی نہیں جو دیاب دل ہی کے لئے ہو یا امام باڑے کی مجلس نہیں جو غنوارانِ شہداء ہی کے لئے ہو۔ یا طوائف کے رٹے کا بھرا نہیں جو کم بخت بد قسموں ہی کے لئے ہو۔ کیونکہ یہ خدامِ عالم نہ عامل نہ درویش نہ کامل نہ ہی یہ زیادہ ادب باش انداد اور ایک سمرلی واجبی سا پڑھا لکھا شاعر ہے مختلف مقامات میں مختلف افقات











میں دستوں کے ساتھ تہرات کی رات میں بیٹھ کر رہا کرتا تھا۔

اوپر فریج میں بھرے ہوئے سے سرد ہوا۔ درندہ میں کھانا بھارت میں رہا  
 سمیت سے گھر میں۔۔۔ وہ نوہ تھریب ایسی ہی مریض پر رکھیں گے جب میں کسی نہ کسی  
 منہ میں ہلکا ہوں۔ اس میں کھانا بہت سے دیکھ کر ہی میں رہا ہوں۔ اس میں  
 بھی خریدنے لگے، پچھلے ہی پیدا کرنے لگے یہ سب میری ضد میں ہی تو۔۔۔ اس میں  
 دیکھ کر اس سے آئے کہ بیک سے دیکھ رہی ہے۔ اور اچھے سو تو میں جانی دیکھ کر اب کی جہ  
 بل میں رہ کر تھیں۔ وہ دوسری بلیوں میں جیک سے خریدی ہوئی تھیں مگر یہ سب بلیوں میں  
 تھیں۔ آپ کی بات میں کسی میں نہ تھی کہ یہ کافی کافی ہو کر تھیں۔ مگر  
 آج یہ سب دردی سے رہا ہے کہ میں؟ خالص کر میرے کاتب صاحب میں ہر کمال یہ کہ کاتب  
 صاحب لگے ہوئے ہیں۔ چھ روپے روز کے ٹسٹ ہیں۔ اس میں وہ اپنے ہی میں نیگل  
 ہیں۔ اب چھ بار چھنٹ کا کردہ کر رہے ہیں۔ جس میں اس کے سب سے اور وہ بھی  
 سمیت ٹھٹھ سے رہتے ہیں۔ مگر میں روز کو ٹھٹھ میں رہ کر بھی ہیں۔ اس میں وہ  
 ان کی ذاتی ملکیت میں بغیر کسی کی شرکت کے۔ پورے ہی میں ۸۰ برس کے مدد میں ہوں گے  
 کس چہرے کی ہے۔ اور میں نے اس میں اگر کسی کو ختم ہوئی ہے وہ آمدنی میں نہ تھی  
 باخسوس میں پرستش ہے اس میں سے دوسری نوہ و زخمت ہوئی ہوں گے؟ میں نے چھ  
 جہ سے جیسے میں رہے وہ کیا مسئلہ کا مدد تو آپ جانتے ہی ہیں رو کر اس میں بہت  
 پر رہے میں مسئلہ کی لغت کے رقبے ہی دیکھتے ہیں دوسرا کاتب ہی نہیں مگر وہ  
 ہی بے ہوش رہے کہ کتب میں پڑے کہ دیکھیں بغیر ویسا چے کے کتاب کیسے چھاپ لوگے۔ دیکھا بہت  
 میں رہی قوم کے کاموں کا حال کہ پڑھنے والوں کو کتب حیاں آگیا ہوگا۔

میں نے بھی کہ کیا کہ کاتب دیواں ہی تو ہیں آپ۔ میں صرف کاتب تھریب سے ڈر رہا ہوں  
 لہذا اس کتاب کے خریدنے کا جرمانہ میں پونے آٹھ روپے رکھ رہا تھا۔ ویسا چہ  
 نہ ہونے کی وجہ سے مجھے پی پی وی کم کر کے سڑے سب رکھ پڑا۔

بول کاتب بھٹی کی ہے۔ — خوش منقہ











لہذا ہر خدا جو کچھ جسے چاہے وہ جسے چاہے کرے۔  
 نہ کہ وہ جسے چاہے وہ جسے چاہے کرے۔  
 نہ کہ وہ جسے چاہے وہ جسے چاہے کرے۔  
 نہ کہ وہ جسے چاہے وہ جسے چاہے کرے۔

## حیدر بخشیت مسلم اداکار

مسٹر حیدر بخشیت مسلم اداکار۔  
 مسٹر حیدر بخشیت مسلم اداکار۔  
 مسٹر حیدر بخشیت مسلم اداکار۔

## حیدر بخشیت شاعر

مسٹر حیدر بخشیت شاعر۔  
 مسٹر حیدر بخشیت شاعر۔  
 مسٹر حیدر بخشیت شاعر۔

## صحت

انسان کے تندرست ہونے کے لیے اس کا جسم  
 صحت مند رہنا چاہیے۔  
 صحت مند رہنا چاہیے۔





بہت ہوتی ہے۔ آپ کو خود تجربہ سے۔ خد فرما جس کہ حب اس کنشال صاحبہ سے  
 نے ٹھکانے میں ہنس بخت تو نہیں فی میں کیا نہ جھوڑی ہوگی۔ یہی وہ غازی کی شبید میں جھوڑے  
 بہتر اور بڑے کا، اب سر ساف دیہ۔ کہوں کہ یہ چھ دروازوں کا جس تو مولے خدا رسول کے ساتھ  
 ہی۔ ان کی ضرورت کی نہیں مرنی۔ مثلاً آپ جوئے میں بکڑے گئے۔ ستواب پی کر کسی کی ناک  
 دیہ بیڑ ٹکٹ بس سڈ ٹکٹ کے حوتے مار دیئے۔ نیک ٹکٹس، نیکے پرائیم ٹکٹس آیسر کے رہے  
 رہے۔ ریس ڈالوں کی ہمت مانگے۔ یہ ہفتہ کنس رہا، با ساعزہ کریا کے تہ عروس کا نذر نہ مار لیا۔  
 سی سٹی کی سہ رنی۔ رنی دنیہ کا سب میں بن ساتھ سن پڑا ہے۔ امرض حسب ذیل حضرات  
 صاحبہ کا لکھے رہا بھر ہے۔ گھر آپ کو حد سے بڑھ کر بھرے محفوظ رکھے آہن۔

### آپ کا مہر خواہ مصنف

مہر پنے سٹوپ پور سے سنئے آئے ہیں کہ چھن میدرہ شیش کے بعد بھی بدلے کے چھوڑتا ہے۔  
 اس کے سٹوپ کا چھان تو اس بات پر اب تک دہم ہے۔ رہا عرب کا چھان تو اس کا تو  
 شامی لے لیا ہے بدلہ۔ ماں ہوا کہ بعد سڈوف صاحبہ غم (میں سن سنیکہ پوس) بے غی  
 ہے چور دہس سے پڑی ہیں جو ضابطہ ہیں۔ سرے سے یہ بدلے درن کے اسے خانے کے درمیان  
 دوزار ہی شریف فرما ہے جیسے دو ٹکھوں کے رہبان یک ناک۔ ان کا چھوٹا سڈوف کا محبوب خال  
 تابا ہوتا ہے کہ آیا کچی چھٹے شامی میں نہ گرد سیجے مرنے کہا ٹھکانا لکھا ڈنٹا گرد بھر کبھی کر  
 گئے بولے شامی گرد بھی کر چھٹے ٹھکانے میں تو اس لے جانوں پھلا دوں گا۔ یہ سڈوف دیکرے باک باو  
 کی انہیں دیا چھ ہفتہ سرد ہے۔ وہ گھر کر برے مٹی چھا تا گرد بھر گیا ہوں شامی میں۔ انہوں نے کہا  
 رنی گھر پانے سے کھپا یا اب بٹا کتر پوری کرے گا۔ محبوب نے کہا باپ کا بدلہ میں لینے کے لئے تو شاگرد  
 ہوں۔ سڈوف نہ جرت سے پوچھا بدہ بولے مٹی کے دن آج کو ریت میں نہیں کرتے تھے تی کر ڈوب بھائی دیکھئے  
 رن تو نہیں بڑے گار دہفت تو نہیں گری۔ دیکھئے اس کا قافیہ تو سنک نہیں ہو گیا۔ اب ہی چیز میں ان سے  
 بڑھوں گا۔ وہ بھی کبھی ان کو شوٹنگ پر جاتے ہوئے اکھی سوتوں کو دھکا کے سارا گھر خوب ہنسا۔  
 مانی نے کہا سڈوف رنی سٹھانی بھی دی چھ کو با سو کھانی ٹر فار۔ بولے سو کھا کیوں ہے گھر آج غیرس نواز  
 مٹی شریف مٹی ما۔ آپ نے چار بار شاہی چھ کیلئے جاریعہ درواز کیلئے بھیجے تھے نا میں نے تین راستے میں چھ لے  
 لئے یہ شامی گرد ہو گیا۔ (غرض ان کی غزل بے بدب صلو ۳۲ پر ہے)



حاجی سلطان احمد حاجی نور احمدی نواب محمد احمد

# انتخاب اسم صاحب ایندو

۳۳۳ بھنڈی پارہ بھٹی

حاجی عبدالرحیم صاحب

# پالو لکھنوی پور کس

باریہ بلڈنگ پہل مندر - کرفورڈ مارکیٹ - بھٹی

حاجی شیخ احمد صاحب

# شیخ الیکٹرک و کس

فون: ۳۹۲۶۲۰

مولانا آزاد روڈ - بھٹی

ملک سلیم صاحب مالک نسیم الدین ملک

بہار فروٹ کمپنی  
ایجنٹ کرا فورڈ مارکیٹ بمبئی ۱

حافظ معراج دین احمد دین

فروٹ مرچنٹ  
کرا فورڈ مارکیٹ ، بمبئی ۱

ایس ایچ عابد الحق صاحب

فروٹ مرچنٹ  
کرا فورڈ مارکیٹ ، بمبئی ۱



ہنستا ہوا نورانی چہرہ - ہمدرد قوم

بیٹھ عبدالحجیت بھائی

مذکرت

رضویہ ریسورٹ

ویرسا و کرمارگ ، ۱۰ ہم ، بیٹے ۱۶

اصغر سیٹھ اور طاہر سیٹھ

مذکرت

ای ای اینڈ سنسز آرٹ لیکچر

پلیسٹر اسٹیل سٹیشن آفٹ نک

پازی وین اینڈ کاڈیم

A ۲۳۳ مولانا آزاد روڈ بمبئی پوسٹ آفیس سوری ۸

۳۷۰۵۳۳ : فون

سیٹھ ابراہیم صاحب  
گنجی سنز

۲۲۳ جہڑن اسٹریٹ، بمبئی ۲۔ فون: ۳۳۶۰۹۳

شیخ محمد افسر صاحب تھانوی (نیرۃ شیخ محمد دالاف تھانی)  
دی سائینٹفک ڈی کٹر مینوفیکچرنگ کمپنی

۸۹ زکریا مسجد بمبئی ۹

فون: ۳۳۲۷۲۵

حاجی محمد احمد صاحب تھانوی  
(نیرۃ شیخ محمد دالاف تھانی)

دی سائینٹفک ڈی کٹر مینوفیکچرنگ کمپنی

عبدالرحمن اسٹریٹ، نزد سینٹرل بینک بمبئی ۲

فون: ۳۳۶۶۸۰



پاؤں چمکروہ سید سکندر شاہ میاں بیدارہ ریشی ۵۴  
ایڈسبرسٹ ویسٹ باچی روڈ بیسٹ ۵۴ فون ۳۷۳۶۶  
متوہی ٹی سیدز دی پریسٹی ٹیو

دیمے سو، سبک عاشق بھی فی ڈکار و جن کی بربستی  
در آت، رڈ کرسٹ، یکہ در روس سرورہ بند ہیں حال آخری صاحب  
نمن رپوریان کے سگریٹی ہیں۔ شہ ہیں۔ رونو نعل ہیں حقیقتہ سنہ  
ہمدرد کھد کے قدردان مگر ڈکار کے ڈر سے دن پریت۔

(نیلیم شہ چچا) خواجہ فضل حق صاحب ملک دین ٹریڈر  
ڈجیو اسٹریٹ بیسٹ ۳

اسحق بیسٹ چوٹ والا ملک شہ بیسٹ شیخ عمر چوٹ والا  
ماہم ریتی بندر - بیسٹ ۱۶

عبدالرحمن صاحب ملک تنزیب ٹیلر کاٹ ڈولبلڈنگ  
مورلینڈ روڈ - بیسٹ ۵

## حاجی الانامر - لکی منیشن

پہلی منزل کمرنبر - محمد علی روڈ - بمبئی ۲

ہونے والے حاجی رؤف بھائی تاج میٹل ہاؤس ۱۳۳ ۳  
سکس رتھ ہاؤس گرینڈ ٹور ۳ - گوکھری سٹریٹ - بمبئی ۲

## حاجی اخلاق صاحب بینڈی کھٹسٹ سوئم میلس گروڈ

فلور نزد سوپر مارکیٹ کیر روڈ - بان کھ - بمبئی نمبر

## حاجی حافظ جمیل الرحمن و حاجی حبیب الرحمن و حاجی عزیز الرحمن

مکھان مالکن و ادو با میٹل ہاؤس ۳۹۴ - بھنڈی بازار بمبئی ۲ - فون - ۳۳۳۱۶۰

## ڈبل تل حاجی محمد یوسف بنارس سارھی والے

جھان مدنگ - دوسرا منزلہ - محمد علی روڈ - بمبئی ۲

## صوفی عبدالغفار سیٹھ صاحب جوہری ۳۹۴ دوسرا منزلہ

بھنڈی بازار - بمبئی ۲





## خوش فہمی

ایک دن ملا ڈے کریم سیٹھ (ایک پیشہ پکڑنا زبردست بنگالی) کے ساتھ خدا بخشے  
 مال رسید۔ سرحمدھیالوی بنچیز بھٹی آ رہے تھے فلم انڈسٹری میں آئے ہوئے زیادہ عرصہ  
 نہیں ہو تھا۔ یعنی میں نیم نیا تھا کریم سیٹھ اور ان کے صاحبزادگان کی تعریف کافی سنی تھی کہ اس  
 لڑکی پر چھتے ہوئے جی ست سی برائوں سے پاک ہیں۔ سگریٹ تک نہیں پیتے غفار بھائی تو  
 سگریٹ پیے والے کو آس بی میں نہیں بدلتے یہ بھی معلوم ہوا کہ کلپ پر ۷۸۰ بھی سب سے پہلے  
 ان کی ہی کہانی میں لکھی گئی تھی حسین ڈائریکٹر کے تو آفس پر ہی لکھا ہوا ہے۔ اکثر جمعہ کی نماز  
 میں کریم سیٹھ مع غفار بھائی و ابراہیم بھائی ملے تو دیکھنے میں ایسے گریہ مسکین جیسے بولنا  
 ہی نہیں آتا۔ میں اپنی جگہ تازہ کر رہا تھا کہ یو پانی کا ہوں۔ شاعروں۔ حاضر جواب ہوں۔ ان  
 گجرتوں میں کہاں پھنس گیا اتنے میں کریم سیٹھ نے کہا کہ صاحب گنے کا کیا ہوا ؟  
 احوال نے جو ب دیا گانا رہا ہے۔ کریم سیٹھ فرار ہوئے گانا بن رہا ہے کہ ہم بن رہے ہیں  
 یہ سنتے ہی سحر صاحب ہنس پڑے اور میں حیرت کے دریا میں گریہ بڑا کہ سبحن اللہ یہ  
 شستہ و برجستہ مذاق۔ بڑے میاں سر بڑے میاں بھوٹے میاں سبحن اللہ یعنی غفار بھائی  
 کو روٹ دکھاتے ہوئے مرحوم کا دل نے کہا کہ غفار بھائی اپنی ہندی فلم میں جو وہ خواجہ سرہنی  
 کا ہم ردل ہے انھیں دیدیجئے ان سے ابھی کوئی نہیں کرے گا۔ جھٹ بولے مگر یہ ایک سنگ  
 کیسے کرے گا یہ تو آپ اسی بھڑے کے نوٹ دکھا رہے ہیں انھوں نے کہا یہ ایک بھڑے ہی نوٹ  
 میں آپ کے برزبریتھے تو یہی منشی منشی ۔ یہ بولے اسے .... معاف کرنا منشی جی اور میں اس  
 بات سے آج تک شرما رہا ہوں۔

ایسے ہی باقی آ رہے صاحب لیش چھوڑا صاحب۔ پر دو ڈوسر ڈائریکٹر حسین صاحب  
 لے ٹھیر صاحب درناؤ بھائی وکیل نے شراب اور جوا تو دیکھنا سگریٹ بھی نہیں پیا اور کم گو  
 بہتر چھوڑا ہی اپنی این اردو صاحب کی طرح رتن کا رہے یہ سنگل پر دو ڈوسر ہونے پر بھی  
 ان ہی جیسا ہے۔ ان کے چھیلایا بولہ نور محل وغیرہ میں میں نے کام کر کے تجربہ کر لیا۔ ناچینہ



ایک آرٹسٹ نے کہا پران صاحب میری بیوی گی جن ہے اب یہ ہنسنے ہی والی ہے۔ پران صاحب نے کہا بیاہ نے کی کی ان کا بیاہ نہیں ہو۔ اس نے کہا مطلب یہ ہے کہ اس کے بچہ ہونے والا ہے پران صاحب نے صوفے سے تائین پر کودتے ہوئے سوکھ رہا تھا کہ پوچھا اسکے بچہ ہونے والا تو نہ ہو تبھی خبر کیسے ہوئی۔ سچ بتا کیس تیرا اس سے کچھ تعلق واقع تو نہیں جھٹ بولے پران صاحب بالکل نہیں اس سے تو کیا اس کی ماں بہن جیٹا باپ سے قطع تعلق کئے ہوئے آٹھ ل گزر گئے وہ بولے پھر تجھے کیسے خبر ہوئی کہ بچہ ہونے رہا ہے وہ بڑا جی بچوں کے بعد کام اتنا رہتا ہوں صرف یہ کہ مردم شماری بڑھانے کا ثواب ہی ملے۔ پلیسز یا پچھو رہے ہیں۔ وہ ہسپتال میں مارکیٹ بڑی ہے کہ نہ کہ پہلے تو ڈاکٹر ہی ٹیسٹ کرتا ہے تاہم پران صاحب پران صاحب سکر لئیے اور ایک لفافہ دیتے ہوئے کہا چائے پی کر جانا۔ وہ بولے جی بھئی آواز خراب ہو جائے گی۔ انھوں نے کہا چائے اور آواز خراب اس نے کہا آپ نے سہل مرحوم کا قول نہیں سنا جوتے بڑے گویے ہیں پران صاحب نے کہا میں جانتے۔ وہ بولا جب ان کا کام ان کے گلے دینا کے کونے کونے میں میں تہہ وہی ہیں۔ مطلب یہ کہ ان کا ریکارڈ نہیں سننا کہ چائے پر دکرے گی میں معلوم نہ تھا۔ روتے روتے ہی کہنے لگی میں معلوم نہ تھا۔ پران صاحب ہنستے ہنستے لوثن سیر ہر نہ گئے۔ اور کہا اچھا بھئی خدا تمہاری ہنستے ہنستے ہی کھڑا ہے۔ آریں۔

اسی طرے بیڈ کا میرین جانی راکر سے ایک شاعر نے کو کہا کہ جانی صاحب آپ کو فرسوس ہوگا کہ میری بیوی کے جائز تعلقات ہو گئے ہیں وہ بولے کس سے، جھٹ بولا کہ میرے سے انھوں نے کہا میں تو انہی کو جا کر جائز تعلقات کر لو۔ اس نے کہا آپ تو صنی بدرالدین ہیں انھوں نے کہا بھلے آدمی نہ ہی ملنے میں میسر ہوگا کہ صنی تھے۔ میں تو آرٹسٹ ہوں اور مجھ ہری ہوں باندرہ لاکھ کے پیچھے تو رہا ہے وہ بولا وہ اصل میری بیوی تھی چڑچڑی ہے کہ اسکے غصے کی گھڑی کے آگے دوزخ ٹھنڈا پڑ گئی جانی صاحب نے کہا میں اس کے آگے تم تو ٹھنڈے نہیں پڑ گئے اسنے کہا اسی لئے تو آپ کو لینے آیا ہوں جانی صاحب بڑے گھبرائے کہ میں جب تم شوہر ہو کہ ٹھنڈے پڑ گئے۔ وہ بات کاٹ کے بولا آپ کو چلنا ہی پڑے گا۔ کس سے بچے وہ ایک سانس میں بڑی بڑی میوزیکل اسپینیل گا لیا ایک سانس میں چالیس لاکھ بچے رہی ہے آپ





سی طرح ہم لوگ نیرونی سے دارا سدھ جا رہے تھے ایک تو اریقہ کے جنگل پر  
مر جی رہے تھے سے تنکید کی فتنہ بازی سے میں ہو گیا بوری ہو گیا تھا بلکہ بوری ہو  
نہ گیا تھا میں نے جھنڈا کے کچھ کاشیدہ سیسے بیچے کیوں بڑی ہو۔ بولیں آپ کے سنبھ  
پڑے یہ اکٹا۔ میر گورکھ کی پری چیل لات۔ سیرا زلہ رکام بخار۔ مسے جویاں کے نور  
پٹھان بلکہ ڈاکٹر حبیب محمد خان۔

میں نے ایرکٹڈ ٹینک میں سوار ہو کر کہا کہ تو بہت گوان کہیں تیری سسر جیبت، نیک بخت  
میں اتن بڑا شاعر جیبت تیری بہن نہینہ، تو میری تگر کو میڈن میں تیرا حانی اور سس  
میاں تگر پر عمر میں جیبت تیری تانی کی جوڑ میرا کچھ تو ارب کر۔ ہو میں بھی تو میں جپ ہوں۔  
اب تک نہیں دیتی۔ میں نے کہا یہ جو بچہ لہ پان کھول رکھا تھا، پانچسرا تیس کی تان چھوڑ رکھی  
تھی، مہ سے ڈی گ کی طرح گویاں بس رہی تھیں یہ سب نہ موشی ہی تھی۔ ان باتوں سے سیر  
دہ نہ دشا پڑ جائے گا۔ جھٹ برس مستی جی آپ کا دل ابھاسے لہجے معلوم ہے میں اچھی ہوں یہ  
آپ کو معلوم ہے تو دشا بھی بھائی پڑے گا، ایسے بہتیز صاف بھی ٹھیک نہیں۔ شہ کا شکار  
کو، رستی ضرورت ہو۔ اور مطلع صاف ہو کے اچھٹے گا، آپ میلہ میں گھوم رہے ہوں۔  
جیب صاف ہو کے اچھٹے گا، سیر خور بصورت ہو کے بچے کی کا، آپ کی طرح ڈھڑا  
صاف ہو کے چھٹے گا، آپ شاعر میں پڑھنے کھڑے ہیں۔ صاف صاف ہو کے چھٹے گا  
آپ اپنی بیوی کی پتی کا ڈھکن اٹھایا کہ کھیر کھائیں وہاں کوئی دوسرا پاٹ گیا ہو۔ پتیلی  
صاف ہو کے اچھی لگے گی، میں نے کہا یہ سب تو ٹھیک ہے مگر ایسا داغ کیسے ہو سکتا۔ بویس  
جیسے داغ دہری۔ کہہ منشی جی آپ کو کیا داغ دیا۔ میں نے کہا اس داغ کو ہر حال کا اچھا  
کہیچا میں اپنی جگہ پریشان تھا۔ (ہمیشہ پریشان ہی رہتا ہوں لارے تن کبھی بھی نہیں رہا) کرکل کی بات  
ہے جب میں نے دور کی شرمنگ پر جھپٹا لیا تھا۔ تو اس کا سا نزدیک اور وزن پڑنے دور کو  
میں نہیں تھا اس کی ماں بھی زیادہ بڑی نہیں تھیں پہلے پروگرام ہم لوگوں کے سامنے ہی ہوا  
چو پڑو صاحب۔ اجیت صاحب، جانی واکر، ایڈ کا میڈن، صاحب، جیوں صاحب نے  
خاروں، دیپے نے، ایک روپیہ میں نے بھی دیا۔ اور مجھے آنے کی دعوت دی۔

جہاں آتے ہی ایس ایم سگمرد میرزاؤں کے در و دست تو ان فی سبیل اللہ کی بیٹی بکھر تو  
 رفیعہ اجمیر شریفی شکیں نہانی۔ رفیقہ کی شیخ عمر داری نے بے حد سسرہا اور جھوٹ کی اسل  
 نے رفیعہ اجمیری کی طرح بے پناہ مقام حاصل کر لیا (عائزہ جوالی اور فقرے بازی میں) عزیز مہدی  
 پرمہدستان دیاب پیل پور سے رقیقہ پر چھا گئی۔ ہلا سیٹھ تو تمام زیور ت در ہندوی سیکر تہوں  
 میں آگیا جسے اسنے خود ہی قدر کا خوب کہا کر اسے سمجھا کر جانی ہائیا سب در دست و پس کی توان  
 کی ملکہ اسٹینج تو پہلے تسلیم کی گئی۔ ش عری شاد دل کو تک پسند ہے۔ تھر ٹراٹھجے بدل ب گریں  
 منشی مفتی بکرا اس سے ابھوں ہی تو ہاں کے آدمی تو در کہ۔ جانور ہی اس کا کھو دیں گے یک آدم  
 رکچہ یا بن، النور میرا ہی قدر دان نکل آیا تو خاص نام نہ نہرگا۔ برتر ہی بہت کر تہیہ ڈال کے خاموش  
 ہو جاؤ۔

## نگاہ یار

نگاہ یار سی کا تو اشارہ ہے بڑھو آگے جو تھو کو د رنے اب خود بکا رہے ٹھو گے  
 بڑھو آگے ملا رول سے دل باز دے بار دس بناری رہیں ریش متا روت بڑھو گے  
 جلاڈ لو کتاب زندگی کے خستہ ورقوں کو جنوب کی راٹھ میں نہاں تہا رہے ٹھو آگے  
 سیہ کاریں سیہ کار دل کے بنگلے در سیہ پیہ تہا رتھیا رہے کچھ پتہ تہا رہے ٹھو گے  
 تھکن سے چور ہیں بازو مگر پتوار مت رو کو وہ دیکھو سنے ہی تو کسارہ بے بڑھو گے  
 نئے سورج نے پھاڑا ہے اندھیری شب کی در کو کہ مشرق کا نفا رہ کتاب رہا ہے بڑھو گے  
 مشکم خانی پھٹے کپڑے ہیں تو مجرب کی ٹہ ہے  
 رو محبوب میں سب کچھ گوارا ہے بڑھو آگے



# THE BOMBAY MERCANTILE CO-OPERATIVE

BANK LTD.,  
78, MOHAMEDALI ROAD,  
BOMBAY - 3

AUTHORISED CAPITAL ...	1,00,00,000
ISSUED & PAID UP CAPITAL...	24,65,000
RESERVE & OTHER FUNDS. ...	31,73,000
ADVANCES. ...	4,50,60,000
CASH & INVESTMENTS IN GOVT. SECURITIES: 10,20,44,000	
DEPOSITS. ...	13,70,51,000
WORKING CAPITAL ...	5,73,69,000
ANNUAL TURNOVER EXCEEDS. ...	378,00,00,000
LAST DIVIDEND PAID FREE OF TAX	1 PER CENT 41

## OUR SPECIAL SERVICES

SAFE DEPOSIT VAULT: Lockers of various sizes available in the air-conditioned and most modern safe deposit vault in the head office building, Kurea Branch, Ambar Road, AHMEDABAD.

NIGHT SAFE: This is a unique service rendered by the bank at the head office. The members and constituents can deposit their day's collection after banking hours in the night safe and thus be free from the risk of being looted overnight.

UTILITY ARTICLES: sewing machines, washing machines, Refrigerators, domestic furniture, Electric Fans and window type Room Air Conditioning Machines can be acquired by Finance from the Bank at <sup>Rates</sup> Concessional

ALL KINDS OF BANKING BUSINESS TRANSACTIONS  
(ZAIN G. RANGOOONWALA)  
MANAGING DIRECTOR.

ڈرہیں۔ اور صاحب دس روپے کو مٹنے ڈر گئی ہیں کہ وہ دینی شہوت دیکھ کر دیر تک دس روپے  
نے نہیں جے جے ہستاریں لگا دیا تھا۔ شہوت کے گردن کے سبز زہر والی پتھر پختے ہی ہوا گل رکھ  
کہ پیر نہ سادہ صاحب اشرقی بھیدانی سہلی کے ہنسیوں اور حرف لہجہ میں ہمدردی مستان  
دفع ہو گئے۔ کمزوری زیادہ ہونے کی وجہ سے خون زیادہ دیر کا رخصتینا پڑا۔ تیرہ برس میں، تو ایک  
ایک نظر بھی دین نہ توں کا دیہاں پر سبب تھا۔ ہمدردی میں سبب یہاں توں رہنے بند توں  
میں نے آکر آئے۔ حال پرچہ کہ سٹراب کیا ہے ٹیٹ ٹیٹ۔ اتنے فوراً ایک شراب کو تھک کر دیا  
بل تھا کہ لوہے سے بڑی مٹی میں ہونے لگی تھی۔ ہر ذرا سے بدلتا رہتا تھا۔ یہ توں نے ہمدردی  
بھگی اور ڈکٹر کی داد کوئی حق کو دیکھتے ہی اصرار سے جونی کی قسم تھیں تو کسی ڈکٹر کا مزاج سے صوبہ میں  
تو کسی سے کہ ڈکٹر کی کوئی سہرت ڈکٹر اور تھیں تو ہر شکانے۔ ہمدردی میں اور سبب وہ ہستے ہستے ہستے  
ہنسوہ میں گیا۔ ہمدردی نہ ہمدردی ڈکٹر کی ذرا سے توں کو ایسے چڑھا یہ کھ دیکھو ایسے ڈکٹر کا خوب  
جمع کر رکھ تھا کہ خون اور طبع۔ اُدھر اس توں نے پہنچنے کی حذر کہہ دے توں نے یہ یہ صاحب  
نے بہت توں خوب ذہن دلا کر آئے تھے کہ تھے بھوت کوئی توں ک۔

دوسرا گل یہ کہہ کہ پیر صاحب کے ایک متفقہ میں صاحب فرٹ دیوں نے توں میں  
کل بجے جے اسپتال داخل ہو رہا ہوں صوبہ اندر وہ دن کے واسطے پیر صاحب نے اس کے کھٹی خد  
کرے ہٹے ہر کیا تکلف ہو گئی بولے مجھے میری بڑی ہو گئی۔ اس سے خبر کہ وہ توں نے  
خلیل خاں صاحب: پتھر سٹو حشرے والے صاحب مہل احمد چنٹ کے بھائی صاحب  
نے کافی بھگیا اگر فاضل راضی نہ ہوئے۔ پیر صاحب نے کہا جے۔ دوسرا اب اس کے بکر۔  
در دن میں۔

خیر گلے دہ پیر صاحب کچھ ٹریدوں کے ہمدردی فرٹ والے د میں صاحب کے لئے اور  
لے کر ہسپتال ہوئے تو فاضل جی بڑی طرف چدار ہے تھے ارے ہی ڈ۔ خدا کے لئے آڈ۔  
ہائے میں مرا۔ یہ دیکھ کر پیر صاحب نے ریمان سے کہا دیکھو فاضل جی اسٹنگ بھی مضمون ہی جیسی

کر رہے وہ بھی زچہ کی طرح ۔

نہ مٹی نہ پتھر نہ حصیر نہ پٹنگ نہ ہیں ۔ دیکھو ہر صفت صحت کی میری عقل کی طرح  
 بہت بڑی جب دیکھو بہت بڑا غماں لگا ہوا ہے ۔ اور پتیا ب کی جگہ بہت ہی موٹی سدرن  
 چڑھن ہوئی ہے ۔ بہت گھبرائے کہ یہ تو لہڑیوں کی ہمدردی کی طرف نہ کوئی مریض تھے یہ کب  
 ہو گیا ۔ رہے بھائی نرین ڈاکٹر سے پوچھو کہ یہ کیسے بدقیامت

خدا جس نے ڈاکٹر کو اس زمانہ سے بلا کر پرچھ کہ مسٹر آپ نے کہا یہ کام اس منیجمنٹ کے ساتھ ؟  
 ہوئے ہیں ۔ یہ کاغذ دیکھئے مریض ۔ کھٹیا ۔ سر جن نے کہا اگر وہ مریض تو کل مچکے جس کا یہ  
 کاغذ ہے ۔ یہ یہی شے دیکھو ہو گئے ۔ دکن والے ہوئے ۔ ہم کی کرے گا ہم تو اس کی جگہ کھٹیا  
 برا کر رہے ہیں مگر تمہیں پتا نہ ہو کہ یہ ۔ مگر تو مٹی کھٹیا ہر تن حلدی کہے آگیا ۔

یہ سب بول رہے دیکھو وہ یکدم چڑھ گیا کھٹیا پر مریض ہسپتال والوں نے مانی ۔ ننگی اور  
 لوگ انے ہنسے اتنے ہنسے کہ آدھے مریض تو ہی رقت اچھے ہو کر گر جاتے گئے ۔ اور جو مریضوں کی  
 مرانا پڑی ہے انے ہوئے تھے وہ بے تحاشہ ہنسی کی وجہ سے ہنس رہے داخل ہو گئے ۔

نہ مٹی نہ پتھر نہ حصیر نہ پٹنگ نہ ہیں ۔ دیکھو ہر صفت صحت کی میری عقل کی طرح  
 بہت بڑی جب دیکھو بہت بڑا غماں لگا ہوا ہے ۔ اور پتیا ب کی جگہ بہت ہی موٹی سدرن  
 چڑھن ہوئی ہے ۔ بہت گھبرائے کہ یہ تو لہڑیوں کی ہمدردی کی طرف نہ کوئی مریض تھے یہ کب  
 ہو گیا ۔ رہے بھائی نرین ڈاکٹر سے پوچھو کہ یہ کیسے بدقیامت

خدا جس نے ڈاکٹر کو اس زمانہ سے بلا کر پرچھ کہ مسٹر آپ نے کہا یہ کام اس منیجمنٹ کے ساتھ ؟  
 ہوئے ہیں ۔ یہ کاغذ دیکھئے مریض ۔ کھٹیا ۔ سر جن نے کہا اگر وہ مریض تو کل مچکے جس کا یہ  
 کاغذ ہے ۔ یہ یہی شے دیکھو ہو گئے ۔ دکن والے ہوئے ۔ ہم کی کرے گا ہم تو اس کی جگہ کھٹیا  
 برا کر رہے ہیں مگر تمہیں پتا نہ ہو کہ یہ ۔ مگر تو مٹی کھٹیا ہر تن حلدی کہے آگیا ۔

یہ سب بول رہے دیکھو وہ یکدم چڑھ گیا کھٹیا پر مریض ہسپتال والوں نے مانی ۔ ننگی اور



الف سے اجیت  
دیتے ہیں دولت

[illegible]

## راز فنا بقا

مجھے دال بھات دے اے خدا تیری شان جلّ جلالہ

تیرے شیر دل پہ میں فدا - تیری شان جلّ جلالہ  
جسے چاہے صنوا کھلائے تو جسے چاہے جوتے کھلائے تو

میں یہ سمجھا راز فنا بقا تیری شان جلّ جلالہ  
کہیں مرغی مچھلی نہ رائی ہے کہیں مسک اور ملائی ہے

مجھے آلودہ بھی سڑا گل تیری شان جلّ جلالہ  
انہیں غیر ملکوں میں کوٹھیاں ہیں مکاں میں بھی ہوں لٹکا

تیرے، س کرم پہ بھی میں فدا تیری شان جلّ جلالہ  
یوں گھل ہوں قوم کی فکر میں میری تو نہ کٹ بیکل پٹری

مجھے پھر بھی کہتے ہیں بے حیا تیری شان جلّ جلالہ  
میں نہیں بناؤئی موادی تیرے فضل سے میں چار ہوں

کہ گدھ ہوں میں نہیں گدا تیری شان جلّ جلالہ  
مرا رخ ہے جانب میکدہ میرا سربسنگ صنم کدا

مجھے دی ہے طاعت بے ریا تیری شان جلّ جلالہ  
مرے دہ پہ اتنے پڑے ہیں ہم کہ ہوں کو بھی ہوا جس کا غم

یہ ہے ویت نام کہ کوریا تیری شان جلّ جلالہ  
ہوں سر یک جلتے گشتی میرے گھر پہ ہونے ہے میکشی

ہوں یزید اور عسیم کہ بلا تیری شان جلّ جلالہ  
جو کھی منتہ کو کہتے تھے ذرا دمنٹ کو تو آئے

وہی آج کہتے ہیں جا تیری شان جلّ جلالہ

نہ تہہ نہ پیش سار قب و سمجھ دیکھیں سے بڑے صدارت جن پہن میں مشراب مری کے سسے جس تہہ  
نہ رہنے منہ تھے سب کے گھروں پر نہ رہ سب کی بھی لگی ہوئی تھی۔

## روایف معظم

دو دنوں جہاں کے فاتح اعظم صلی اللہ علیہ وسلم وہی مؤخر وہی مقدم مقلیٰ نہ عیسیٰ  
 جہن کے رکٹ روس کے ہم تہ کی خبر کو ہی ہر کم ہر طہ کے شانزدہوں کے دم خم میلے اللہ علیہ وسلم  
 صدر موکر جو ہر طہ کو سب ہوتے کہیں شاہ و بابت پڑھتے جو ہر متو نادر غنم ملے اللہ علیہ وسلم  
 چکر میں نہ ہر طہ ڈروانا لاجوں کے خبر سوچ کا ایک فو کہدیا وہ چکر تہ اللہ علیہ وسلم  
 اس جو ایک بات نہ کدنی سب کی سمجھ میں آئی کشتی سوچ پڑھتے تھا کر سہ ملے اللہ علیہ وسلم  
 تقدیر میں مونا جو نکلیں خودیے ہیں سب کو کیں در قوم سہ پڑھتے ہیں اسد ملے اللہ علیہ وسلم  
 شیخ نے دیکھ ل جہاں پر کئی بس لاجوں ہیں پر اور کیں ہا کر مزع مثہ ملے اللہ علیہ وسلم  
 اس رنگ میں بعت ہو کتا ہر بختی کو دھو تہ ہر گرچہ ہیں وہ خود رحم مجسم ملے اللہ علیہ وسلم  
 کہیں وزن مسقہ گر بختہ قانیہ نگ مویہ ہے یہ وہ در یہ روایف معظم سے اللہ علیہ وسلم

## آنکھیں

کبھی پھولوں کا بار ہیں آنکھیں : کبھی خنجر کی دھار میں آنکھیں  
 ایک ہے چائے دوسری شربت : یعنی سردی بخار ہیں آنکھیں  
 گرم دل پر لگاتی ہیں : جو ہیں : ن کی بیشک لہزار ہیں آنکھیں  
 دل کا سر بہن کے رکھتے ہیں : پھر بھی بے اعتبار میں آنکھیں  
 ہر طرح کا فروٹ بکتے ہیں : کیا کوئی تل بازار میں آنکھیں  
 جو ہزار ہا ہی میں رہتی ہیں : کیوں کہ سردیہ در رہیں آنکھیں  
 تنگ رہتی ہیں بھاؤ کا دھکا : واہ کیا جان در ہیں آنکھیں  
 اتنا برسوں کہ بہ گیا دل بھی : سچ ابر بہ رہیں آنکھیں  
 حُسن منڈی میں جا کے یہ بھی : ایک دل اور ہزار ہیں آنکھیں  
 جب گرا ہے تو اُن سے ٹکرا کر : بے شک اندھے کی چہ ہیں آنکھیں  
 نقد دل کٹ نظر پہ نذر کیا : پھر نہ کہنا ادھار ہیں آنکھیں  
 میرے دل کا فتر چھینا ہے : تیری یوں بے قرار ہیں آنکھیں

۱۔ امام بخش پیلو کا بیٹ کاہ رستم رہاں کا بھتیجا اور موجودہ رستم رہاں بھوٹا کاہی  
 ۲۔ بھاؤ کا دھکا کھٹی کی ایک بندرگاہ کا ہے۔



ناز پڑتے ہیں یاں سپیرے بھی :۔ ناکٹ بین اور ستار ہیں آنکھیں  
 استیا کو سمجھ لیا ٹو :۔ جس کی دیکھو سوار ہیں آنکھیں  
 مارتی ہیں نہ یہ جساتی ہیں :۔ کیوں کہوں پختہ کار ہیں آنکھیں  
 پردہ میں رہ کے وار کرتی ہیں :۔ اس لئے خاتم کار ہیں آنکھیں  
 گل جہاں دیکھت ہے اس گل کو :۔ بس مری خار دار ہیں آنکھیں  
 بک رہی ہیں رقیب گرگ کو :۔ اُن کی کیوں خرم سوار ہیں آنکھیں  
 اُن کو دیکھیں توشیح سید ہیں :۔ ورنہ بھنگی چم رہیں آنکھیں  
 کبھی ہیں نسیم پر کبھی گل بدر :۔ شتر بے سار ہیں آنکھیں  
 ہر مرض مجھ سے دور رحمت ہے :۔ میری بیمار یار ہیں آنکھیں  
 تپ کی دید کا شعور نہیں :۔ میری باکل گنوار ہیں آنکھیں  
 ہیں گلابی کٹوریاں یہ کبھی :۔ کبھی تیسرے اور کٹار ہیں آنکھیں  
 ہے بیک وقت پیاز اور نفرت :۔ کھٹا میٹھا چار ہیں آنکھیں  
 پوری بستی ہی دھوش کھاتی ہے :۔ تیری کیا کف نہ دار ہیں آنکھیں  
 بارہنگی میں ہیں خمار بھی چت :۔ کس قدر پر خم دار ہیں آنکھیں  
 قبض قبضے میں رہ نہیں سکتا :  
 اب منقہ سے چار ہیں آنکھیں

در شادی حاجی اقبال احمد شری مراد آبادی

## اپنل جہالت

اچھولاسیہ مکھڑا شرافت اس کہتے میں  
 عدد کا کھوٹر دیکھا زناست اس کو کہتے ہیں  
 مڑا بونگ میں بیٹھی سے بے شک آیا  
 شرافت اس کو کہتے ہیں کرامت اس کو کہتے ہیں  
 پلاؤسیر بھرا اور زرد و ڈیڑھ پاؤسکا  
 مگر کھایا ہزاروں ہی نے برکت اس کو کہتے ہیں

کھینچے بچے ساو کوٹ رے عہدے دیدینا

ہمارے دیش میں بے شک و زرت کوکتے  
توئے رقبہ بیسی بھنی کی موت ڈہل ہووے

سہ میں خیر ہے بھیا سعادت اس کوکتے  
مڑگوں سہ پہاں تک ہاتھ پھیرا سر پہ دروہا کے  
کہ یہ کہنا پڑا مجھ کو جی مت س کوکتے  
بٹے میں سات من ڈویراں نکھوں نے دیکھ ہے

م مجھ کو نہ آدھ بھو فی مت س کوکتے  
مجھے دیتیں ہیں بیوی گالیاں میں ہنس کے بیتا ہوں

شجاعت اس کوکتے میں حررت س کوکتے  
جس کے شہر میں توٹ عرکا کرنے کو آپا ہے

منقہ پتھ ہے اسیتل جہات اس کوکتے  
دوہن کے باپ دئے جس گھری بیوی کی رحنت  
منقہ گھل گیا اشکوں میں نررت کوکتے

## معزز گدھا

دنیا میں جب نہ کوئی معزز گدھا ملے، کستھش کا باپ منستی منقہ سے آکر  
اکٹ پاسن برہولی کھر دے یا رکی پہاں، قسمت سے ایک توہی مجھے پارہ  
یہ بھئی کی بزم ادب ہے کہ بارہا، تگ والے تکتے رگے، جب بے تگ  
میں نے بچے سے طہیلے ترے رگ پرہا، سر میری دھن پہ بھن تو کھن نررت  
اس ٹھٹا سمجھے میرا کھر اپا رسی پہ کھر، جیسے سر ہمارے کا اخترے جہات  
میں دل ربا، انہیں دل جن کے پاس، ہم کو تو دل ربا نہیں اکٹ ربا، تو  
وہ پلپلا رقبہ بلا ان سے سطر ج، جیسے ہمارے جو م، ربا خست گدھا  
لنگڑا بھار لی ملی دسہ کھن پلپاہ، سرکار قسم سے کہو کس کو نہ ک

تر یہ پھنس پھنسی رہی واسطہ کی مے کشو :۔ بک بک بکا بکا میں تو سب کا چھیلا  
 ن کو عدل قتل مجھے آہ بھی حرام :۔ کل منصفی سے حسن کی یہ فیصد ملا  
 پرچے امتحان کے میں یا پیں م کے :۔ بس شکر کر کہ باپ تجھے بے پڑھا ملا  
 پھر سالے سات سائیں اک سس کس سر :۔ صدقے میں ایک بیوی کے ہم کو نہ کیا ملا  
 برنی الگ الگ تھی دوا ساز کی مگر :۔ کشمش کا د نہ کیسے مستی سے جا ملا

## آٹھ انگل

بڑی کل گل نے بے کل کر دیا ہے :۔ مجھے مثل سے کسبل کر دیا ہے  
 عدو کو تو نے جھٹ سے دی شرفی :۔ مجھے پیسہ بھی من من کر دیا ہے  
 یہ دعوے سے کہا شام :۔ ودھنے :۔ مزاجی حسن نے ڈھل کر دیا ہے  
 جوانی پئے اور اس ڈالڈے نے :۔ بجے ہر موقع پر ڈال کر دیا ہے  
 دل پر سونہ کو کھٹکرا کے بولے :۔ اے ہم کیا کریں جل کر دیا ہے  
 حرم اور دیرہ جھگڑا تو کب سے :۔ رخ پر نور نے جل کر دیا ہے  
 حسیں جو آگیا وہ دھنس گیا بس :۔ خدائے دل کو دل کر دیا ہے  
 قدم جس شہر میں پہنچا ہمارا :۔ اُسے دو دن میں جنگل کر دیا ہے  
 ذرا سے زخم دل کو تیسرے غم نے :۔ بڑھا کر آٹھ انگل کر دیا ہے  
 ہے موجودہ سیاست کی فو زش :۔ کہ ہر مومن کو چسپل کر دیا ہے  
 کتنی کم گو اور مہذب پہلے بیوی :۔ مگر فلموں نے چنچل کر دیا ہے  
 میں گئی پی پی کے قتل میں گئی ہوں :۔ کہ میں نے خون پل پل کر دیا ہے  
 منقہ در کشمش نے تو گنہ کو :۔ پہلوانوں کا دنگل کر دیا ہے  
 منقہ کو کیا اگر شیر حق نے  
 عدو کو بھی تو کھٹل کر دیا ہے

سہرا حاجی نورا احمد صاحب شمس مراد آبادی

جو کوئی سخن کا مارا پولیس کپتان ہو جائے

حینوں کا چمکے عشق کا چالان ہو جائے



کھینچے بچے ساو کوٹ سے عہد سے دیدین

ہمارے دیش میں بے شک وزرت کوکتے  
تو سے رقبہ بیسی بھائی کی موت ڈبل موجد

سی بن خیر ہے بھیر سورت کوکتے  
زرگوں نے بہا تک ہاتھ پھیرا سر پہ دوہا کے

کہ یہ کہنا پڑا مجھ کو جی مت کوکتے  
بڑے میں سات من ڈو یہ ان نکھوں نے ریکھ ہے

ملا مجھ کو نہ آدھ بھو فی مت کوکتے  
مجھے دیتیں ہیں بیوی گالیوں میں ہنس کے لیت ہوں

شجاعت اس کوکتے میں حرارت کوکتے  
جسگر کے شہر میں تو شعی کرنے کو آیا ہے

منقہ پتھ ہے اسپیش جرات اس کوکتے  
دولہن کے باپ روئے جس گھڑی بیٹی کی رحمت پر

منقہ گھل گیا شکوں میں شربت کوکتے  
**معزز گدھا**

دنیا میں جب نہ کوئی معزز گدھا ملے  
اکٹ پار سن یہ بولی کھر دے پاری یہ کل

یہ بھئی کی بزم ادب ہے کہ بار بار  
یہ بھئی کی بزم ادب ہے کہ بار بار

یہ بھئی کی بزم ادب ہے کہ بار بار  
یہ بھئی کی بزم ادب ہے کہ بار بار

یہ بھئی کی بزم ادب ہے کہ بار بار  
یہ بھئی کی بزم ادب ہے کہ بار بار

تر پھیں پھسی سہی واعظ کی مے کنو : بک بک بکا بکا میں تو سب کا چچا ملا  
 ن کو حل قتل مجھے آہ بھی حرام : کل منصفی سے حسن کی یہ فیصلہ مر  
 پرچے امتحان کے میں یا پیام کے : بس شکر کر کہ باپ تجھے بے پرہا ملا  
 پھسلے سات سبیل اک سس اک سر : عدتے میں ایک بیوی کے ہم کو نہ کیا ملا  
 برنی لگ لگتی دو سار کی مگر : کشش کا دانہ کیسے سنتی سے جا ملا

## اٹھ انگل

زری گل گل نے بے گل کر دیا ہے : مجھے گل سے کبسل کر دیا ہے  
 عدو کو تو نے جھٹ سے دی اشرفی : مجھے پیہ بھی مں مل کر دیا ہے  
 یہ دعوے سے کہا شام : دھنے : مزاجی حسن نے ڈھل کر دیا ہے  
 جوانی چائے اور اس ڈالڈے نے : مجھے ہر موقع پر ڈل کر دیا ہے  
 دل پر سوز کو سمٹ کر اکے بولے : اے ہم کیا کریں جل کر دیا ہے  
 حرم اور دیرہ جھگڑا تو کب سے : رخ پر نور نے حل کر دیا ہے  
 حیس جو آگیا وہ دھن گپا بس : خد نے دل کو دل کر دیا ہے  
 قدم جس شہر میں پہنچا ہیں را : اُسے دو دن میں جنگل کر دیا ہے  
 ذرے زخم دل کو تیرے علم نے : بڑھاکر کٹھ انگل کر دیا ہے  
 بے موجود سیاست کی نوازش : کہ ہر مومن کو چہر چل کر دیا ہے  
 کتنی کم گو ور مہذب پہلے بیوی : مگر فلموں نے چنچل کر دیا ہے  
 میں گھی پی پی کے مقتل میں گیا ہوں : کہ میں نے خون پیل کر دیا ہے  
 منقہ اور کشمکش نے تو گھس کو : پہلوانوں کا دن گل کر دیا ہے

منقہ کو کیا اگر شیر حق نے

عدو کو بھی تو کٹھل کر دیا ہے

سہرا حاجی نور احمد صاحب ستمی مراد آبادی

جو کوئی مسن کا مارا پولیس کپتان ہو جائے

حسینوں کا چمکے عشق کا چالان ہو جائے

سی جیون میں اُس بلورن کا کلیں ہو جائے  
بنے وہ گلشن کشیز جس جنگل میں پہو پنچوں میں  
وہ جس گلشن میں آئیں قتل کا میدان ہو جائے  
تیری ماب ہوئی کی تو آگ گرے کا ہے :

پھر کیوں تیری صورت دیکھ کر خندان ہو جائے  
نہ تم پسید ڈوٹہ ورنہ نہ نکلا کر وہ ہر

کہیں ساری ہی یہی بھیت کو یرقن ہو جائے  
ہیں گے دو جہاں میں سرنخ و لوشہ ورنوئی

عطار بہان کو اس سن گراکٹ پان ہو جائے  
تو اپنے ہمرے کے ہند قے میں زور حمد عا کر دے  
کہ مشکل ہر کنوارے کی یونہی آسان ہو جائے

## جل پری

ہیں زندگی دی مگر غم بھری دی : رقیبوں کو دی موت بھی جیٹ پٹی دی  
سُری ہزل سن کر دے ڈالی اُس نے : بہت داد ہم کو مگر بے ستری دی  
ہیں زخمی کرتی ہے ہر ایک رُخ پر : بہ ہوئی نہیں دی ہے جتن چھری دی  
نہی جو رو کر لی مگر کیا خبر تھی : کہ پیری میں کرنا پڑے گی مُردی  
شب غم پہ بھی ٹپکس قائم کیا ہے : محرم پہ بھی شمر لے : ہے عیدی  
مرا دل ملاتے ہو دشمن کے دل سے : یہ قصر حسنی : وہ تخت : زیدی  
ہی غرق اشکوں کے دریا میں ہر دم : بچے آئندہ دی : کوئی جل پری دی  
نہیں غیر کو غم کسی بچہ و پر بھی : ہیں بے کلی اور : ہر فری دی  
مری ساس نے لڑکیاں دیں ہمیشہ : مرا ہنر آیا تو اک جھپکلی دی  
اد کیسے مطلب ہوا ان کی ادا کا : جو بگڑیں تو بندر جو سنو ریں تو شید  
جو ہے کار آمد وہ پھرتا ہے پیدل : جو بے کار ہے کار اُس نے خریدی



ناکر مجھے رو دیا میرا تَل : مری کھوٹی شے کے قیمت کھری دی  
 رانے دیا جس کو جو تھا مناسب : انہیں بھوت بخشا ہے ہم کو یری دی  
 ہی ہند میں بھی نہ کھتی فتد ہندی : وہ دینے پر آئے تو کپل سری دی  
 دی رقیبوں کو سب کھرا سی : یہیں چائے کے لئے چاشنی دی  
 حال ہوئے جس کے ارض دولت تھا : وہ شے مجھ کو دی ورسو فیصدی دی  
 ایک راجہ مندر سنبھالے ہے جبکے : برہمن کو کھارست کی شاہنشی دی  
 تعجب ہے سولا کہ شاعر بنا کر

مستند کو آواز کیوں پھس پھسی دی

## میدانِ محبت

سنے عبادت بھی ایسی جس میں کہ کسی کو کام نہیں  
 پھر ایک ہی لغزش سے جس کا کونین میں کوئی مقام نہیں  
 سپر بھی یہ کتابے ظلم میں بد تو ہوں بد انجام نہیں  
 اللہ اگر توفیق دے شیطان کے بس کا کام نہیں  
 خفتانِ محبت عام تو ہے پکوانِ محبت عام نہیں  
 پنجاب نہیں مدراس نہیں بنگال نہیں آسام نہیں  
 گھر گھر میں ہوئے لیلیٰ عجوں اب نجد تیر مری کچھ دام نہیں  
 مارکٹ میاں کی راہ ادھر بیوی بھی ادھر خوش گام نہیں  
 لعنت ہے ہمت کچھ فلم کی بھی جتنا ہی پر سب الزام نہیں  
 بیانِ محبت عام تو ہے بھگتانِ محبت عام نہیں  
 عنیت بھی کری سیدھا بھی چلا پر تک میں آٹا نہ ہو  
 روٹی جو ملی تو وال نہیں گرد ہوئی آٹا نہ ہو !  
 سب کے مکہ چاٹ گئے ہر فن سے انہیں گھانا نہ ہوا  
 شیطان سے سودا کر لیں گے بھگوان کے بس کا کام نہیں  
 چارنِ محبت عام تو ہے امکانِ محبت عام نہیں



تری ذات مولا غنور الرحیم : مٹ کر، چھاپ بن بیٹھیں ہمید حکیم  
 شکر دیکھے میں برتنے میں نیم منقہ کے بدلے کھلا دے اہم  
 سزد رت ہو مصری کی دیں پھٹ کری  
 مری بار کیوں دیر اتنی کری

ترے شیخ و پندت میں بنتی نہیں : کب ن موتوں میں ہی ٹھن تی نہیں  
 یرئی کائی پہ تن تی رہیں : رستے فتنے جنت میں جلتی رہیں  
 کبھی 'ن کی بدلی نہیں جنتری  
 مری بار کیوں دیر اتنی کری

ترے حکم سے کیسا یہ ہم بٹ : شجاعت کا شق اسکر ہو گیا  
 یہ نور بر چھی کت ری تو کیا : قرق گن مشینوں کو بھی کر گیا  
 پڑی بائج ہے آت گد کا پری  
 مری بار کیوں دیر اتنی کری

ترے ٹکڑے کر سیو ہو گیا : گیا پان کھانے تو پکڑا گیا  
 روپے آٹھ تھے پاس میرے خدا : پس نے جو کرنا کتا بس کر دیا  
 مری جھڑتی لی پاؤلی کم کری  
 مری بار کیوں دیر اتنی کری

ن بے پونجی جب کوں دھندا بلا : رینگے کپڑے اور پیرچی بن گیا  
 گراک مرید اونچے درجے کا تھا : زمین سب کو مجھے وہ پڑھا مارھا  
 لگاتا ہوں اب غسہ حیدری  
 مری بار کیوں دیر اتنی کری

میں دنیا کے ہنسنے کا سامان ہوں : تری اس ادا پر بھلی قربات ہوں  
 پر اس غم سے بے حد پریشان ہوں : کہ جس مل کے درپر میں دربان ہوں  
 مری استری بے وہاں بستری  
 مری بار کیوں دیر اتنی کری

سے جھڑتی - نلاشی۔

جو تیسرہ کتاب وہ شریان ہے : جو شہ زور تھا آج بلوان ہے



یہ اردو زبان کا بلیدن ہے اگر دان محف جو گردان ہے  
چڑیلوں کو جبرائیل بولوں پری  
مری بار کیوں دیر اتنی کری

کوئی کام ایسا نہ ویسا ملا :۔۔۔ بڑا مد بھی تو اس کا نہ سپہ ملا  
نہ مرنی ملی اور نہ بھینسا ملا :۔۔۔ جو بھینسا ملا بھی تو ایسا ملا  
کہ جس نے مری دال پستلی کری  
مری بار کیوں دیر اتنی کری

ہوا کی کو تو چاہے حاجی کرے :۔۔۔ جو حاجی کو چاہے تو پاچی کرے  
جو ملا کو چاہے تو بکری کرے :۔۔۔ جو بونڈے کو چاہے تو قاضی کرے  
کرے قیدیوں کو ہا منتری  
مری بار کیوں دیر اتنی کری

وہ ماضی بھی کیا میرے رحمن تھا :۔۔۔ منقہ نہ تھا جب میں ان تھا  
ترے حکم پر میرا ایمان تھا :۔۔۔ چلن پر بزرگوں کے قربان تھا  
دُسر کو پھر کر میرے جنوری  
مری بار کیوں دیر اتنی کری

### جواب شکوہ الحمد للہ

ابھانٹ لیو نہی اک زند آگئی :۔۔۔ مرے دل کی دنیا ہی تھرا گئی  
کہ اوبے ادب کیا قصدا آگئی :۔۔۔ سراپا دعا کو ڈعا آگئی  
نظر اپنی حالت پہ تو نے کری  
تری بار کیوں دیر اتنی کری

جو میرا ہے اُس کی انگ نشان ہے :۔۔۔ اشارہ پر وہ میرے قربان ہے  
تجھ گہ کہیں ہم کہ شیطان ہے :۔۔۔ تو شیطان کا اس میں بہان ہے

اے موصی ! عسکرہ جو دے دے :۔۔۔ سچا ملا بکری :۔۔۔ بھئی کا مشہور رسوایہ در حزام پس و روبر  
باقاعدہ ملا بکری لکھا ہے مشہور ہوئیں فاضل لوڈ :۔۔۔ فاضل مرفاقت مشہور ہیں معزز بھی ہیں

ترے آگے پیچ 'س کی کاریگری

تری باریوں دیر اتنی کری

سیر ہو س پھر بھی آزاد ہے : : ہے محبوب میں اور نام فرما دے  
تو خود عید ہے خود ہی صیتا ہے : : تو بے معنی پھر کیوں یہ سن رہا ہے

تو بیگن کو سمجھا ہے کیوں میں بھری

تری باریوں دیر اتنی کری

تو فرعون حبیبوں کا ستارہ ہے : : تراہر عمل ننگ شداد ہے

پونہ ترے دم سے آباد ہے : : ہو کیا جو گھر تیرا بار بار ہے

چڑیلوں کو خود تو نے سمجھ پری

تری باریوں دیر اتنی کری

میں تیری سرخی سے ہیں سرخ رو : : ادھر بیوی فاقوں سے ہے زرد رو

چراغ اُس کا جلتا ہے اُس کا لہو : : یہ سریز میتا وہ غالی سب

سنبھلے کڑے یاں وہاں مٹھادی

تری باریوں دیر اتنی کری

کوئی محفلِ عت میں بیتا نہیں : : سمجھے پاس قرآن و گیتا نہیں

گھر کی تو کت بھی پیت نہیں : : مگر بن پتے تو تو جیتا نہیں

پھر میں پر نئی کٹاکٹ پھل بھری

تری باریوں دیر اتنی کری

ترے شند چور بازار ہیں : : زمانے کے غنڈے ترے یار ہیں

تری گفتگو کے وہ طوار ہیں : : کہاں بابا تک تجھ سے سزا ہیں

بچی جب تری بالاسری بے سری

تری باریوں دیر اتنی کری

تو بچوں کو مسجد میں رایا کبھی : : ترے ہوش کو جوش آیا کبھی !

حیا کا سبق بھی پڑھتے یا کہیں : کہ پردہ کا حکم بتایا کہیں  
 دکھاتا ہے منہیں تو کھینچ لے کر  
 تری باریوں دیر اتنی کری  
 نہ بھولے سے رب یاد آیا ہے : بتا رہے ہیں دم بھدیا سے  
 امیر ندیق بنایا کے : فرشتوں سے جھوٹا کرنا کے  
 تو خود سر نہیں بلکہ ہے خود سری  
 تری باریوں دیر اتنی کری  
 تو انسان نے خود ہی منقہ بنا : حکیموں کی برائی میں رہنے لگا  
 جو شانہ میں ابر کھرن میں پسا : کہیں قلع و اعراب کے ہتھے پڑھا  
 تو خود ہو رہا ہے دن طشتری  
 تری باریوں دیر اتنی کری

## قسم

سبب یہ تو کھاتیں ہیں نانی کی قسم : نونانی کھاتا ہے جو فی کس  
 رات ماموں کو نہ جب روٹی سی : سورے کھ کر مانی کی قسم  
 کہتا چوتنا قسم مرجھا یا ہے پان : خاص اُن کی حاصہ فی کس  
 کچھ نہ کچھ ہے دل میں کالا میاں : تم نے کیوں کھائی جٹھانی کی قسم  
 سر کے بل شیشوں نگو جاؤں گا میں : اُن کا دانہ پننے پانی کی قسم  
 رب کے خمرے کا سر متا نہیں : سہ رسے کا مایا پارہانی کی قسم  
 اگر قسم بدعت کی مینی ہو کہیں : بے لوث بدعتوں کی قسم  
 تہنی ٹھنڈی میں نہانے کا سبب : سچ کہو تم کو نہانی کی قسم

مدف دہ ہونے کا ہے میرے تہوت . کھرا ہوں استرانی کی قسم  
 کیسے کہدوں پیسے میں برکت نہیں .. بھینس جیسی پہلوئی کی قسم  
 دھوئن پر کرفٹ مر دھند .. ٹھکڑی نالی کی قسم  
 عشق کو میرے مسد فی سمجھ .. حسن تیری آنا کافی کی قسم  
 حیدر آباد ہوں کر میرا نچیش .. پہلے بھی میں کھانگی بانی قسم  
 تم کو بھی تھوڑا سا شرمہ یاد ہے .. تم کو اپنی سر سے دانی کی قسم  
 یاد ہے وہ دست شمنت یا د ہے .. اُن کی مرجوم مہمان کی قسم  
 گزشتہ کی نئی بھوی بھی ہیں .. پھر بھی بیٹے ہیں پُرانی کی قسم

## آنکھوں کا پہیہ

گوئی رمان چرچ میں پھسل جاتا تو کیا ہوتا  
 تری آنکھوں کا پہیہ دل پر چل جاتا تو کیا ہوتا  
 زری نانی کو گھر میں دیکھ کر یوں لوٹ بھاگیں  
 برس کے سن کی گرمی سے بس جاتا تو کیا ہوتا  
 مے سنو کی گرمی نے بلی چائے کی پتی  
 ترے دہ کا کر یہ بھی اہل جاتا تو کیا ہوتا  
 تہا رکی تیرنہ زری کا بھانڈ بھوٹ ہی جاتا  
 میں تھوڑی دیر کو نظروں سے اُٹل جاتا تو کیا ہوتا  
 سی ڈور سے خوشامد دن میں ن کی نہیں میں نے  
 بھلا اگر دھوپ میں مکہ پھسل جاتا تو کیا ہوتا  
 مردل سینے والے لے لیا اچھا کیا تو نے  
 گریہ رکھتے رکھتے روہنی ڈھل جاتا تو کیا ہوتا  
 لے نہیں رہیں لے حکم قسم سے کھتے لے مت ہو ر طائر کا سرور پر دیا



اسی ڈر سے تو میں بھی آج ننگے پاؤں آیا تھا

سرحوتہ تیری ٹھنڈی میں چل جاتا تو کیا ہوتا،  
جوانی میں بڑھاپہ آگیا تو مجھ پر ہنستے ہو۔۔۔

شباب ان کا گریچمن میں ڈھل جاتا تو کیا ہوتا  
سنا ہے مرغوب کے توپنے کا توقع ہے 'ن کو

میں فرغانہ کے 'ن کے گھر میں چل جاتا تو کیا ہوتا  
تر بٹوہ ہی ڈاکو لے گیا، اس کی شہرنت تھی

گروہ تجھ کو ہی لے کر ڈبل جاتا تو کیا ہوتا  
پتا ہے قوم کے ٹکڑوں پر واعظ کس پر یہ تیور

حکیم وردید کے کشتوں پر چل جاتا تو کیا ہوتا  
برا یا گھر ہی لیکن منقہ پیٹ تیرا کھتا

گرسختوں کا بخیر نکل جاتا تو کیا ہوتا  
گیا تھا ک منقہ پیٹ میں وہ بھی اگل بیٹھے  
میرے یا رو اگر کٹ دو رطل جاتا تو کیا ہوتا

## دھیلا

کس چیز کی کمی ہے بااُعراب گلی میں :۔ حلو اعراب گلی میں فاقہ عرب گلی میں  
ہر فن کا آدمی ہے ہر دم کا جالور ہے :۔ اُٹھتا نہیں کسی کا دھیلا اعراب گلی میں  
دولوں کے چر دانہ تم ڈال کر تو دیکھو :۔ روتا ہے کیسا کیسا مرغا عرب گلی میں  
کس منہ سے بولوں چنڈ و فیون اور گانجھے :۔ درو کا پر رہا ہے دریا عرب گلی میں  
اے اتحادِ مسلم اللہ تیرا والی :۔ آنے لگا یہودی کا نا اعراب گلی میں

رطل۔ ایک سویر کے بر بڑے عرب غلی ہو کا منہ سے بولنے والوں کے کہے اس سے یہ شعروں کی گرا۔

اک مکھ تپی نہ ہونل ہر مکھ تپی کا ڈٹہ ۔۔ اور ہر ارب پتی کو پایا عرب گلی میں  
 جس کو بھی دیکھو باپو جس کو بھی دیکھو دادا:۔ میٹا نہ کوئی پوتا دیکھن عرب گلی میں  
 بیوی میاں میں دو ذوں رستے ہیں پر عیذہ:۔ کچھری مدنیو رے میں کچھڑا عرب گلی میں  
 سیماں کا ہر پر عیذہ نہ جانے دیکھ:۔ زبان پڑھ بھی پڑھ:۔ ہے ہر عرب گلی میں  
 قربانی دینے من من اب کے یہ کی ہے کیسی:۔ ٹیسٹ میں بوٹی بانٹی چھڑا عرب گلی میں  
 کیا قبض میں کسی نے بتا دیا سُنو:۔ کیوں پھر رہی ہے بیگم پار عرب گلی میں

## سنو ریا

مین کو ڈھونڈیں نین تین من ڈھونڈے من کا پیر سنو ریا آجبار سے  
 ترے کارن پگ پگ منو دھڑکے دوسو بار سنو ریا آجبار سے  
 نینوں میں ہے پیار کی رنگت ہو نٹوں پر ہے گیگت  
 ہوس ہوئے من کی دھڑکن بن گئی من کی پریت  
 کون سے گا تجھ بن مور سے پال کی جھنکار  
 کھل کر مڑھتی جاتی ہیں سسٹاؤں کی کلیں  
 آج بدم نینوں کی ہیں سوئی سوئی گلیاں  
 ترے بن جڑا ہے پیار بھر اسناہ  
 تیری راہیں تکتے تکتے ہو کٹ اٹھی ہے من سے  
 پل پل سسٹیاں سا بخجھ سویرے سمرے دوئین سے  
 رَم جھم رَم جھم برکھا برسے دیکھ تولے اک بار

# شان گداؤ شاہ

دشمنوں کی بھی ہے پونج میری بھی بے رنگاہ میں  
 کتے بھی پاتے ہیں وہ شیر بھی ہے نگاہ میں  
 بے حیا ہے وہ شان خدا سے مخزن  
 ذوق نہیں سمجھتا جو شان گداؤ شاہ میں  
 دشت کی سیر کو گئے یاد میں تنہا گئے  
 ساتھ گدھی کے ہوئے سب کے شتہہ میں  
 مانتے ہم کو لوگ کب کرتے بھلا کہاں ادب  
 کھد پہن لیا تو اب چمکنے لگے نگاہ میں  
 غیر کا کھیسہ کٹ گیا میری بھی جیب کھر گئی  
 دولوں کا کام ہو گیا یار کی اکٹنگاہ میں  
 رشوت کی برکتیں بھی ہیں جوئے کی سب سبتیں بھی ہیں  
 چوری کی حرکتیں بھی ہیں حکم خیر خواہ میں  
 ایک اگر نکل گیا ذرا ہی تین گھس گئے  
 ریل کا لطف آگیا ان کی قیام گاہ میں  
 بیٹھنے ماں کی گالی دی باپ کو وجد آگیا  
 بولے کہ آج گھر میں دی کل تو یہ دے نگاہ میں  
 ماں نے کہا جی ستے ہو بچے کی اترے گی نشہ  
 خیرے پہلی گالی دی ہے ابھی یہ ہے وہ میں  
 نانی اچھ کے بول اٹھیں منت کی نیاز ہوگی کب  
 صدقہ اتاروں گی ابھی آئے نہ بد نگاہ میں  
 آگ نہ پیت کی بجائے منہ ہوتا شاعرہ  
 منہ منقہ رہ گیا لوگوں کی واہ واہ میں

## بھکاری

مجاز کٹ یا رسے لائے چوتی  
 اسی وقت اک فقیر آیا کہ بابا  
 جوتی جو تھی اس کو دیدی لیکن  
 کتابا نہ شرمندہ کرو ب  
 مگر وہ خاندانی تھ بھکاری  
 جہیز کو حکم ہے سائل کو لیکن  
 مجھ نہ سخریہ بولے جا چلا بسا  
 کہا اس نے میں جستی بدو مائیں  
 اٹھا کر ملتا تھا پھر یہ بدو عادی  
 کہا پھر بیوی سے چلے بنادے  
 خدا کا نام پر بھی کچھ کھلا دے  
 وہ ضد کرنے لگا کھانا کھلا دے  
 ہمیں بھی دوں اگر مجھ کو خدا سے  
 ملے بالکل نہ دنیا کو ہلا دے  
 وہ سائل کیا جو تو بہنا کرادے  
 کہیں دل میرا تجھ کو بدو عادی  
 وہ سب دیدے مگر کھانا کھلا دے  
 مرے بولا اسے شاعر بنادے  
 اک اس سے بھی تو زیادہ بدو عادی  
 جو کہ دیتے منشی کا بنادے

## نہیں جاؤں گا

نہ کر ب زیادہ پریشاں نہیں جاؤں گا  
 میری پہچان ہے اس گھر میں سچو سے پاگل  
 تجھ سے بھی ہو گئی پہچان نہیں جاؤں گا  
 تجھ پہ قربان کیا ہے مری قسمت مجھے  
 تیرے کہنے پہ تو شراباں نہیں جاؤں گا  
 میں تو ہوں تائب فرماں نہیں جاؤں گا  
 تیری جنت میں بھی رہنواں نہیں جاؤں گا  
 قتل کا ہے مرے سامان نہیں جاؤں گا  
 اک نفلے کا ہے اعلان نہیں جاؤں گا  
 نہ کر ب زیادہ پریشاں نہیں جاؤں گا  
 میری پہچان ہے اس گھر میں سچو سے پاگل  
 تجھ سے بھی ہو گئی پہچان نہیں جاؤں گا  
 تجھ پہ قربان کیا ہے مری قسمت مجھے  
 تیرے کہنے پہ تو شراباں نہیں جاؤں گا  
 میں تو ہوں تائب فرماں نہیں جاؤں گا  
 تیری جنت میں بھی رہنواں نہیں جاؤں گا  
 قتل کا ہے مرے سامان نہیں جاؤں گا  
 اک نفلے کا ہے اعلان نہیں جاؤں گا



خود کو ہر لیں منتقی کی سُنیں تب جانیں  
ورنہ یہ کہتے ہیں چو مان نہیں جاؤں گا

خود کو بیکار نہ دیکھنا دینا یا  
مئے یا رب دین دے کا کہتے ہیں  
جب بچھینے میرے گھر سے کر یہ آیا  
میں نے جب دلی کا یہی تغیر کیا  
میں نے بھی لکھ کر محراب کو گریا ہوں  
ورنہ گھر والوں نے سمجھ کر منتقی کیا

## موازنہ

مشتاق کی زبانوں کی حریت مرچ چمکتی ہے  
جس کی کسے مرغیوں کی تیرے خاص دولت  
سوئے یہ مہا گہ ہے جو پڑنے کی ادا ہے  
پھر جو بھی کہا جیتے ہست ہی یہ ہے  
اصغر نے کہا ٹھیک درست اور بجا ہے  
اکبر کا کوئی شعر بڑھانے کی سنا ہے  
اکبر کو تو صغرمیاں کتر ہی پڑھا ہے  
میدان سخن میں بھی اچیل کو دھریکیں  
وہ شیرمن ہیں تو یہ لنگور نما ہے

۱۔ ایک مرتبہ میرے وطن میں متواکف کت کے نے حضور کو مسجداں میں لے کر لے کر  
میں بھی تھا درویش میں مجھے مٹی مٹی ۱۲۰۰ کے یاد

## سُتال

دھن تیرا چر ہے پیار سے .. ہندو سدا سوال ہے پیار سے  
 پیسے سنتے تھے دن میں کمال .. اب تو کھسے میں دال ہے پیار سے  
 تاک نیموں میں لاؤں تو کیسے .. خشک جب بینی تار ہے پیار سے  
 شکر دجے کشن کا کیسے کہن .. ایک سُر یک تال ہے پیار سے  
 بڑھی، سی ہوئی تو کیسے ن کے .. خن میں پھر ہاں ہے پیار سے  
 ہاتھ آئے جو منت کا مرغا .. شیخ کو بھی حلاں ہے پیار سے  
 چوڑ دوں کس طرح تیرا پیچھا .. عشق تو لا زواں ہے پیار سے  
 خون بسمل کا، تم ٹیب بہ کر .. منہ پہ لے لے گل ہے پیار سے  
 بٹوکھی رہ گئی رست میں .. چاند میں یک ہاں ہے پیار سے  
 اس نے ڈھونڈتے میں سب بھد کو .. بیوقوفوں کا مال ہے پیار سے  
 یک کے گھر کی ہے کب مایا .. تو بچی پھنسل ہے پیار سے  
 روزیتے سوچتے میرے گھر .. پی لو باو کا مال ہے پیار سے  
 وہ میں آئے میری پائے بچی .. اس بچت کا دل ہے پیار سے  
 ہاں گ کر بھی نرم رہت ہے  
 یہ منشا کا گل ہے پیار سے

## نکیں

ذلت میں رکت پری کی غمگین ہو گئے ہیں .. رکت بات، در بھی ہے نکیں ہو گئے ہیں  
 پونہ جویں نے بیگم نہ چین کیوں ہو بویں .. پہلے تھا ایک پھر دو، تین ہو گئے ہیں  
 نیون ورکا بندہ گتا تھا جس زس سے .. بھارت کے وہ علاقے کو چھین ہو گئے ہیں

سہ کر میں میں افیم - جرمس و غیرہ بہت ہنگے ہیں۔

پیسے میں دو کھونٹے بڑھتے جس جگہ پر رہا : باپانک وہ خطے اب چین ہو گئے ہیں  
 آتے ہی میکدے میں یوں دم بخود ہیں زبدا جیسے شراب تھے وہ کوئین ہو گئے ہیں  
 جب مانتے تھے اپنا دماغ جہنم والے : اب پتلی دھات جیسے اکٹین ہو گئے ہیں  
 دنیا میں شیخ صاحب تھے دین کے محافظ : اب سکر می وزارت ردین ہو گئے ہیں  
 خوشبو ہو کیوں سنن میں بدبو موجب دین میں : اب جو تھے خریف و کبر سپر کین ہو گئے ہیں  
 شیطان کیا کرے گا توہین اب ہماری : ہم اپنی قوم کی خود توہین ہو گئے ہیں  
 ہر شاہی سہیلے ہم فریاد کرتے کرتے : منتی ہو بھینس جس کو وہ دین ہو گئے ہیں  
 ہم اپنی توہین کب بسم شد کر رہے ہیں : تیار سننے کو جب یاسین ہو گئے ہیں  
 مختار ہم تھے جیت گئے خاندان کی عزت : اب جب سے بنے منتہ توہین ہو گئے ہیں

## نگارِ آم

مئے ہی باقی ہے نہ کوئی جا م ہے : سر سے گھر میں بک سنگھڑا م ہے  
 موسم بار ہے دودھ اور آم ہے : زندگی بے شک اسی کا نام ہے  
 کوریا کیشور و مصر و برشید کتنی رنگیں : سیپاؤں شام ہے

پنی بیوی سے ہو یہ بھڑبھڑا : عشق رک واریں کا نام ہے  
 حسن میں کیا ہے کہ کنبھ تیسرا : عشق میرا خاندانی کام ہے  
 وہ دکھ کر بویں اپنی نکستی ناک : آپ کی الفت کا یہ سخی م ہے  
 ن کی نانی کو کوئی کہت نہیں : میرا نا نامفت میں بدنام ہے  
 چاہت ہوں روزگ شادی کروں : یہ منتہ یہ عیب کا نام ہے  
 عشق نے ٹیڑھا منتہ کر دیا

تھا الف پہلے مگر اب لام ہے

اے کوئین کھڑے کے بعد زمین میں ملانا : شراب کر کے خواہو کر ہے کھے یعور مر مر کے دھبہ

## پیر ۵

تین دن تک دوسرے کو گلے سے لٹاؤں میں

بکھر بھی گھیرا خبر کروں گا سب تھنوں میں

چند دھواؤں میں وہ اب اندھے پڑے ملتے ہیں

مرد جو پیسے ملا کرتے تھے میرا لڑکا میں

پردہ رہا ہے گا دوں کا منتقی ایسے

دن میں بنا کسی یار سے مضاموں میں

بپ بچن میں جو سمجھتے تھے سب باتیں

جب میں خود باپ بنا پسنی میرے کانوں میں

وہی پابندی یہ آزادی ہوا یہی مدد تھی

جب چھپ کرتے تھے کتب کے غفل خانوں میں

باتیں تھیں تو آؤ رہے بد قسمت سے

وہ صبر میں بھی تک گونجتی ہیں کانوں میں

بھائی بنی تو سمجھ سے بے منتقی با صبر

یہ دواؤں میں بے میوؤں میں کہ انسانوں میں

## قطع

آج انسانیت انسان میں نہیں ذکر تھا

ایک مرد ارجی بیٹھے تھے چمکے ہوئے

دو دھب جانوروں کا پٹن لٹا ہوا

کیسے انسانیت سکتی ہے انسانوں میں

یہ منہ اٹھایا ہی لٹا کر بیباک جاتا ہے۔



## رنگ بھابی

یوں تپس سے ، نہ ہے کہ بچھڑے ، مقصد ہے  
 جو یوں من ہے تو ان سب کا کھٹائی منقہ ہے  
 مرزا تو بے رس ٹھکے تے ، یہ مقصد میں  
 بھڑا دریا جب اپنا دل چنہ گندہ ہے مکاتے  
 ہمارے ڈھوں کی تو یوں کھوں ، فہم سندی میں  
 جہیز سے بھی گزرتے ہیں تو سب کہتے ہیں چھکے  
 یہ دیش دد کا مہر کیے عمر کو لے جاؤں  
 نہ موڑے نہ ٹم ڈھے نہ چکڑے ، نہ یکے ہے  
 سفر تو یک دن سب کو ، نہ ہے مگر وہ  
 تیری قسمت میں مدد ہے مری قسمت میں مدد ہے  
 غنیمت جانے بیس کی ، نہ ہر شخص ہی  
 فتنہ حق کوئی میں کچھ اعتقیدت میں تو پکے  
 ہکاڑی ہوں جو شینگ میں ہی پنی پٹری ہے  
 کہاں ہے میرا سخن جس کا کاڑی ایک دھکا ہے  
 کایت کی جو میرے غصہ کی غیروں نے وہ بولے  
 دھتورہ مل گیا پتھر میں ویسے تو منقہ ہے





غریبی نے کیا ٹیڑھا سگر پھس بھی مری ... جو رو

طلبت چاہے کر لیتی ہے دو انڈے کباب آدھا

میں چاہا مری جاں جب سے مرتا ہوں نہ جیتا ہوں

خطا تو پوری پوری کی مگر بھگتا عذاب آدھا

کبھی بھی فاتحہ بکڑے کے ملائے نہ پڑھو ، نا

کوہ بخشے گا پنی روح کو پہلے ثواب آدھا

ابھی تک بزمِ عالم میں ہرک شہ نیم جاں کیوں ہی

یہ کس نے روئے انور سے اکھایا تھا نقاب آدھا

میں اس چڑھتے بڑھاپے میں ہوا مجبور یک دور نہ

دیا کس مرغی دالے کو کبھی میں نے جواب آدھا

بے گورھے کا گدھے کا یا کسی ہاتھی کا پنجتر کا

بننا کر سہرے برشش نے بختا ہے خطاب آدھا

ابھی سے ہو گئے چودہ طبق روشن بحمد اللہ

ابھی تو پیر حبی سے میں ہوا تھا فیضیاب آدھا

مرا یکان پورا تھا میں زندوں میں رہا جب تک

مگر پھر کر گیا اک واعظ خانہ خراب آدھا

ہو پانی پانی ساگر بھی مری تنگھوں کے پانی سے

جو رو دوں شہم سے رہ جائے دریائے چناب آدھا

بڑے وقت ساتی نے مجھے اک آنکھ ماری تھی

اسی باعث تو ہوں میں آج تک مست شراب آدھا

بتو اسان بنجاؤ خدا را ورنہ تم جکاؤ۔

اجابت کا تمہاری ہو چکا ہے بند باب آدھا

رہا ایمائے حکومت جو مجاہد حج کو جاتے ہیں

دھڑے کرتے ہیں پہلے ہی رقم پوری ثواب آدھا



ہی پوری قسم پورا رہا جن فتنی سب پورے  
 مگر جو کچھ دیا ہم نے اس کا حساب آدھ  
 وہ سنگڑ بڑا کا نہ صفت بہرہ ہاؤ گنجائے  
 بد شکت ہوگا واسطہ پر قیامت میں مذہب دھ  
 وہ بیٹی ہیں دیو کی تو کیوں ادھی دیا کرتیں  
 میں قبضہ ہادی مہوں بھر کیسے ہوتا فیض یاب دھ  
 جسے نکلیں ملی ہیں فتنی پر سنٹ اس میں کیا شک ہے  
 وہی جاگے گا وہ در و دیو دیکھے گا خوب دھ  
 ابھی سے کیوں فتنی دل پستی ہو گئی تیسری  
 بھی تو خیر سے ٹن ٹن پر آسے شب دھ

## حقوق زوجیت

حقوق زوجیت مسجد میں سمجھانے نکل آئے  
 ہماری بیویوں کو شیخ کھڑکانے نکل آئے  
 بہرے قتل کا قصہ بھی دب کر رہ گیا تر  
 پولس و سہی اُن کے جانے پہچانے نکل آئے  
 گدھے بھی اب تو ڈھینچوں ڈھینچوں کر کے ڈھینگے  
 کہ جب فنوں میں نگار طرز کے گانے نکل آئے  
 خدا شاہد محسوس فوراً ہی سم کھلنے کو جی چاہا  
 وہ جب دشمن کے فیور میں قسم کھانے نکل آئے  
 حجامت میکہ سے میں شیخ کی زندوں نے کر ڈال  
 وہیں پر غص کر کے ہم کو دھمکانے نکل آئے  
 جہاں پر چھوٹی نسیم کھا کے دشمن کھانا کھاتے تھے  
 اسی ہونٹ پر پشسرے جوتیاں کھانے نکل آئے



نہ جانے کیا جواب خط ملا ہے  
 نہ زلفوں میں نہ کاکل میں پھنسے ہے  
 ہزل میں تو بہت سوں کا چچا ہے  
 لڑوں ان سے تو میرا فائدہ ہے  
 مرض بائبل ہی میرا دوا ہے  
 بڑے ہیں کتنے بھم اس پر کہ تو ہے  
 رقیب روسیہ گنت مہاجر  
 گدھے کی کیا صفت پائی ہے مجھ میں  
 عدو کو فتنے کا گدھے خستوں میں  
 جسے چاہے اسے پہنچا دے واعظ  
 ولیپ اور رنج یا پھر جانی وکر  
 سول و سل اور میرے عدو  
 کبھی بھی دس دنیائے رگنا  
 کہیں کچھ اور سمجھ میں آتا ہے مجھ  
 رقیبوں کے بھنی کام نہ یا ہمیشہ  
 منشی قبض کیا اقبس کش ہے

راکھ چہروں میں بھی وہ روئے منعی ایک ہے  
 جس کی دو آنکھیں سب ان میں دیدیکے  
 ہیں عدو کے بائیں دس بارہ بھائی اور بھی  
 کون کہتے ہیں کہ وہ اٹو کا پھٹکے ہے  
 بھوت کا آئیب کا ہو یا کسی جنت کا  
 سارے سائوں میں مری جو رو کا یہ ایک ہے





# شاعر

آکٹوں نے اکثر سے جاکے پیکے سے کہ

نہن دن سے دنا بکرجاتا ہوں بے فتنہ

درجہ جات کا سنا میسر ہی بند بچھ سکتے

دکڑے ایک گولی دی کہ کھ سبجے

کھلے دن آکر کہ گویا ہی بے فتنہ

نہن دن سے دنا بکرجاتا ہوں بے فتنہ

نہن دن سے دنا بکرجاتا ہوں بے فتنہ

دکڑے ایک گولی دی کہ کھ سبجے

کھلے دن آکر کہ گویا ہی بے فتنہ

دکڑے ایک گولی دی کہ کھ سبجے

کھلے دن آکر کہ گویا ہی بے فتنہ

دکڑے ایک گولی دی کہ کھ سبجے

کھلے دن آکر کہ گویا ہی بے فتنہ

دکڑے ایک گولی دی کہ کھ سبجے

کھلے دن آکر کہ گویا ہی بے فتنہ

دکڑے ایک گولی دی کہ کھ سبجے

کھلے دن آکر کہ گویا ہی بے فتنہ

دکڑے ایک گولی دی کہ کھ سبجے

کھلے دن آکر کہ گویا ہی بے فتنہ

دکڑے ایک گولی دی کہ کھ سبجے

کھلے دن آکر کہ گویا ہی بے فتنہ

دکڑے ایک گولی دی کہ کھ سبجے

کھلے دن آکر کہ گویا ہی بے فتنہ

بھر رہا تھا کام کی رستے کو تم یہ تو ٹھوس  
 ہو، میں سست غریبوں میں صبح عرض کرتا، ہوں سنو  
 ہو۔ صبح میں جھوٹا دھنسی مجھ لے، کسی  
 آپ کی پور کی غزل میری سمجھ میں آئی  
 آپ رشتہ میں پہلے ہی نہ تشریف لے گئے  
 جب کہ مشکے میں پھرا ہی بٹہ نہیں سٹکا کیا  
 لیجئے یہ میسے اور خورا ہی کھائے، کھائے  
 شوق سے پھڑ پھڑا، ایک مشکا ہی سے رنجیہ



شیخ کی یہ توفیق دیکھیں کہ اسے گرام کام تو تھے دنیا میں بڑوں کے ہی سہی اس بچے تو پوری راجن ٹھیک تھا نہ اسے ہی بک جاتا ہے رستے توڑ کر یا بچے قوم کے ہوش و خرد کی گور ہے دل تو دیر ہے میر گورس کا پانی شور ہے وہ قابیٹک مور خور اور یہ تو آدم خور ہے کیوں منتقی سے خدا جانے وہ اتنا بوس ہے

## کوئی شرایسا بھی

کبھی خور بھی کچھ کر کے دکھلائیے گا  
سدا گرم ہوتے ہو ملتے ہی بچہ ہم  
جو قنوج اور لکھنؤ میں نہیں ہے  
رتیبوں سے مروا تے ہو رو کھٹل  
خریدو گے ہردن بوسیب اور کیلے  
نقد خبریں سیلی بہ کب کب کے عنزیس  
جیسے سن کے تھرائے فیروں کا آبا  
رتیبوں کو غنم میں جٹرا کے اپنی

## کچھ دن خرافات

جو گھر میں مددہ اپنی رہے گی  
خمسے ملاقات اپنی رہے گی  
دیکھتے ہیں بس خواب میں آئیں گے ہم  
جو تو مارنا چاہتا ہے میری ہاں  
میت بچے کوئی بھی دے دوسری  
میں رات میں آنکھوں میں پانی نہیں ہے  
میں شاعر ہوں میری مدد کے لئے تو  
میری جان تپنے میں کر کے وہ برے  
میں دنیا میں بشکر ہر یکن رہوں گا  
ہر ایک ہنسی میں جیت ہو قہر ہے بہتر

تو ناکوں میں بھی بات اپنی رہے گی  
کہ کچھ دن خرافات اپنی رہے گی  
یہ خفیہ ملاقات اپنی رہے گی  
چپت سے تری لات اپنی رہے گی  
مرت پرے کبریا اپنی رہے گی  
یہ بے ابرو ناک اپنی رہے گی  
جمعہ سے جمرات اپنی رہے گی  
یہ بیوہ امتا اپنی رہے گی  
نہ بگڑے گی یہ ناک اپنی رہے گی  
مگر عشق میں مات اپنی رہے گی



ہر اک بازی تو جیتنا پر راز  
 مری جاں تو مر جائے تو حشرہ کھڑوں  
 کہاں پر بڑھائیے میں دیتے چروگے  
 تو پرولیس تیا ہے بنگلوں میں رہنے  
 جہاں سے تو ان میں پسر چوہا  
 وہ بزم سخن کا یہ بھوگی جس میں  
 اتنی بہت بڑا زیب خدق نہ رہے  
 جو لینے زمین کی یہ جیت سب نہ  
 ہوتے فوج میں بھرتی شیخ و برہمن  
 کسی شب جو وہ زلف پر دوش آئے  
 وہ نہیں ہوں یا کو سننے کچھ بگو تو  
 تو ماں باپ کو چھوڑ دے اے منجی  
 ہذا پار پر سرکنت چل مستحق  
 تھے بھوک میں ات ابھی رہے گی  
 حرم میں شبیرت ابھی رہے گی  
 جوانی میں غیبت ابھی رہے گی  
 سن اوروں میں اک بات ابھی رہے گی  
 کہ گھر کی حوالات ابھی رہے گی  
 حینوں کی بہتات ابھی رہے گی  
 تو نسب بدلت ابھی رہے گی  
 سب کھو، کھنٹ ت ابھی رہے گی  
 وہی تو رجائت تھی رہے گی  
 نہ رہے وہی تھی رہے گی  
 کہ اس بھٹے ہر بات ابھی رہے گی  
 یہ ترک حوالات ابھی رہے گی  
 یہی ایک حرفات ابھی رہے گی

## تامت

گھر مت ہے تانت نہ کہ گھر امب زروں کو  
 نہ بلم نہ بھاؤں کا نہ تلواروں کی دھاروں کا  
 نہ لیڈر اور منتر کا نہ ڈکٹیٹر کا ہوتا ہے  
 سے جو آتے ہیں تھی یہ سب سب  
 وہ دل کو چست ہے درجہ کر گھنٹے سے  
 بری جہنم کے لئے رہن چمکے خبر می سن  
 یہ وہ ذوق کے اندر ان ذوق پڑھتے ہیں  
 ہر میں و گئے نیکن مارتہ کس کو فتنے سے  
 ہے برکت ڈاڑھے کی توبہ کے دودھ اور چنے کی  
 اگر نہیں نہ بیکر کو ملیں چلیں ہی جسر سے  
 تھے کھانڈے رہے کی ابھی پڑا ہے  
 ستاروں کا کہاروں کا کہاروں کا چاروں کا  
 زمانہ ہے سسزگی اور طبعوں کا ستاروں کا  
 نہ ستاروں تو سب کیوں نہ ہو  
 گھوٹے اور بھاؤں کا بھنڈیوں کا پنواروں کا  
 چڑی ماروں کا پوتہ ہے تو اسے ہوا ماروں کا  
 ہر بکن آج کل تو نام چڑھے چاروں کا  
 میرے شاعر بھی پڑھتے سبے کھنڈ گویا  
 اچن کو بھی پتہ چلت نہیں فلور کے ماروں کا  
 کہ بڑے تیر و نہ محبت کو رہا  
 گیہ کی حسرت بڑھ گیا شری کے رشتہ داروں کا  
 جو سان پٹیا ہر کام کیا چٹنی اچاروں کا

مرے، ناخوج سے نہ پس آئے ہوئے۔ بیٹ  
 صنوت صنبہ برہمے نے جھکے کتوں کی  
 کوئی بہانہ آجائے تو یہ غوسہ ہوتا ہے  
 ترے کو پنجے میں کیا بھی جراثیم پیشہ رہتے ہیں  
 بوجن کو ہر مرض میں قائم و مرغے ملائی ہے  
 دوں دیر میں جو تہ کبھی نفاذ گان پر  
 منقہ سے بڑا درجہ نہیں ہوتا، سیکوں میں  
 لہذا یہاں سے کتنی دور ہے نئی سترہوں کا  
 اکٹھا آنے سے لڑنے سے حقیر سے پہرے میں کا  
 کر جیسے ایک دم حلقہ ہوا ہو چھ بکساروں کا  
 دیں کیوں گشت رہتے ہیں ہمیشہ نقیذوں کا  
 خود غصے سے بس میں قوم کے پسندیدہ کو  
 ہی بڑا بہت انشراح، ان کے نقیذ غاروں کا  
 چر بختی بستے بار میں کشش کی تھوڑے

## وصل کی رات

ایچی آئی وصل کی رات  
 کون ذہر سہے کون سہے زیر  
 کستے تھے چپیل بیوی کے  
 اک روہی مرغی کے انڈے  
 مانتے ہی ان کا لود  
 پہلے تھے سراج اور شہر  
 غل غلات کب جانیں  
 کیا بولیں مٹی ٹن ٹن کی  
 جب سے ہے اک جشن گھر میں  
 ملتے ملتے ہاتھ لگ  
 جیت لی اس نے ہر بازی  
 روئے منور پر زلفیں  
 اس کی ذات کا کیا کہنا  
 میں ایک گھر ہی پر مرتا ہوں  
 دن کو مات نہ ہم کو مات  
 آتہ کر میں روز روز مات  
 ماروی سارے نے بھی لات  
 اور اک ہم ہیں واں نہ بھات  
 سب کی پستلی پڑ گئی دست  
 اب میں سوامی یا ہیں تاست  
 غل کو جو کہتا ہر بات  
 کر کے تو دیکھو میری بات  
 ساٹے گٹت ناہ کاری رات  
 آپ کا جس نے پھوڑا ہاتھ  
 عشق میں جس نے کھالی مات  
 دن کے امیر چھ گئی رات  
 جس نے مٹا دی اپنی ذات  
 عشق نہ دیکھے جات کج بات

اب تو منقہ جیتا ہے  
 بدلے نہیں مر کر بھی ذات

## جس دیش میں گنگا

میں نے جو کہا اسے بتائی کہ وہی میں تب تم رہتے تھے  
 اس وقت کے دس یاد میں کچھ اس تھوڑے سے یہ کہتے تھے  
 انبارِ مانج کے لگتے تھے گھی دودھ کے دریا بہتے تھے  
 کہنے کو جو تم ہم سے کہتے ہم توپ کے منہ پر کہتے تھے  
 امید پر مستقبل کی ہم ہر غم خوشی سے کہتے تھے  
 بولے کہ اب لے اونا شکرے ہمنے نہ کیا جو کہتے تھے؟  
 سچ ہے جو ہماری جفا کو بدھو ساری جفا کہتی ہے  
 اس دیش کے اب ہم باشی ہیں جس دیش میں گنگا کہتی ہے

تب میں نے کہا غم سندرہ ہوں یہ راز نہ پہلے سمجھا تھا  
 یہ بہتی تھی پہلے لندن میں بھرت کا نہ اُس پر قبضہ تھا  
 بندرا بن اور جینا جی مقہر کا شئی کا جو بھی عداوت تھا،  
 ہمیشہ شریعت اور پانی پت دہلی کلیر کا جو رقبہ تھا  
 جرمن کے باپ کا ورثہ تھا جاپان کی ماں کا قبضہ تھا  
 یہ آپ کے بعد قے ہی میں سب آزادی ملنے پہ آیا تھا  
 تب سے ہی تو اپنی سب جنتا دُنیا سے اکڑ کر کہتی ہے  
 اس دیش کے ہم ہی باشی ہیں جس دیش میں گنگا بہتی ہے

ہاں یاد آیا یہ سورج بھی مغرب سے پہلے نکلتا تھا  
 اور چاند میں اتنی گرمی تھی بھیجہ ہی سب کا پگھلتا تھا  
 انسان پہ دھرتی چلتی تھی دھرتی پہ کوئی کب چلتا تھا  
 ہر بھینس کے تھن سے دودھ نہیں مینگن کا تیل نکلتا تھا

خندہ کے بجائے کھیت یہاں کچھ اور سانپ اگلت تھا  
 کھی دودھ کہاں روٹی کیسی سند رہا پر پلستا تھا  
 سب انوکھے چھوٹوں کے بٹوسے میں سو سو کی تھپتی رہتی ہے  
 اس دلش کے ہم ہی باشی ہیں جس دلش میں گڑبہا بہتی ہے

یر لٹ بولا فیروزہ تو یاں سبزی سے بھی سستہ بنے  
 جرمن بولا میرے سے یہاں بچوں کا کھلونا بنتا ہے  
 بحر بولے عرب رحمت کا دلہ بدھتر ہم بتاتا ہے  
 پٹرول کا دریہ بہتا ہے مٹی سے بھی سونا سستا ہے  
 کھن نے کہا مرے گندم کے دلدل میں زم نہ دھنستا ہے  
 روس نے بولا ہم تو منقہ میرے کھیت سے اگتا ہے

وہاں سب کی تگی جھڑتی ہے جہاں پنی شیرنی کہتی ہے  
 ک دیش کے ہم ہی باشی ہیں جس دیش میں گنگا بہتی ہے

## کوشش نہ کرنا

جلے و مڑی کے ہیں شیر بہر موں مرے آگے آنے کی کوشش نہ کرنا  
 اگر ابھی جانے تو بد قسمتی سے تو نظریں ملائے کی کوشش نہ کرنا  
 نری نہ روزہ اور انٹ کر کے جیتے بھرتے کی کوشش نہ کرنا  
 جو ہی مرے تو بس افطار کرنا پیٹوں کو کھانے کی کوشش نہ کرنا  
 ی اپنے گھر پر انہیں بھی بلا لے جہاں کھاتا ہے روز ہی تر لٹے  
 جو چوہا ہی جلتا نہیں میرے گھر میں تو دنیا کا کھائی کی کوشش نہ کرنا  
 مڑے جوئے دمنیں راجہ کو دیکھا تو پر جب تلے خوش ہو کر فویہ لڑا  
 نئے ظلم ڈھائے کا اٹھ کر یہ فقرہ اسے ب جگائی کی کوشش نہ کرنا



جو ماتم کے سبے میں آنا ہو یہ روتو درگاہ میں آؤ پہلے میں گھومو

کر دیر کھا دیکھو اور پھوٹو مرے شہر پہاڑ کی کوشش نہ کر  
گر آؤ نوچہ سجھیں کچھ نلو برنی موسے ملائی کے مارے کی معنی

یہ سب لہو نہ یونی خانی کر مارا سر بھرنی کوشش نہ کر  
یہ جس گھر میں بھی باکے رک پل رہا تو اس گھر کو کریہ کا اپنے ہی جی

مرے دل کو کھلی ہے کافی پرانی اسے تم چرانے کی کوشش نہ کر  
نواب س میں بھی ہوگا تجھ کو تیری خدا تجھ سے پیارا ہی نہ بدچھائے

نواب آپ پیارے پی تیری قسمت کسی کو پانے کی کوشش نہ کر  
نیری بہن حق نہ وہ تیر بھائی پھسارے مجھے جس سے ستادی کرانی

کسی دہی کو بھی لوگے پٹھے پھر تو بتانے کی کوشش نہ کر  
مری بات اسے عاتقوتی ماہ میں بتنے بھی مستوفی بہرہ و سبکو

بس ک بھولی نئی کو تم بخش دینا اسے ورنہ نہ دے کی کوشش نہ کر  
نہ نہ دھے کو لنگڑے کو کانے کو دیکھا ہو دھپ کے پٹو میں سب پر سب دوس

سزا میں یہ منسنے ہی کی بل رتی میں مجھے اب ہمانے کی کوشش نہ کر  
چلم چرسیوں کی اسے تو نے سجا ترے دم سے بید ہو میرا حقہ

تہریفوں کے حقے میں اور بھوتی کے کبھی کش لگانے کی کوشش نہ کر  
حولات میں جا کے تڑنے بلایا گر شیخ سُن میں وہاں تک تو پہنچا

جہنم میں جائے گا زندوں کا ٹھیکہ دہاں سے بلانے کی کوشش نہ کر  
جو سب پٹا را دواؤں کا کھولا حکیموں سے برستہ اہق نے بولا

خمیر کھ گیا جس کا دنیا سے اُسکو خمیرے چٹانے کی کوشش نہ کر  
یہ مانا کہ تو خاندانی بھی ہے اور مریلا بھی محنت بھی کافی ہی کی ہے

مگر جسٹس کو بے بس سمجھ کر کبھی بس میں گانے کی کوشش نہ کر  
ہنسانے کی شعروں سے کوشش کروں گا چل کو دغروں سے بھی کام لوں گا

میں اکثر بول شاعر ہوں راگی نہیں ہوں مجھے مریں نہ کی کوشش نہ کر

منہیں تو سمجھتا ہے فلوں کی پُریاں مری جاں کچھ لے یہ میں لسی مکیا  
 ابھی سیلے پر تھیں، ابھی کیلے پر میں انہیں ہنسہ لگانے کی کوشش نہ کرنا  
 مٹھائی کھٹائی میں شادی کی ڈالی دیسے کی سنت سی جڑ سے اُڑادی  
 چونی کے کو لے پہ دس کالہ نہ مجھے تو بلانے کی کوشش نہ کرنا  
 منقی سے رکھ دوستی دور ہی کی کہ یہ ہاتھ چار کٹ ہے بچکے ملنا  
 تری یکے چل دیگا جو کچھ ہے پوئی اسے گھر سُلانے کی کوشش نہ کرنا

## دعوت

اج تک یوں نہ کری یہ رنے دعوت میری  
 ہاتھ اٹھتے ہی مرے ہو گیا دبر ٹوٹا !  
 آپ کی پھٹ گئی پتلون تو مجھے کہتے  
 میرا دبا ہی گیا تھا تو مجھے دے دیتے  
 دودھ مانگا تھا ملائی تو نہیں مانگی تھی  
 دعا مانگی تھی دہائی تو نہیں مانگی تھی  
 مفت سی دیتا سلائی تو نہیں مانگی تھی  
 گھڑی مانگی تھی کلائی تو نہیں مانگی تھی  
 ایک دفعہ مجھے دیکر نہ کبھی دی کچھ پڑی  
 کچھ پڑی کی دانت گھنائی تو نہیں مانگی تھی

## جستجو

تعب سے منقی کو رہی یہ جستجو برسوں  
 جنوبی ہند کا گر کوئی بولے پرسوں آؤں گا  
 دعاؤں کا شر ہے خشک سا کچھ سُست لیکن  
 اس آیت کا ہے کیا مطلب میخشر میں بھلا جا  
 وہ کچھ مکتب کا مجنوں تھا یہ مجنوں تو ہیں کالج کے  
 کبھی زخموں کے پھندے میں کبھی دُستِ غم سے  
 جو رکھ دے سر تر سے در پر کبھی تشنہ شائِ عارِ شوق  
 خطا اتنی تھی یہ چاہا تھا اُن کے مُنہ کاوں بوسہ  
 وہ کس سائز کے تھے پتا رہا جن سے عدد برسوں  
 تو اس پرسوں کا مطلب ہے کہ رستہ دیکھ تو برسوں  
 نمازیں میں بھی ٹرختا رہا ہوں بے دُستِ برسوں  
 میں دنیا میں تو گوڑھتا رہا لا تقنطو برسوں  
 یہ سلی کے سے پھرتے نہیں ہیں کو بکو برسوں  
 مجھے پچیش رہی برسوں رہا مجھ کو فلو برسوں  
 رہے گا تیرے پوسے گا دل کو جان فلو برسوں  
 جو میرے مُنہ پہ وہ کرتے سے ہیں آج تھو برسوں

سکھائیں گے مجھے تبلیغ والے نام اسد کا  
میں خود قوالی میں کرتا رہا ہوں قہر پور  
بودنیا جبر کے کٹے مل کے بھی بھونکیں مجھے کیا غم  
قدیموں تک کی جیب ستار با ہوں گنگو پور  
وہ خود کٹول کے آجاتا ہے کھیر کوئے حنا میں  
منقہ جو رہا ہے جیب کترن کا گروہر پور

## مذاق نہیں

میں سو گیا تو جگنا کوئی مذاق نہیں  
ہمارے گھر میں گھس آئے سو یہ صاحب  
نظر میں آ بھی گئے تو یہ غیسر ممکن ہے  
پو دوں چائے تو پھر لمبا پو مانگو گے  
بغرض میں نے رکھا بھی دیا جو ایک دفعہ  
جولوں کھانا تو بولو گے مرغی بھی لاؤ  
کسی پڑوسی کی منگوا بھی لی اگر مرغی  
جوٹانگ دوں بھی تو کیچے سے کیلا سانگو گے  
اگر میں پیچھے سے کید کھلا بھی دوں پیار  
جو رہی چاٹ کے بستر جانا بھی چاہو  
خوشامدوں سے سلا بھی لیا تو یاد ہے  
مرے پلنگ پہ دھوکے سے آگے بھی تو پھر

منقہ سویا ہوا فتنہ ہے جگاومت  
جگا کے خود کو پھنسا کوئی مذاق نہیں

## آس پاس

کیا تو ہوں گدھا ہوں کہ خطا الحواس ہوں  
ایسا تو کچھ نہیں کہ میں بالکل ہی کچھ نہیں  
جو ان کے جوتے کھ کے بھی نکلے پاس ہوں  
گلشن میں گل نہیں تو میں گلشن کی گلشن ہوں

دنیا نے میری جنس جو کبھی وہ ہے غلط  
 خواجہ سرا بھی بن سکے میں نئی نہ بن سکا  
 نسب میں میری جاں مری ہر شے ہے کام کی  
 میرا وجود بھی تو سہم ہے طہر ج  
 نئی جن جو جھیلنے ہے مجھے دیکھ کر میں کیا  
 بیوی کا کتا پانی ہمہ در، دمی ہوں یا  
 میں داس رہم کا بول؟ اللہ سے ڈرو  
 گو مرن زمین پر بیٹے کہ سوکھی سی چھپکلی  
 مجھ کو بتایا جس نے مٹاے گا بھی وہی  
 آنکھیں خدائے دیں تو نہ کیوں دیکھو پھر تہیں  
 میں ہوں منقہ چشم کشا جان و دل کشا  
 اس جنس کے یہ سچ ہے ذرا تپا میں ہوں  
 جس نے بھی دیکھ سمجھا میں نئی کی سانس ہوں  
 ہاتھی کی کھڑوں ہوں نہ میں ٹھوس سر کا، اس ہوں  
 پانی نہیں ترکیب ہوا، پانی کی پیاس ہوں  
 سردی کا کسب ہوں کہ پٹھانوں کی ناس ہوں  
 بہلم جناب رہی کہ سستیج سب اس ہوں  
 میں تو بس اُنکے داس کے داسو کلا داس ہوں  
 پھر بھی بخو میوں میں تو میں سنگھ داس ہوں  
 پھر کس لیے میں فکر کروں کیوں داس ہوں  
 کیا غیر کی طرح میں کوئی سورا داس ہوں  
 کیا کیا کشا ہوں چھوڑے یوں بھی ٹھاس ہوں  
 اک عام سا منقہ ہوں ناقدروں میں مگر

نسخے میں ہر مریض کے ایک جزوِ خاں میں

## اللہ

اس شور بڑے پر اک خزا کیا خزاں کی قہر رہے اللہ  
 تیمور تو سراپا بھٹا کہ میں گو شکل چہا رہے اللہ  
 اس دیش کی حالت دُہو تو پھر اس پہ اکڑ فوں آبا با  
 روٹی پہ نہیں ہے چینی بھی مرغے کی ڈکا رہے اللہ  
 آزاد میں ہم آزاد ہیں ہم اور سو بیصد آزاد ہیں ہم  
 اس کشن میں پھولوں پہ خزاں کا ٹول پہ ہا رہے اللہ  
 اس شہر میں جتنی دوکانیں ہیں اور قلعے بھی پھیری والے ہیں  
 میرا نہ ہی بیوی کا توان سب سے اُدھار رہے اللہ



کبھی مذہبی ٹھیکیداروں کی بھی توند کا رقبہ تو دیکھو

واللہ یہودی کا سمجھو گے تازہ سزار ہے اللہ

ساتی کا جسم میخانے کے باہر رکھ لیایا سواروں نے

پانی نہ بلا پیسے کو اور دارو کا خم سار ہے اللہ

اک ہفتے میں چودہ شادیاں ہوں اور ہفتے میں چودہ چھٹکارے

کیا شرم دھیا کی بارش ہے کیا قول و قرار ہے اللہ

ابوں سے مری راکٹ بھر کر مریخ پہ بھیجا نکس نے

مریخ پہ کیسے ٹھہرے گا وہ دور کا تار ہے اللہ

مریخ پہ کس کو جانا ہے یا چاند پہ کس کو رہنا ہے

چھٹکارے کی اس دنیا سے یہ تو راہ فرار ہے اللہ

نسان کو جیسے دیکھا کی دھول اڑائی چاند نے بس

انساں کی طرف سے اس کے دل میں بھی یہ غبار ہے اللہ

ٹن ٹن جو پہ ساڑنا خود ہے کہتی ہے منشی منشی کو

سرکاری سٹانڈ ہے گینڈا ہے یا کوئی بج ہے اللہ

## گاؤں میں جھگڑے

جو کچھ دن سے گاؤں میں جھگڑے پڑے ہیں

جلے ہیں کتے ہیں گلے ہیں سڑے ہیں

لڑے ان کے شعروں سے یوں شعر میرے

وہ شیخ برہن ہوں یا پوپ صاحب

ترے چوکھے پر یہ پوڈر ہے بیوی؟

میں جادو رستم ہوں وہ چلتی رقم ہیں

دھما سے ہوا اب دھوک فرق کا کافی

یہ اک مرغی سے سارے مرغے لڑے ہیں

بہن سار کی کے پیچھے پڑے ہیں

کوئی کچھ شعروں کے جوڑے لڑے ہیں

مری نیک راہوں میں سب ہی اٹے ہیں

کہ چوٹے کچھینٹے توے پر پڑے ہیں

رقم ہی کے چکر میں ددوڑ پڑے ہیں

مقدار میں چیل تھے جوتے پڑے ہیں

اللہ جب مرے گا نیگل جادو برا تر تو بسا نیگل کہانہ دھوکا دے گا

کیوں چاند سے جا کے لوں گا پتھر مری عقل پر کوئی پتھر پڑے ہیں  
 ل لائے ہیں چاند سے مٹی پتھر جن میں میرے موتی کے پر بت کھڑے ہیں  
 کسی مورچے پر بھی ٹکرا گئے جب  
 سنی ہی ٹن ٹن پہ بھاری پڑے ہیں

## چاند

دنچے کچھ ایسے مفلس و کنگھاں چاند پر  
 بہروں سے اُن کے سمجھایہ مٹی نے چاند کی  
 لٹاں کے سر پہ چاند رہا آج تک مگر  
 وہ بھی کتوارا ہے وہ ہنی مون کے لئے  
 دنیا کی نظروں سے تو نہ دنیا میں بچ سکا  
 مٹی بے شکل چاند کی کیا میرے چاند سے  
 وہاں کا تو رتو دنیا میں ہے فقط  
 نقدیر میں جو اُن کی بھی مٹی وہاں کی ہے  
 جس میں بھی دم ہو شوق سے کرا کھاڑے  
 میرا مزار بننے تو دو تم ذرا دھسا  
 ترنگ تک پہنچ گئی میں اُسکو کیا کروں  
 زنی یہ کہہ دے چاند کے پتھر پر ہے کل  
 وزے تو اس زمین پہ ہوتے ہیں روز ہی  
 اُن کی شکل بانو کے جانے کی دیر ہے  
 ہم مہندیوں کو سسلے دیزا نہیں دیا  
 جانا تو اصل اُن کا ہے جو جا کے آگے  
 وقت اور سرچ دوڑاں بچیں گے منتقی یوں

خوف خدا سے آگیا بھونچال چاند پر  
 اُٹھ کر زمیں سے گیا بنگال چاند پر  
 افسال سوار ہو گیا افسال چاند پر  
 طے کر چکا کہ جائے کا اصل چاند پر  
 بہرہ کو لیکے بھاگ جا کر پال چاند پر  
 ک دن تو جا کے دیکھنا گو پال چاند پر  
 میرا تو آپ دیکھیں گے اقبال چاند پر  
 ک دن ضرور جائیں گے ڈیکال چاند پر  
 چپل سے اُن کی نچ گئے کچھ چاند پر  
 دنیا سے اُٹھ کے پہنچیں گے تو آل چاند پر  
 میں نے تو مری تھی ذرا فٹبال چاند پر  
 مجھ سے بچا ہی جا میں بہر حال چاند پر  
 عیض منامیں گے ہر سال چاند پر  
 پھر تو جڑھے گا پورا ہی پھوپال چاند پر  
 جاتے ہی کہہ دیں کہیں برتال چاند پر  
 اب جو بھی جائے گا وہ ہے نقال چاند پر  
 میکہ ترازمیں پہ ہو سراسر چاند پر

بچکر منقی قرض سے توجہ نہ دے  
بھیجے ہی پیچھے پیچھے کا بقال چاند پر

## غدارہ گیا

پہلو سے دل ہمارا گیا  
سے غم کا پتہ نہ رہا  
میری جہاں نہ رہا گیا  
دل بسروں کا سہارا گیا  
اب تو جھک مارا کھائے میں  
مار کر کشتی دارا گیا  
میں آگے سے وہ لپک گئیں  
جیسے دُور دار تار گیا  
بھینگی نظروں سے کس رخ کا  
بھٹک کر دے کراتارہ گیا  
جانے کس در سے خلا کس  
میر جتن تھا رہ گیا  
عید پر میں سیویں فقط  
اب وہ دودھ اور بھجور گیا  
گر کی اک بات سیوی سنو  
چڈی پہنو غدارہ گیا  
دل جگر دوزن کام آگئے  
من کا خجھر دودھ اٹا گیا  
وہی دشمن میر نیک تھا  
کل جو بیچارہ مار گیا  
بھول کر خود کو جو مر چڑھ  
س کو قدموں پہ دارا گیا  
رو دیا آغوش کھوکھے جو  
اُس کا پانی اتارا گیا  
بھوٹ تو اُس نے سیکھا نہیں  
دہلی کہہ کر ستارہ گیا  
بیوی بھوکو بھلا بیٹھیں؟  
تیر کو تو بھارا گیا  
صوبہ کر ماری دنیا کے غم  
تب کہیں دل ہمارا گیا  
صدقے مجھ پر تو اک بکری کی  
اُن پہ بکرو اتارا گیا  
حسن پر حسن ہی اور رہتا  
عشق کو جب نکھارا گیا  
ٹاؤں کیا چھوڑا اُس شوخ لے  
گاؤں بھرا گزارا گیا  
مال کر بھوکو کہنے لگیں  
خیر تو ٹاکھٹا را گیا  
بولیں گھر صاف کیسے ہر اب  
جب وہی تھا رومارا گیا

دھارماں گپ ہے بھی آپ کہتے ہیں سارا گپ  
 دل بہ منستی مستی کبھی : کیا ترکتا اجارا گپ  
 شیخ دل تیرے باوا کا تھا تجھے کیا غم بہارا گپ  
 کیوں منقی بھرہ اُن سے تو  
 جیت کر جن سے ارا گپ

## ایکے برس

برائے گئی زندگی چوہ ایسی ہوس ایکے برس  
 نہ پیمیلی نہ کتاب اور نہ ہے خس ایکے برس  
 جانے کس حال سے مچلنے میں میجرار گیا  
 ٹھنڈ ہے اب رہے تنہا ہے وہ میں کے گھر  
 جتنے منت کے چڑھانے تھے وہ سب چڑھ گئے ہی تو  
 پانچویں سو کر دو در نہ جو رہا ہے تمہیں  
 عام بندوں میں نہ پیچھے تو پھر اندر نے بھی  
 جب کسی دوست نے اک آم بھی بھیجے مجھے  
 برن چھ پیسے کل کھاؤں ابھی دلو کے نیاز  
 ایک بے بس کو بھی بس والوں نے چڑھنے دیا  
 جسم سوکھے ہوئے گئے ہیں تو اخلاق صدف  
 شکر ہے منشی منشی بھی جو خوش رہنے لگا

مے تو کب میکرہ پی کر کہا بس ایکے برس  
 شہد سپلاں کرے خاک سنگس ایکے برس  
 ساقی کو آگیا خود اس پر ترس ایکے برس  
 جتنا ہی چاہے گٹھ جم کے برس ایکے برس  
 نا سو بکری سے چڑھے دیوی پہ دس ایکے برس  
 پنے اشکوں میں بہا دو یہ قفس ایکے برس  
 آم تو بھیج دیئے رکھ لیا رس بکے برس  
 یک بھی آم سے نکلا نہیں رس ایکے برس  
 پنی بیوی پہ جو پڑ جاؤں سرس ایکے برس  
 پھونک سرس کی کل جائے گی بس ایکے برس  
 ایک بھی زمیں میں باؤ گئے رس ایکے برس  
 بیوی کی کیا کول ہاتھ آگئی انس ایکے برس

فلم میں کام منقی ہے کم اس سال تو کیا  
 ہفتہ باندھ اور منگا خوب چرس بکے برس

## کیا کروں

راستہ پر خطر ہو تو میں کیا کروں  
 راہزن راہبر ہو تو میں کیا کروں



میرا بنس تو کیا چلتا میں چپل پڑ  
 بال بال آٹا سالی مری بچ گئیں  
 میں بہتر باغ میں بہتر میسر لئے  
 سن کے لہ حول شیطان کس کر گیا  
 ہر طرف سے تو ناپ اُن کا میں بے چکا  
 زندگی سے تو بچا جب دُن تَن تَن مگر  
 سیدھا راستہ ہو تو سیدھا سیدھا چلو  
 کافی نزدیک مسجد مرے گھر سے ہے  
 میسٹ کرتا ہے پہلے جو دامن د کو  
 شرک ہے شرکتِ نیاز اور نسا تحہ  
 بال کیسے بچیں اُن کے کوچے میں جب  
 ن کی چوکھٹ پر سیڑھی لگی بانس کی  
 بد پر پھر ہا ہوں کہ میسر ا صنم  
 زندگی تجھ پہ قُربان کرتا مگر  
 شیر ہوں اس میں کچھ شک نہیں مجھے  
 سپہ جہنم کا جو ہوتا اثر غم نہ بہت  
 دردِ دل کی تو ماں کی بھی پروا نہ تھی  
 میں، شاروں پہ چلتا ہوں جس شوخ کے  
 ہاتھ میں دیدیا اُن کی اماں کے خط  
 بخیر ہو کے بھی ہر خبر سے مری

کیشیر جب خبر ہو تو میں کیا کروں  
 فرق ہی بال جیسے ہو تو میں کیا کروں  
 شکر ہے مگر ہو تو میں کیا کروں  
 جب خلیفہ بشر ہو تو میں کیا کروں  
 اُن کی غائب کمر ہو تو میں کیا کروں  
 سامنے ہی گھر ہو تو میں کیا کروں  
 وہ گھر ہی کا خبر ہو تو میں کیا کروں  
 بیچ میں اُن کا گھر ہو تو میں کیا کروں  
 وہ مرا ہی خبر ہو تو میں کیا کروں  
 مال ہی تر ہو تو میں کیا کروں  
 ہر بشر بال ہو تو میں کیا کروں  
 میرا قد مختصر ہو تو میں کیا کروں  
 ہر جگہ جلوہ گر ہو تو میں کیا کروں  
 زندگی مختصر ہو تو میں کیا کروں  
 بیوی شیر بہر ہو تو میں کیا کروں  
 جن پہ اُسکا اثر ہو تو میں کیا کروں  
 دردِ بھوک اس قدر ہو تو میں کیا کروں  
 اس کی بھینگی نظر ہو تو میں کیا کروں  
 اب گدھا نامہ ہو تو میں کیا کروں  
 وہ اگر بے خبر ہو تو میں کیا کروں

ایک نمبر منشی منقی مگر  
 دامن بائیں سفر ہو تو میں کیا کروں

## اُبال کر

اسد کسے رکھوں میں دل کو سنبھال کر :- آنے لگی ہیں ماس بھی اب سرمہ اُل کر  
 چورن پاؤں سوڑے پر برسوں سے بے گذر :- دعوت پر تم بلاناؤ را دیکھ کھال کر  
 تچا پنچے پیٹ میں گرد بڑ نہ کھد کر :- دس برسے دس کو کھایا ہے دس کو ہاں کر  
 دس بڑوہ در کھیج جگر تکی پھیچ پٹا :- زنجیر سے بچا ہی کیا ہے جو دیدوں نکال کر  
 نیندر غنوں سے تو سر کے بھیج سارہ گیب :- زار و قیوم کہہ رہی ہے ہمارا خیاں کر  
 ہر دن جو مرغ اور مہلتی ہیں سنترے :- زکائیں گی ایک دن وہ مجھے گھر میں پاں کر  
 جھٹنے سے کاٹ کر وہ مرے گیسبے دل :- کہدو حرام خود سے پہلے حلال کر  
 ماضی کو میرے حال بننے کی فکر ہے :- بیوی جو نڈے دیتیں ہیں ہر دن اُبال کر  
 کس کو نہیں بھڑتی ہیں کھانے پہ اپنے وہ  
 البتہ ایک منشی منقہ کوٹال کر !

## سردی بخار

تعریف کیا کرے گا کوئی روئے پردہ کی :- سیرت کہاں کی ہے تو سورت چہار کی  
 بیوی کے ساتھ اس نہیں تیں میرے گھر :- رُت آگئی ہے سمجھو یہ سردی بخار کی  
 شیطان حافظ اب تیرے محلوں کا باغی :- بجلی سی بن گئی سرے صبر و قہار کی  
 پگڑی اُپھلتے ہیں جو دروں کی بے حیا :- تار تار تلخ آن سے پوچھے ان کے زار کی  
 کھانا لباس اور زباں سب ہی ایک ہے :- دہلی کی یوپی سی کی پورے ہمار کی  
 قانون ساز مٹھری تو پاتھوں سے سرخ ہے :- اہل چین یہ فصل بھی دیکھی بہار کی  
 بھنڈی کسی کے پاس نہیں جا کے دیکھو :- شہرت تو کتنی سنتے تھے بھنڈی بزار کی  
 اسے محو گل زخاں یہ ہے انجام گل زخاں :- تربت یہ کہہ رہی تھی کسی گل عذار کی



## شیطان اہل شفاعت

شیطان نے جہنم میں جبر کی گریہ و زاری  
 تیرے ہوا ہو کر کوئی غفار بتا دے  
 بیباک نے میری مجھے مشکل میں پھنسا یا  
 کعبہ ہستی وقت گر کر لیا ہوتا  
 ہسکا نے کابندوں کو ترے پیرا اٹھایا  
 تو ایک تھا اور ایک ہے اور ایک دیکھا  
 میں آدمی کی سے جڑوں کا یہ کھتا و غدا  
 جو تیرے تھے تیرے ہی رہیں گے یہ تو حق ہے  
 یہ بات میں اُس وقت نہ سمجھا مرے مولا  
 تیری ترے بندوں کی تو کچھ شے تھی خلافت  
 جس بات کو میں سوچ سکوں گا بھی نہ اللہ  
 میں جال جہاں ڈالوں گا یہ پھانس چکے ہوں  
 لا حول کا ہم اسکو دیا بچنے کو مجھ سے  
 گو جب نہ جھکا ب تو میں جھکتا ہوں اپنی  
 بر آپ سی مرا ہوا سے ماروں میں کیسے  
 خود اپنے ہستی پر آپ یہ وہ ظلم ہے ڈھاتا  
 قبار کا بندہ مجھے کہتے ہیں یہ سارے  
 ہر وسف سے اعلیٰ ہے تیری ذات سرب  
 اپنا انیس بھی تابع فرمان بنا لے  
 نکھوں پہ جو نفرت کے ہیں پردے مٹا لے  
 پھیلائی ہے جھولی بڑے دربار میں داتا  
 میں نے انہیں بھسکایا ہے تو رہتا ہے

پھر کعبہ میں آکر کیا عرض اے مرے باری  
 اور مجھ سے ہوا کوئی خطا کا رہتا دے  
 گستاخی پہ نادم ترے دربار میں آیا  
 یہ خاک بسر کعبہ کو شکوے سے نہ وضو تا  
 یہ بندہ نوازی تھی تری ورنہ میں کیا تھا  
 لیکن تر عاصی ہی تھا اس وقت اکیلا  
 پر میں نے تو یا یہاں کچھ اور ہی نقشہ  
 پر جو مرے تھے اُن سے بھی سینہ مرشق ہے  
 میرے بھی گردن میں تو فرما دیکھا پیا  
 بر اس کی تو نا گردی کر دی کیا مری باقت  
 انسان کا شکر دوہ کر گزریگا واللہ  
 مجھ سے مرے فن میں بھی یہ اونچا ہی رہیگا  
 اب اس سے میں کیسے بچوں مجھ کو بھی تو کچھ ہے  
 ماضی کی مٹا دے مرے ماتھے سے سیاہی  
 کیا بھسکو خیر تھی کہ یہ گر جائے گا ایسے  
 اے قادر مطلق کہ جو دیکھا نہیں جاتا  
 غفار ہے کون انکو ذرا یہ بھی بتا دے  
 بس ان کی عداوت سے اٹھاتا ہوں میں ہباب  
 روم کے ہر اک بچے کو انسان بنا دے  
 اک باپ کے بیٹے ہیں اب ان سب کو ملا دے  
 کچھ لے کے ہٹوں گا ترے محبوب کا صدقہ  
 رحمان میں مجرم ہوں تو جو بیا ہے سزا دے



سبب عرشی یہ بوسے کہ کوئی راز بڑا ہے  
 شیطان یہ بور کہ جہاں سب کھینچے  
 جب شان کرم اسکی ذرا جوش میں آئی  
 یہ شان محشر کے مدینہ کا اثر ہے  
 انسان کی کمرے لگا جواب میں سفارش  
 توحید کا مقصد بھی اسی در پہ میں سکھا  
 سجدے کا سبب میری کجھ میں اگر آتا  
 اتناں کی شفاعت پہ جو شیطان ٹاٹا  
 اک یہ بھل ادا اس کی ہے پورا زہم ہے  
 دربار مدینہ میں ہوئی سسری رسالی  
 کوئین کی رحمت کے خزینے کا اثر ہے  
 یہ تو میرے مولا کی ہے معمولی فزائش  
 غائب تھی خودی دل سے جہاں بیکہ جاتا  
 ان قدموں پہ صدقے جی بھی میں کیسے جاتا

## ہی اور شی

اظہار پر عجیب سماں بے بسی کا تھا  
 اک پار سا کو حشر میں لائے پکڑے جب  
 بولا چھری بفل میں تھی منہ پر نور ام تھا  
 اپنے ہوں یا پرانے ہوں بوڑھے ہو یا جوان  
 سب کے ہی کام آتے تھے تو اب رام پور  
 یوں سرد ہر جگہ کو سمجھتے ہیں مرد و زن  
 بیٹھے تھے میرے سامنے اٹھنے کے واسطے  
 لا ج میں اُن کے میرے بھی کام آگیا غریب  
 آتے ہی جس کے گرمی سے سب ہی ابل پڑے  
 میں قبیلہ رد ہوا تو وہ قبلے سے پھر گیا  
 تمن کی ماں کی ہر جگہ تعریف سب نے کی  
 ساجو ہم سے جلتا تھا جل کو کڑا رقیب  
 کچھ کوشش سپرد کرایا ہے کیوں صنم  
 چل دیا تو کہنے لگے دشمنوں سے وہ  
 اب وقت تو اسکی اک بھی شرج سے کم تھی  
 روزہ چچا کا کھانے پہ قیضہ چچی کا تھ  
 جو عذر پیش حق کیا وہ حق اس کا تھ  
 پردہ تو ہے ہی نام ہے ہر دلی کا تھ  
 سچ تو یہ ہے وہ دور سلامت روکا تھا  
 ان کے حضور فرق نہ ہی اور شی کا تھ  
 ہر کام میرا چونکہ میانہ روی کا تھ  
 کوئی بتا دے وقت وہ غم باخوشی کا تھ  
 صد آفریں عدد پہ یہ گردہ اسی کا تھ  
 معشوق کیا تھا سمجھو مہینہ سنی کا تھ  
 کافر کا رنگ دیکھنے کیلئے رنج کا تھ  
 یعنی کہ منہ چڑیں کا خزرہ پری کا تھ  
 بیٹا بلا شبہ وہ کسی جل پری کا تھ  
 میرا تو یہ مقدمہ فقط منصفی کا تھا  
 یہ بھی تھا اک غلام پر اپنی ری کا تھا  
 قسمت ہی میں منقی کی کام ادل کا تھا

# جھارو

نے گھر جس کو سنا یا ترے مُنہ پر جھارو  
 ہے تو روزہ رکھایا ترے مُنہ پر جھارو  
 فناں تو مرا لیتا رہا ہر سال مگر  
 ی حالت پر رقیبوں نے کیا ہے مہم  
 نوں کے تو نے نکلوانے جنازے لیکن  
 بیکھر سوکھے کرپے کو جی بھج برن  
 نے تو دل کی نصف نی کے لیے بلوایا  
 دن کچھ اور ارادے سے وہ خود آئے ہیں  
 بھد پہ حملہ خود ہی کرنا تھا مگر تو نے تو  
 رگ میں آ کے ترے روگ لگا کر میں نے  
 ات کے دو نیچے بھی بیوی بگڑ کر بولیں  
 پنی گدہ پی رہیوں کو بٹھا کر تو نے  
 دریاں دیں مرنی سوئی موتی نہت کو مگر  
 مجھے وعدوں پہ ٹڑھایا ہمیشہ لیکن  
 مجھے جھانسنے میں لے آتا یہ کیا ہمت تھی  
 اس کی کیا عمر ہے جاں دیتی ہے تو جس گدہ پر  
 رہے پڑتے پہ کیا روتا حقیقت یہ ہے  
 رہے سے نہج بیا خواجہ کی چھٹی کرتے کو  
 درت اک پل میں بجا دیگی تیرے توبار  
 پہلے تو مُنہ پہ یہ شاعری کے آئی ہوگی  
 ب لگاؤں گا ترے پتا ہوا ڈامر بس  
 یہ ایہ چوکھا اور چال چلن کیا بھاتا

اک نیا فتنہ جنگا ترے مُنہ پر جھارو  
 سے اظہر کرنا ترے مُنہ پر جھارو  
 پاس غیروں کو کرنا ترے مُنہ پر جھارو  
 پر ستھے خوف نہ آیا ترے مُنہ پر جھارو  
 سیکو دفن کرنا ترے مُنہ پر جھارو  
 میرا کیل بھی نہ بھایا ترے مُنہ پر جھارو  
 کر گیا گھر کا صفایا ترے مُنہ پر جھارو  
 ایسے میں صبح تو آیا ترے مُنہ پر جھارو  
 اپنے کتوں سے کرنا ترے مُنہ پر جھارو  
 کون سے رات کا یا ترے مُنہ پر جھارو  
 آن پھر ملے ہی آیا ترے مُنہ پر جھارو  
 مجھے دنیا سے اٹھایا ترے مُنہ پر جھارو  
 مجھے دن رات جنگا ترے مُنہ پر جھارو  
 تیرا ٹرانا بھی بھایا ترے مُنہ پر جھارو  
 میں تو خود جھانسنے میں آیا ترے مُنہ پر جھارو  
 تیرے ابا کا ہے نایا ترے مُنہ پر جھارو  
 تو نے سن سن کے رو لیا ترے مُنہ پر جھارو  
 جاتے ہی چھٹکا لگا یا ترے مُنہ پر جھارو  
 ملا کا گھنٹا چرایا ترے مُنہ پر جھارو  
 تب کہیں شمر میں لایا ترے مُنہ پر جھارو  
 مسک تو کالی لگا یا ترے مُنہ پر جھارو  
 تیری تو مال کو نہ بھایا ترے مُنہ پر جھارو

یہ کہ غیر ترے چٹکے چھڑا ڈالے گا  
جوتے ہی چھوڑ کے قے کرتے ہوئے بھاگے گا  
بہنِ رُرد والی نے سنا تب تو کہا غصے سے  
اے ہونٹنی منشی! ہو کہ شمع مرقہ  
چھتوں کو تو نے پھڑپھڑا کرے منہ پر ہے  
تو نے گھونگٹ جو تھپ تھپ منہ پر ہے  
منہ پر ہے رومری لپاٹے منہ پر ہے  
زے نکس نکس کس کو رہا تے منہ پر ہے

قوم سکتے ہیں بے فعلوں سے منشی تیرے  
پر تجھے موٹا نہ آیا ترے منہ پر چھبنا

## آیت و جاہلیت

انہیں کتوں کی ضمانت کہیں ہنگی نہ پڑے  
قصد اب اردو میں کہہ دے چسے آؤ نہیں تو  
عید پر بھی میرے گھر غیر کے ساتھ آئیں گے وہ  
سننے میں غیر نے اس ڈر سے انہیں چھوڑ دیا  
جنہیں دینا ہی ہو لینا نہ ہو اک ملک سے بھی  
روس یا کی صفائی نہ رقیبوں کی کرو  
جس کو جی چاہا وہ دے دیتی میں اسکو گان  
روز اک اندھ دیا کرتی ہیں بیوی مجھے پر  
اب اذان دینے کی بھی نوکری سے جا نہیں گئے  
حاجی لاتے ہیں کھجوریں بھی تو سونے سے بھری  
مجھے عربوں کی بُرائی جو سنی ماں نے کہا  
اونٹ تک عربوں کا لے لیتا ہے فوراً بدلہ  
ہر بیوی یہی کہتا ہے کہ کل قوم سی کر  
جس جگہ میں تھا وہیں بیوی بھی ہے زیرِ علاج  
تیرے سوتے ہی تری مار نہ جائے پاکٹ

درستوں سے بد وقت کہیں ہنگی نہ پڑے  
جو کروں گا وہ جی مت کہیں منشی نہ پڑے  
وقت سے چسے تیا مت کہیں منشی نہ پڑے  
ساری دنیا سے بد وقت کہیں منشی نہ پڑے  
یسے منگوں کی وزارت کہیں منشی نہ پڑے  
کوٹوں کی یہ بد کالست کہیں منشی نہ پڑے  
سر کسی پر یہ حرار ست کہیں منشی نہ پڑے  
دو دیئے آج عنایت کہیں منشی نہ پڑے  
مہاجی کو یہ امامت کہیں منشی نہ پڑے  
اس عبادت میں تجارت کہیں ہنگی نہ پڑے  
بیٹے یہ جج کی سعادت کہیں منشی نہ پڑے  
اور وکیل کے بل پہ شجاعت کہیں منشی نہ پڑے  
موشے ڈیاں کی بد وقت کہیں منشی نہ پڑے  
پیر صادق کی کرامت کہیں منشی نہ پڑے  
چھپی کر والے کی عادت کہیں منشی نہ پڑے

نہ ہو جس کو بھی پرکھو ٹھیکانہ کا شہ  
 اندر بولوی سر سے ہیں مرے در دست نگر  
 نئے حسن کی خیریت نگر نصیب نہ رہے  
 دہیں نیک ہیں تاج کی پر اس عمر میں جی  
 رہے بھسکویا اب نوڈ منسٹر کی قسم  
 سب غم جیسے یہ پوری ہی نہیں ہوتی غزن  
 اب منتہی نے پڑھنا صدر نے غصے سے کہا  
 ہی توجہ کبھی تھکا کبھی بندی سے تیا  
 روز کی آیت وہاں کہیں ہنگی نہ پڑے  
 ان رفیقوں کی وفات کہیں ہنگی نہ پڑے  
 اس قدر کھل کے سخاوت کہیں ہنگی نہ پڑے  
 بچنے کی جو ہے عادت کہیں ہنگی نہ پڑے  
 روز ہی کھانے کی عادت کہیں ہنگی نہ پڑے  
 ش عذر اتنی طوالت کہیں ہنگی نہ پڑے  
 بیسہ زنجیروں کی عداوت کہیں ہنگی نہ پڑے  
 خوب میں روز بشارت کہیں ہنگی نہ پڑے  
 بہی میں ہے منتفی کی سکونت کہ جوں  
 قفس کا عامر شکایت کہیں ہنگی نہ پڑے

## کارِ ثواب

خدا کے واسطے ان نوند والوں سے کوئی کہہ دے  
 بڑی مشکل سے ہوتا ہے وطن میں گھی شکر پیدا



## چڑیا گھر

میں حب : گھر میں دھمکیا گیا ہوں  
 سندھ اپنے شیخ جس کھوٹے سے بنا  
 وہیں پیر آ مرا ہوں تھر پڑھنے  
 تھے تھے کے یہاں یہ غذا  
 کھی کھتے کے بس میں جب نہ آیا  
 لٹے پٹے کا اپنے فم نہ ہوتا  
 ہمیشہ سوکے کافی وصل کی شب  
 مہو بال کا گھر معلوم کرنے  
 زمین لٹی مٹی مرے مجدوں سے برہم  
 نہ مر کر بھی کوئی دنیا سے اٹھا  
 ملا بالکل ذاتوں میں اب تک  
 نہ جب دیکھا کوئی بھی خالی پنجرہ  
 بس سے چوٹ کے جاگات میں پہلے  
 خوشی یا ناخوشی سے یہ نہ پڑھو  
 بکا ہوں اور نہ میں تحفے میں آیا  
 مقدر سے ہوں ایسا ایک لوحہ  
 نے لکھا کیا جانتا دنیا میں کوئی  
 جوتے کھکے جی جو کہ ہے اب تک  
 میں چڑیا گھر میں اے منشی مستحق

تو چڑیا گھر میں اپنا گیا ہوں  
 بہت پہلے میں کھٹلایا گیا ہوں  
 جہاں چائے سے ترسایا گیا ہوں  
 جو فنڈی سے دھکویا گیا ہوں  
 تو بھر کتھ سے کھڑایا گیا ہوں  
 میں ایک زسٹخے پڑایا گیا ہوں  
 کہ میں کشتوں پہ پڑایا گیا ہوں  
 میں ہر مد کے گھر آیا گیا ہوں  
 تو آخر چہنا نہ پڑ لایا گیا ہوں  
 میں جیتے جی ہی اٹھایا گیا ہوں  
 تو رانی باغ میں لایا گیا ہوں  
 تو کھڑکھڑا دھکایا گیا ہوں  
 نہ بھونیا دیا گیا ہوں  
 کب رات درکھایا گیا ہوں  
 بڑی سڑش سے چر دایا گیا ہوں  
 جو نمی طرز میں گھایا گیا ہوں  
 تری چہن سے جنوایا گیا ہوں  
 میں اس دنیا پہ مٹوایا گیا ہوں  
 بطور خاص مٹوایا گیا ہوں

## غیر ایکٹرانہ

نہ شراب اور جوان گانہ ہے ہر ادا غیر ایکٹرانہ ہے

نہ چڑیا گھر نہ دنیا کی دنیا نہ چڑیا گھر نہ دنیا کی دنیا نہ چڑیا گھر

نکے گھریک یوں آنا جب نہ ہے  
 جسکو سمجھتے تھے ہم وہ دست گھر  
 جڑا گھر ہسپتال پاگل گھر  
 جو نے پہنے میں شیخ نے لیکن  
 بچہ مقرر ہوا وزیر خوراک  
 جس کے ملتے تھے جو کبھی ہم  
 بند کرتا ہوں سب کو اس دل میں  
 چاہے اچھا ہو یا بُرا ہو مگر  
 اس نظر کو نظر نہیں کہتے  
 ملتا رہتا ہوں خواب میں آن سے  
 سرخی پوڈر بھی بے باب تو انہیں  
 کیا سادگی انہیں نشانہ غم  
 نئی دہن تو شیخ نے کر لی  
 نئی ماہی وہ بیٹی ہے مجھے  
 آنکھ ماری تھی اس کیسے نے  
 کیس اس کا سبب تک پہنچنا  
 دیس ٹن ٹن کے مور باہر گ  
 چل سنیں گے بزل مستحق کی

## جورو کا غلام

اس کا دنیا میں کچھ مقام نہیں  
 دودھ پڑتا ہے جیب کو میری  
 نعم نہیں بھی ایسا گھوڑا ہے  
 ہٹ پکڑے تو چل نہیں سکتا  
 ہوں گرفتار زلف اسیر نظر

جیسے مل مل کا تانا پانا ہے  
 ہوا معلوم چند ڈر خانہ ہے  
 اور ان کا کہاں ٹھکانہ ہے  
 اک نیا ہے تو ایک پرانا ہے  
 اب تو خط میری آپ داتا ہے  
 ہم پہ پہنتے ہیں کی زمانہ ہے  
 یہ حسینوں کا جیل خانہ ہے  
 اپنا ہر فصل فاصلہ ہے  
 یہ تو بجلی کا کارخانہ ہے  
 اپنا ہر کام فائدہ ہے  
 یہ تو مرفوں کے آگے دانہ ہے  
 بیس کو بین ہی ستانا ہے  
 جو تک پتھر پہ اب لگانا ہے  
 شاہی کا تو اک بہانا ہے  
 جسے سمجھتے تھے یہ کانا ہے  
 جسکو سب کہتے تھے ترانا ہے  
 جو مستحق کا اک ٹھکانہ ہے  
 جس کا ہر شہر اک نشانہ ہے

اپنی جورو کا جو مقدم نہیں  
 آج ہے جیب کل ٹرام نہیں  
 بسکے منہ میں کوئی لگام نہیں  
 چل پڑے تو کہیں مقام نہیں  
 مجھے پیچش نہیں زکام نہیں

یسی دعوت بھی کوئی دعوت ہے  
جتنے کھڑے ہیں یہ بن مانوس  
نٹھے کیوں دیکھے مرد یا عورت  
کیوں نہ عزت کروں میں سارے کی  
چشم ساقی سے ہوں میں جام بکف  
ایسی مسجد میں روٹی دیتا ہوں  
اُن کی مجلس میں مرثیے تو سب  
انگو کر تپے دلِ سدا جہنمیں  
وہ نہ خود مان لیں جو قیغ کُشا

جس میں کمر خ ہے اور آم نہیں  
انہی آرام کیوں حرام نہیں  
میں شیا، نہیں شیا م نہیں  
جو رو کا بھائی ہے غلام نہیں  
بچے اتنا ہے کف، بجام نہیں  
جیسٹ ملا نہیں امام نہیں  
خوب سینے سگر سدا نہیں  
حکم داعیہ السلام نہیں  
تو متقی ہمارا نام نہیں

## منہراک چاٹے

بے بلایا ہوں میں یہاں نہیں جاؤں گا  
چھوڑ کے لتے مسدن نہیں جاؤں گا  
اک مسدن کی مسدانی سا کھانا چھوڑوں  
کیا کب نذر کا کنا ہے وہابی کو حرام  
گناگ بے لٹھے بھی زیادہ یہ خبر تھی نہ لٹھے  
آپنے بیڑی پدنی تو عنبرن جھنسن لو  
تقلی آموں کی تو خوشبو نے لٹھے روکا ہے  
جٹکے پیالوں میں فرنی بکس شاہی ٹکڑے  
کالی کھجڑی کی رکابی پہ یہ اتن مسکہ  
صدا کا جبر کا تو میں چھوڑ بھی جاتا لیکن  
دھڑلہ کے تو دھکوں کا اثر کیا ہو گا  
اوروں پر ڈھال کے کتے ہو خیلو فقرے

منہراک چاٹے اور ک پان نہس جاؤں گا  
ارہا بھدا شیطان - نہس جاؤں گا  
میں نہیں ایسا مسدن - نہس جاؤں گا  
چلو لے آیا میں ایسا نہس جاؤں گا  
ورنہ کہتا نہ ہے ایسا نہس جاؤں گا  
سر پہ لے کے یہ احسان نہس جاؤں گا  
تسلیم کر دو شرین نہس جاؤں گا  
دن کروں گا - نہس جان نہس جاؤں گا  
یہ پنی داروں کی تو ہے جان نہس جاؤں گا  
میکو مرنے کا ہے امکان نہس جاؤں گا  
آٹے گر بھولو پسوان نہس جاؤں گا  
خوب کر لو مر اپان نہس جاؤں گا

حرم کا سلام  
منہراک چاٹے  
چمکے گی وہی مریں پر غور دھکے جیسے ہوں  
بھڑکے گا وہی مریں پر غور دھکے جیسے ہوں  
بھڑکے گا وہی مریں پر غور دھکے جیسے ہوں  
بھڑکے گا وہی مریں پر غور دھکے جیسے ہوں

لھوتے ہوئے جیسے ہوں تھری سو تن  
 مے۔ چنر تہی ستاؤ کہساں مے جاؤں  
 عاف سن لوبے اور چکنے گھراوے شرمو  
 تن جس یا تو سے کی تم نے سنگھاڑا پہ فعلی  
 مرغ کی آئینہ سن لست اندازی نے بھی  
 بخت پت ہی رزق سیسے گھبراہٹ  
 ہی مرے تہن کریں گے۔ غن کھا۔ نے

## لاجواب

معری شکر ہو گڑھ ہوا نذر کی ہر راب ہو  
 آئیں ہی جیسے ریت میں آنسو گرے ہوئے  
 گیسو تو راہزن ہیں مگر خود لے ہوئے  
 نازک لبوں میں اونٹھ کا پورا جواب ہو  
 جس خوش نصیب کا مری جاں تم سے میں ہو  
 چو کیوں وہ امتحان رذالت میں فیصل ہو  
 جسکو خوشی سے سہتے ہیں تم وہ عذاب ہو  
 شرمندہ بھیس ہو گئی رشتہ ردیکھ کر  
 اٹ توابت گیت خراب دیکھ کر  
 جیل کو بھی جو گانا ہو تم دا کباب ہو  
 بنوں کا سہا پہ سینہ آبت ہوا گشتہ  
 کبیل جی کیا جیسے کہ جنگل ہو پر خطہ  
 بھال بھی کتنے ہیں کا نہ کوئی حساب ہو  
 صافی اور جب متقی لہجے پیار ہو گیا

جان کر بناتے ہو ابخ ن نہیں جاؤں گا  
 مفت خوری کا یہ طوفان نہیں جاؤں گا  
 تہیں جیسے کا ہوں پردھان نہیں جاؤں گا  
 اکسے لے لوری جان نہیں جاؤں گا  
 اور جماعت کا سب سامان نہیں جاؤں گا  
 مان بھان کا احسان نہیں جاؤں گا  
 میں منع ہی ہوں میری جان نہیں جاؤں گا

تم ہر طرح سے مرے لئے لاجواب ہو  
 اور ناک جیسے منڈ کی آسنے ہوئے  
 دو کال دو پٹانے ہیں لیکھ پٹے ہوئے  
 تم ہر طرح سے مرے لئے لاجواب ہو  
 پتے ہنگے خنڈوں کا ذرا پٹیل ہو  
 داخل ہوا پتال میں یا اسکو میل ہو  
 تم ہر طرح سے مرے لئے لاجواب ہو  
 گیدڑ خورش زرمی گفتار دیکھ کر  
 تین دن بھی لڑ گیا کردار دیکھ کر  
 تم ہر طرح سے مرے لئے لاجواب ہو  
 اور انیں بال بچہ رہیں کھیل بنے اگر  
 جنگل بھی ایسا جیسے کہ ہوا دھول سے ڈر  
 تم ہر طرح سے مرے لئے لاجواب ہو  
 سن کر گھرے بھی کہتے ہیں بیکار ہو گیا



تو نے تو جس کو ہاتھ تڑی پا۔ ہو گیب اور بچ گیا تو کھجلی کا بیمار ہو گیا  
چل بٹ ہو دھند رہت تراخانہ خراب ہو بٹ ہر طرح سے میرے لئے جواب ہو

## مرے مولا بلا لومدینہ نے یہاں جینے نہ دیں گے کہنے نے

میری دنیا پر تو ہے قبضہ مے صیاد کا مولیٰ کی انگلیوں پر دین سے، شاد کا  
یا محمدؐ حال یہ ہے تیسرے خاندان زاد کا تاثر اور دو جہاں اور ہے مراد آباد کا  
یہاں بخش نہیں ہے کسی نے سے مرے مولا بلا لومدینہ نے  
یتیم ہے بے یمن اور بنتا ہے یمنیاد کا رام گڑھ میں نہجتا ہے قہر بندار کا  
یا الہی ترجمہ بدلہ اور آباد کا جو شینادری قہر ہے بڑا بار کا  
یہی مسک رہے بارہ سینے نے مرے مولا بلا لومدینہ نے  
چاند تک چھ لاکھ ڈالریں اڑی گئی آدمی یعنی جیتے جی ہی دنیا سے لٹے گا آدمی  
واپسی کا کیا ٹکٹ یہ تب کہے گا آدمی حشر میں کہسکر جواراٹ سے لٹے گا آدمی  
یہاں چھوڑا ہے میری خودی نے نے مرے مولا بلا لومدینہ نے  
گری میں مستان ہوں سرزدی میں نہنیتاں ہوں یعنی ہر موسم میں دنیا والوں پہ جنم لے ہوں  
چائے کھا کر سرخ رہتا ہے جوی وہ گال میں ٹھہ کر رہی کہ کر بھی تھیں کر رہی میں نہ ہوں  
کیا ایسا مری خود سر کرنے نے مرے مولا بلا لومدینہ نے  
ایک مہنت پگڑی ہے کے پہنچی ترنن جب گمہ، کچھ لوگ جیسے جوتے کم میں سب  
کتے والی فاقہ درں کہیے ہسراں اب دین کا دنیا سے سودا کرتے شیطان جب  
پڑے زہر کے گھونٹ سے سینے سے مرے مولا بلا لومدینہ نے  
ہجر کی شب سے بھی میری کی لب فی سے دو دونوں کے فرق سے دو دن ہوا چڑائی ہے  
قیس کے بھی منہ غم سے جو گئی گہراں ہے یعنی رات بھی رنگ اس کو چرا کر رہی ہے  
ریا تھہر میری چچی نے نے مرے مولا بلا لومدینہ نے

ہر کمینہ عورت اس کی کھالوں پر تانی ہے  
 بھائیوں کی اسکے گتے اب یہاں تک آنہ ہے  
 نہ کیوں موت کے آئیں پسینے سے  
 مارٹوں جو رد کے سے کتے چھلی بننے  
 گھیر رکھتا ہے تیرے بندے کو گھر تیرے  
 نہ یہ مرنے ہی دیا گئے نہ جی نے نہ  
 تھا مان اللہ خاں اور بچہ صفت ہو گیا  
 نہ تو بچی ہوئی نہ خوریں کچھ ہو گیا  
 یہاں لٹے ہیں میسر تر سیتے بٹھے  
 چپ رہوں تو فی بی ہے بولوں تو ہوتا ہے  
 ڈر ہے اک دن کہ نہ تو جی میرا بھائی ہے  
 مرے مولا جالو مدینہ سے بٹھے  
 دل پکاڑا لا ہے اس کے روز کے بکوانے  
 یعنی اسکے جیت خیر خالو جان سے  
 مرے مولا جالو مدینہ سے بٹھے  
 یعنی یہی غمتار احمد سے منتقا ہو گیا  
 گھر کا نہ اب گھاٹ کا دھوئی لاکت ہو گیا  
 مرے مولا جالو مدینہ سے بٹھے

## زیر استعمال

کیوں اُسی سے پرکشش احوال ہے  
 بس ابھی سے حسن کا یہ حال ہے  
 نین نیناں سے اگر ملنے رہیں  
 ہے کوئی ایسا شریک زندگی  
 لادنے لے نخلوں کی بارہ بوریوں  
 کیوں محروم میں رہتے وہ مرے  
 تھی الزاباد میں چھپتے چھپتے  
 شیخ کیوں آیا وطن سے بھبھی  
 یار کی رفتار کی تکرار کیا  
 ایک شہر کو آ رہا اب کیوں کہوں  
 عشق بھی بڑھائی ہے تیری طرح  
 جنے لاکھوں چہرے کھائے اس کی اب  
 فیر کا نا ہی نہیں دجال ہے  
 دو ہی دن سے عشق کی ہڑتال ہے  
 گری میں ملتا غم نیساں ہے  
 حذبیری میاں غافل ہے  
 یہ ترا عاشق ہے یا حال ہے  
 جس کا ہر دن ہی یکم شمال ہے  
 چار سو چھپن چھپتے بھرپال ہے  
 احمقوں کا کیا وہاں کچھ کال ہے  
 آندھی ہے طوفان ہے بھونچال ہے  
 جبکہ سیرا ترجمہ نقال ہے  
 اک جگہ بکت نہیں فٹل ہے  
 خوف سے بیوی کے پتلی رال ہے

در اسناد: نیکو، آنکھیں اور زیناں ایک ہر دین، ملٹ بوجھلے دس ملٹ بوجھلے دس، شکید، نہ بھول

بے قرار منع اور سب ہی کھا گیا  
 سنن بن کا کبھی ٹوٹا ہنسیں  
 پیٹ ہے تیرا کھانا دن ہاں ہے  
 گوشتنی زیر استمال ہے

## قدوائی

س میں گواکے کڑکڑاتے نہ ہے  
 ندرے واقف الجھتے آئے تھے اٹک مگر  
 کوئی ترکہ کہہ کر ان میں یکتا شادی ہے  
 زندگی بے گدہوں سے بچنے کی ہے  
 غنوں بھائی آ رہے یا لیلیٰ بائی ہے  
 بچے بندر کے گھمے ہیں۔ سستی کھٹا نہ ہے  
 م لاٹن ہے یہ پیارے کیا بتا سکتے ہیں ہم  
 ی چڑے تو مت نہ بول سیکھے بول کر  
 سب بکتے تھے لیتا کا یہ پوتہ ہے مگر  
 ہنس گئی ہے جینس دل دل میں ہر افسوس یہ  
 یہ بھی آگیا اسٹوڈیو میں ٹولز لہ  
 دہ دھند پر بکڑوکان دن در آنکھ ایک  
 حصوری کی قسم میں نے دعائیں بھی بگیں  
 مد خور کیے گا کیا مقام، سس کا ہے جو  
 تو جسکر چاہتے کہیں اور میں یو پی میں تو  
 منقہ کچھ نہیں پڑ کوئی کہہ سکتا ہنسیں  
 پھر ہر اسوم یہ نون کی آہ تھی ہے  
 کیا غلط ہے یا کہ گرد مونی یکتا ہے  
 اور مرے زار دوائے گائی بھی نرائی ہے  
 تاقیت میں چھوڑ ہے قوم سے فیتا ہے  
 کہہ کر جھنگن کو بھی، فی سون کی نارت آ ہے  
 ڈانسر کا باپ ہے یا ہیروئن کا بھائی ہے

## خفیف

پیشہ سے ہر گئے کل اہل آرتھ خفیف  
 کی خالہ ان کے ساتھ آئیں یہ کوئی بیک نہیں  
 ان کے پورے ملک میں بکلا نہ سب ہر احریف  
 کب، زینت جاننے کے ساتھ انی ہے خریف  
 ہم کراں پاشا، ہم کار کھتا شریف  
 ہم مہ فی دایکا پریں تو جھٹ بوا نظر لیف  
 ہم کو سہت کچھ حہ حساب مل حاصل کو کڑا

پہلے ہوں وہ ہوں کی طرح کچھ ہے





پاک جذبہ ہے تہا سے لیے میسر دل میں  
اسکو بھیں گے جو ہیں تو پچھلانے والے  
لوگوں میں ایک پتے ہیں کو تجربے سے وہ  
نہ لفظ ہی فاب کی قسم بیٹھا ہے  
غیب کر بوس نے سے ہی گھن آتی ہے  
غائب گھاتی جو تھری ماں کو  
رجی رہی کے جو براہ کبھی آتی ہو  
خوئے برسے ہی کل برکرم نے جس پر  
نہ کی ہے یہ جیت کر کسی جہاد کی  
گل شکر لگے رس لگے ستم کھا کر  
کی صورت دیرت کا جو اب تو نہیں  
ہیں آنے کا دل ہی دل میں ادا کرنا  
مغفل ہی چڑھا رہا حد کو سر پر  
م کے نام کا کیا کام ہے اب میسر گھر  
ہیں تو سکون ہوں پر عشق میں ان کے اب تو  
ہے نہ کہ منفی کو چلن ایسا ہے  
دین فن کو راتاق منفی ہنس گا

پھر بھی ہوں مجروح الزام تمہیں کیا معلوم  
نیٹے کے شیشے آہ تمہیں کیا معلوم  
کف کے سر پہ سہے سہم تمہیں کیا معلوم  
سے چڑھا دو تو بنے رہم تمہیں کیا معلوم  
لفظ ہی سخت بہت رکھتا تمہیں کیا معلوم  
ایسے آف رہا غم تمہیں کیا معلوم  
صبح کے ساتھ ہوتی شام تمہیں کیا معلوم  
رو بھی نکلا رہت رہت تمہیں کیا معلوم  
کبکے یہ چل رہا تھا تمہیں کیا معلوم  
خود بنا جاتا ہوں گھبراہتمہیں کیا معلوم  
پہلے اک ڈاکو تھا ہزارم تمہیں کیا معلوم  
بے شک عزت کا ہے ہوا تمہیں کیا معلوم  
تمہیں ہو جائے گا سہم تمہیں کیا معلوم  
یہ دیا وہاں دھن رہم تمہیں کیا معلوم  
پھر سے جانے لگے حکام تمہیں کیا معلوم  
پھر جی اک ہی سے بدنام تمہیں کیا معلوم  
نہ یوں جس دن گورم تمہیں کیا معلوم

## کیا کہو گے

کیا کہو گے اندر کسی نے پوچھا تو کیا کہو گے  
تھریس کے ساتھ کرہنہ ہو کر ہی حال یہ کوئی ٹیک ہے  
ادھر سے کب کیم ٹھہرے ادھر ہی جہاد کیم ٹھہرا  
نئی غریبی کسی کے گھر میں اس کے بدلتی ہی ست ٹھہرنا  
حد پہنچی تو یا گزر کسی نے پوچھا تو کیا کہو گے  
کجا یہ صفت کی یہ بند کسی نے پوچھا تو کیا کہو گے  
تھا رایتخ اب کہاں بتر کسی نے پوچھا تو کیا کہو گے  
کسی کا بچہ کسی کا بستہ کسی نے پوچھا تو کیا کہو گے

یہ جسم ڈھلے میں پیٹ جھٹکی یہ قیامت کے ہی ہوتا  
 یہ جیسے لڑکھنڈا کہ میری کیا کاسہ پڑے  
 تمہاری یونٹک جان یلم جیتی ہم جان نہ ہے  
 میں کیوں نہ جھینپوں اسے یہ لڑکھنڈا کہ میری کیا کاسہ پڑے  
 کتا دواستہ تھپہنڈا اس کا درد درست نہایت اس کا  
 گھر سے کوچ تو پکڑتے ہی غیر والد میں کھٹے میسکن  
 یہ کپڑا تو دامت نک۔ نہیں پڑا ہے  
 سے نہ تے یہ آپ نہ تہ جسے خدا نے نہ دیا ہے  
 تم گولی کی ٹرس سیدیوں میں نہ نکلتے گھر میں  
 تمہارے میں بسی نہ ٹوٹن گر منقہ میں کیسے مافوں  
 تمہارے تو لگی منقہ تو اس کا مہربان کیستہ سیکور

## نذر اور خیرات

فرق ہی کیسا ہے ہماری اور صوفیوں کی ذات میں  
 یہ نہیں بابر امانت ٹیکسوں کا بار ہے  
 میں کے چلے سے عسقل کا صاف بوجہ نہ ہوں  
 ساتھ میں رنگ تفر کے اک سبب جس میں بھی ہے  
 میں کا سہہ تنہا پڑے ہم کو یوں انس بنم میں  
 عمر میں پیر میں رکھ بھی جہاں میں سنسہ میں  
 ات کرنے میں میں وہ رو بہات کرے میں میں  
 ہر کسی کے اتم میں دیوں کوئی پاگل ہوں میں  
 اب داد کی بدل دی ذات جسے جھینپ کر  
 نکتہ تک انسان تو مجھے نہ میری شاعری

بسی ہی مجھ کو سب سے نذر و خیرات میں  
 منزم پر ہر جہاں غیر انسانیت میں  
 یہ نہ پڑے نہ ہی گواہ میں ذات میں  
 آج پورا چاند دیکھا ہے اندھیری رات میں  
 چس گپ سر جیسے کوئی کھڑی گجرات میں  
 ہم بھرت پر میں رہنا اور وہ مایں کجیات میں  
 ہر طرح سے اب پیدا کر رہنا ہی ذات میں  
 دن میں زخمی سوچ کر دن لاکھ کے دقت میں  
 کچھ کہنے پا تو دیکھا ہوا ان کی ذات میں  
 اب پڑھو گا جہاں کے بس از تیر کے جنگلات میں

دارغ اور اکبر کی مرثیہ اس میں ہے  
یہ طعانی پیر ہی اور یہ خطباتی سولہ  
میں تو چپ تھا سیڑھیاں کی جھڑی نے کہہ دیا  
ساری دنیا جیت کر بھی تو نہ آیا وہ مزہ  
دودھ میں ادا نہیں اور باغ میں میوہ نہیں  
بیرہ ملوہ کھانے پر دھماکا ہی آٹاں اڑھسہ  
روز ہی رتیں ہیں بیگم اس لئے بیٹھا ہیں  
غیر تو پید ہی کھوسٹ دس غم کو ہوا  
رات وہ بولیں منقی اٹا جیت جیت ہے

سیڑھیاں تو ہرے ہیں بزم صحنات میں  
فرق آخر کیا ہے ان میں بھوت اور بقات میں  
تک بھی ہاڑھیاں نہ گئے جہی برسات میں  
جو مزہ پایا ہے یا رویا سے اک بات میں  
جذبات کیا کیسے کہے کیا تھا یسوات میں  
اور اڑھری کیا کر دیں پیدا ہوا شہرست میں  
ہم ہوتے ہیں عید کے دن وہاں شہرست میں  
سات پیتا لیس پہ اور بالکل اڑھری رات میں  
جس کے آگے بات تو کی دم نہیں ہے بات میں

## ٹیکس سے بچا

لوگ سمجھ کر گریں ہوں میں  
ہر گاہ ٹوٹ کے کر گریں ہوں میں  
جام ہوں زندگی کا جنت کی  
گہرے اب شرق سے ملے کھالیں  
ٹیکس سے بچا میں سود و فساد  
موت کا ٹیکس بچ گیا بدرا  
نہ ڈرا تو کے بھی سائے سے  
چڑھ کے اکبار پر نہیں آتھا  
انتہا یہ نظام عالم ریک  
وہ اڑھسہ اڑھسہ کھیک آئے  
جبے تقدیر بگڑی بیوی کی  
ایک ٹیکس بھڑے لے مارے

حالاں کہ اپنے گھر گریں ہوں میں  
اور کر کے ٹکر گیا ہوں میں  
پتے آئے موت بھر گیا ہوں میں  
گھاس توں کی چر گیا ہوں میں  
ٹیکس دے تب کے کر گیا ہوں میں  
یعنی بے موت کر گیا ہوں میں  
اپنے سانس سے ڈر گیا ہوں میں  
جب بھی پھانسی پر چڑھ گیا ہوں میں  
زلف ہاناں بکھر گیا ہوں میں  
جب اڑھسہ اڑھسہ کر گیا ہوں میں  
اچھا خاصہ سنو کر گیا ہوں میں  
انکھ ایسی بکھر گیا ہوں میں

سر کے مدت کے طور پر ہی سہی  
 چڑھ کے تو سب اترتے ہیں لیکن  
 ایک پل بھر ہوئی نہ جو میری  
 پوچھتا پھر رہا ہے اک مردہ  
 شیر سے اٹھی سے ذہن سے ڈرا  
 اپنے گھر تو بہار آئی ہے  
 جب بھی نقصان غنیمت میں دیکھا  
 یار کے در پہ جل کے یہ بھگا  
 آستان کو بھی غم سے کچھ ضد ہے  
 سب ہی شریطن منتقل منوالیں  
 ان کے سے گزر گیا ہوں میں  
 بن بڑھے ہی اتر گیا ہوں میں  
 اسی دنیا پہ مر گیا ہوں میں  
 کیا یہ پتہ ہے کہ مر گیا ہوں میں  
 نیسے کتوں سے ڈر گیا ہوں میں  
 اگلے ان کے گھر گیا ہوں میں  
 بس اسی دم پھر گیا ہوں میں  
 جھوٹا ہے در بدر گیا ہوں میں  
 وہیں پہنچا جد مر گیا ہوں میں  
 لوگ سمجھے دھج گیا ہوں میں

## دیکھ لیا

خنوں سے منکے دیکھ لیا  
 وہ ترکیا ان کی میت آئے گا بس  
 اب بھی وہ منستی جا چاہتے ہیں  
 ردی صورت پہ کچھ اثر ہی نہیں  
 ان کی تانی کا میں منگیتر تھا  
 ان کی میٹھی تر باں ہوئی تھ  
 اک تدم مال پر نہیں اٹھتا  
 اب تو تیناب کا سے لے گی وہ  
 غصے سے اور خوشامدل سے کبھی  
 کبھی کہتے تھے جو ہنسا وہ پنہ  
 آن دیرانی بھی تو رشک پہنار  
 ان کے دھپ بھی لگا کے دیکھ لیا  
 ہر طرح تو بنا کے دیکھ لیا  
 ہنسنے ڈر بھی منڈا کے دیکھ لیا  
 بار بار مسکرا کے دیکھ لیا  
 یہ بھی رشتہ جتا کے دیکھ لیا  
 روز گنت پنا کے دیکھ لیا  
 کتنا طبع بد بنا کے دیکھ لیا  
 مسکے کافی لگنے کے دیکھ لیا  
 کھن میٹھا کھلا کے دیکھ لیا  
 بے تحاشہ ہنسا کے دیکھ لیا  
 خود کو آؤ بنا کے دیکھ لیا



ان کو دیکھ کر حال گھونٹا بس اسب  
 تو پھلا تو کھلا کے دیکھ گیا  
 ہوا رہتا ہے دستِ ظنِ ظن میں  
 کیوں متفق کر کے دیکھ گیا  
 کچھ نہ نسِ عادت، بس مستی ہی وہ بے سود کی عادت میں طریقت میں

روح کی گنجی، جس کا انتہائی عزیز خدا کا معنی مباحثہ کرنے سے فریاد تھا۔

## ادا کے بعد

ہر دم زود یہ کہتا ہے تازہ جہد کے بعد  
 پہلے سلام پر بھی چلتے تھے قہر بڑا  
 اُن سے انتظار لیے چلے ہوں دس، کرو  
 بھروسہ میں اک قضا کے فریاد و غلط  
 آتے تھے تیری ذات میں ذاتی ہوں بے سبب  
 بیوی متاخر سے یہ کہتا تھا جس پر شرم  
 کل تک جو تھے شباب میں اب ہیں غصہ میں  
 کہن رئیس زادی سے اسکن میں شادی کی  
 بڑھ کے ناز مٹے کب جا رہا ہوں اسب  
 سب خبریں سننے شوق سے پر تھیں کی ایسی  
 تم اور خدا سے آگے کسی گھر میں جاؤ گے  
 رونے کا اور نہ ہنسنے کا ہے فرق دردیوں  
 بیوی یہ کیا کہہ کر بلا میں پھنسنے لگا  
 وقت آج جو چوم لوں اس پائے ناز کو  
 ہر اک گنہگار سے دور کے سامنے  
 ان کا تو بعد ہونا قیامت کے بعد  
 کل دغلا تھا خسر کے وہاں جہیں یہ سن

کیا اور بھی ادا ہے کوئی اس ادا کے بعد  
 اب خود گئے وہ پڑ گئے اک ایچ کے بعد  
 چھوڑیں نہ قرضِ مجھ، جو میری قضا کے بعد  
 اسلام زندہ رہتا ہے بکریا کے بعد  
 پر اس بقا کو کی کر دیں، اپنی منت کے بعد  
 کوئی زخم سلا سلا سے بخوار سدا کے بعد  
 روتے بھی ہیں اداسے ادا کی قضا کے بعد  
 پر سب خدائیں کا نب گیس میں خفا کے بعد  
 ڈاکر لگا رہا ہوں میں غلغلہ کے بعد  
 اسی خبر توڑ دھتے ہیں بیت اللہ کے بعد  
 کوئی بھی گھر لے گا نہ بیت اللہ کے بعد  
 میدانِ تربت سے ہوئے کربلا کے بعد  
 کوئی بد بلا نہ رہی کچھ بلا کے بعد  
 کوئی قضا قضا رہے اس ادا کے بعد  
 ہوگی تو بات پر سن مگر پار کے بعد  
 شکل میں ہیں یہ کیوں کہن شکل کش کے بعد  
 بیوی کو مجھ ہوتا جو ہوتا خدا کے بعد

ہم مذہب سے ہو گئے ہو، حکیم ہی  
چمکے تو پورے دیوانے لگا لیکن شفا کے بعد  
جس راجہ سے اڑنے کے کہا فلم ہو مری  
بولتا تری بھی لے لوں گا پورے ٹاسک کے بعد  
بھروسہ کے منتہی گیا سب آگ ختم ہے  
دور شاہ رٹ ہے سب سے منہ بچ کے بعد  
یہ کب سے آتشیں نائی ہو  
کھاتے ہیں وہ دور منہ بچ کے بعد

## ادھر دست ساقی میں جام اور عینہ ادھر میہ انظروں میں نظریوں میں پینا

ادھر دست ساقی میں جام اور عینہ  
ادھر میہ انظروں میں نظریوں میں پینا  
گئی کر کے دیوانے کا عہد حسینہ  
جو سب سے تیرے دیوانہ بنی ہو  
کھلی آتے تھے سینے پر رات نہ دے  
میں اس جہاں میں شراں جہاں میں  
بہت میں رہا تو مشکل نہیں ہے  
میرے غنیمت میں جو ہو باکل انا دی  
ہر اک چوٹی تہ سے یہ کہہ رہا ہے  
کوئی نہ گرتا ہے کیسے کیسے  
نہی کے ڈکپٹ بنائے۔ جنگ

## کلب

کلب میں میہ سون کہ ہو رہا ہے  
سہے ستون کرنی جو ہو بند سدا  
لیتا جو میں تہ سے سن میں اب تک  
ہے ریٹ نہ کشش کے دانہ سے نہنگا  
عدم کے سفر کی ضرورت نہیں اب  
تو جونی کو کبوں اس کا غم ہو رہا ہے  
سے دیکھو جیتی رہا ہو رہا ہے  
سنتی کا پھر قہ جہم ہو رہا ہے  
سنتی کا بیگن سے کم ہو رہا ہے  
یہی ٹک ٹک عدم ہو رہا ہے

اداکہ بعد سے آؤں نہ جہم نہشت ہو رہا ہو  
میں سے نہشت ہو رہا ہو نہشت ہو رہا ہو  
میں سے نہشت ہو رہا ہو نہشت ہو رہا ہو

بنے آج دنیا کی کچھ غم نہیں ہے  
 جرن ٹن کے آگے کوئی بھی کھڑا ہو  
 اکڑتا ہے سیتا ایک دم بھلا ہو  
 نہیں فیر کا روئے والا بھی کوئی  
 کجا میرا دل اور کجا دور ان کا  
 تو ہے دوست کا کیا کہیں کٹ گیا تھا  
 لافکر بہت الفم سے تو فوٹس  
 تم کی جو چوری میں پکڑا گیا تھا  
 وہ پیٹے ہی جیسے مستی کا حق  
 یہاں غم خدا کی قسم ہو رہا ہے  
 اسے جاننے تو پہنچ رہا ہے  
 مرا جبکہ ہر سال بس ہم ہو رہا ہے  
 مرا مرگ تو کم سے کم ہو رہا ہے  
 نقد ہند میں چیں غم ہو رہا ہے  
 جو دشمن کا راب تسلیم ہو رہا ہے  
 یونہی عزم بیت الحمد ہو رہا ہے  
 اسی کے حوالے تسلیم ہو رہا ہے  
 حد تو سنگ کر چلم ہو رہا ہے

## باقی خدا کا شکر

اپنی جگہ زمیں ہے نہ یہ آسمان ہے  
 ناہیراں ہے نہ کوئی ہیراں ہے  
 سکے تو تین تین ہیں یہ تیسری تھان ہے  
 میں بھی جو چاہوں تیسری شادی ابھی کروں  
 جو اصلی عمر تیری ہو وہ غنیمت سے گزرا گئیں  
 لہو کو نگاہ ناز سے اب دیکھتے ہیں وہ  
 آتو گئے ہیں رستم ہند آج منہم میں  
 بلائے پر راضی ہو کہے کہ اسکی ہی ترسن  
 روٹی سنگوٹی آبرو شکہ چین کے سوا  
 یہ تھالے سات سائیاں ساڑھیں ساتھ ہیں  
 ٹوٹی کھان نشاء فطرت حیاتیں ہر  
 کہ مال ہے تنائی سے پوچھ تو یہ کہیں  
 بلا اتفاق مال لیا لیٹروں کے اب  
 باقی خدا کا شکر ہے اسے  
 نظروں میں رکھتے کوئی نہ کوئی پور ہے  
 میں ایک ہی پر بیٹھ ہوں شکل میں مان ہے  
 پر سر سیکر پر پردی کا بیٹھ جوں ہے  
 جب یہ سنا سیدہ بھی کہ پہچان ہے  
 جب ایک تیر ہو نہیں خالی کمان ہے  
 کچھ دن میں پوچھنا کہ گشتوں میں جان ہے  
 جیسے نہ مرنے کی ہی میری زبان ہے  
 باقی توکل جہان مراری جہان ہے  
 میرا مکان کیا ہے حشر کی دوکان ہے  
 جیسے یہ تو بیاں دیوہ اپنی کمان ہے  
 سینہ زبان کچھ نہیں جاگڑاں ہے  
 اللہ ہے ہر باں تو گدھا پہچان ہے

یہ کہہ کے دل کی کوٹھڑی سے رہ نکل گئے  
چائنا کسی کا حزن کو چانسٹا بڑا کہسیں  
پر شاہ جو ملتا تھا زہر دار کو کبھی  
اس دور نے قدر کی ضرورت بتا ہی دی  
واعظ نشان مجھ تو ہے چسپتر اور ہی  
وہ صوفی کی فدا مٹی یہ طوفانی ہے کوئی  
نئی نئی جہ منقہ کو دیکھا تو کب دیا  
مستی منقہ دوستوں کی جان ہے مگر

## ٹن کا ایک حصہ

تو ہی بی گے گا مہیہ مرانا کیسا یہ آ رہا ہے  
میں کا نپاٹھا اور اصل گیہ دل خیر جسے نمی ہے میں نے  
ہے رونق اور نور کے منہ پر وہ آیا رنگا دامن سے اپنے  
میں طمی دنیا میں چوڑا کھتا ہوں رنہ لیکن یہ حقیقت  
توئی منہ نظر دریا جوار کا ڈھیٹ پن یہ دیکھا  
وہ نے کہ پورے میں سکا تپا ہے دل میں عشق پر مٹی چپ ہوں  
بلکہ چھوٹے گا ریت سے ریت دشمنوں کی ہوت میرا  
جسمی مری دانے ہر اک سے یہ کہتا تھا برای جس دن  
یہ بات کہنی پٹنگ اب تو قسم ہے تو خدا کی قسم کو  
لڑا لگا فوج مورچہ پر یہ دیکھ لینا ہوت میرا  
ڈننگ کی دیکھے آگے فوجیں یہ جب چلا لگا ٹوٹ کے تو میں  
وہ غراب منہ میں ہے جو بالکل اڑا رہا ہے غلامی راکٹ  
نک منقہ پر اور جو بیٹے گی دیکھے گی جو بیٹنگ  
ہے ہلکے ہلکے شک کے ہلکے یہ فلسفہ تو نہ ایتلے

جہاں دس کروڑ ہی ایک مینہ ہے  
ہر ٹنڈ پہ اور گال پہ کیا نشان ہے  
اب کھ تیرے مٹی لگے ہی گے کسٹ ہے  
ہر ایک کی زبان پہ بس امان ہے  
تیرے تو مٹتے پر ترس دل کا نشان ہے  
اک تان تان سین کی اک تیر تان ہے  
کی سرخ رو کہے گا یہ سر کھا سا پان ہے  
سب سے تنگ آپکے ہیں آئی ہان ہے

کہ برتوان ہر ایک سیکس کو جیسے چاہے ستار  
بچاری ٹن کا ایک حصہ دن پر دنگس میں جا رہا ہے  
جو توڑے پر نیچے ہیں بارہ تو بھوبتی سے آ رہا ہے  
جو غلی دنیا میں آ رہا ہے وہ دین دینے جا رہا ہے  
اسی یہ برسا کہ اس کا پانی گرت کے اماں جتا رہا ہے  
مگر وہ بے بند ہیں کہنے کہ مافی کس کس گار رہا ہے  
مگر بھی سکو غیر نامت الہی تو طبعی عباد رہا ہے  
یہ کس کو فتنے کا آگے ہیں جو فوجی سے آنکھیں لڑا رہا ہے  
فراق اڑا رہا ہے جو کسی کا فراق اپنا اڑا رہا ہے  
الہی سے فتنے میں آ رہا ہے الہی سے مرغے لڑا رہا ہے  
اسی لیے ڈکھ میں جا کر یہ ٹوٹ کہ کو لب چلا رہا ہے  
جو جاتا ہے جو ہوش میں ہے زمین پہ دارو اڑا رہا ہے  
یہ چوسے انگوڑی رہا ہے گبن بننے میں ڈھلا رہا ہے  
منقہ کتنا ہنس رہا ہے اتک جو آج اتنا ہنسا رہا ہے



# نیا سال

نیا سال اور کرسمس جو مبارک فطرتوں سے  
تہا رہے ہی گھروں پر پرسوں بن کر رحمت باری  
تعالیٰ سے کہا بیچارے نے سننا ذرا ستر  
ہمارے سال کے نیچے پڑے کیوں یہ نہیں سمجھے

کھلے بل بل کے کہتا تھا منقہ ہر مسلمان سے  
مسلمان بھائیوں سال کی بھی برکتیں ساری  
جو مسٹر پیٹونے یہ دیکھا اک دم کھا گئے چسکر  
تہا راساں تو تم کو مبارک بالیقین سمجھے

اور ان میں کس میں کچھ تھوڑی سی تدبیر کہیں  
تہا راسال بھی کیوں ہونے دیں تم کو مبارک ہم  
خوشی دیوالی کی چھوڑیں نہ گرا جائے دل میں  
گردناک جی کا پرشاد بھی ہم کھ کے چھوڑیں گے

کہا منشی منقہ نے یہ ہیں تقدیر کی باتیں  
ہمارا سال تو پیارے مبارک ہے ہیں ہر دم  
ذکیوں اس کی بھی برکت بارش میں ہم خود ہی لہجی  
اجی اک روز تو نوروز بھی اپنا کے چھوڑیں گے

کہ اپنا رکھ تو سب کا چکھ میاں جی بوڑھے بچے  
کہاں سے دیکھتے دنیا میں آیا میں نہیں اب تک  
مگر اپنے لئے تم سانپ ہو اور ہم پیرے ہیں  
تمہاری ہر خوشی تو سود ہی میں بننے لے لیں گے

جو چند بھان مشرانے سنا بلے بہت اچھے  
کوئی بھی خود غرض ایسا تو دیکھا ہی نہیں بتک  
چلو عیسائی تو بھائی تمہارے ہی تھیرے ہیں  
خوشی دیوالی کی بھولے سے بھی گرا آپ چھوڑینگے

کہ میٹھی گورت کے موکر بھی پنڈت اتا کر دے  
ہے کتنی گرمی اندر جنوری میں اتنا گرمائے  
مگر تم نے تو پورا گھی شکر بھارت کا کھایا ہے  
مگر اب صاف سن لو گریہ بھیجیو تمہارا ہے

کہا شرمنا جی یہ کہتے ہوئے تم کیوں نہ شرمائے  
چلم چرسی کی چھوٹی سی بھی جیسے شعلے برمائے  
نہ وہ کچھ مری جو ڈالڈے کے بعد آ رہا ہے  
میں سمجھا تھا سمجھا دوں کو تو کافی اشارہ ہے

مسیحی اور محمد مصطفیٰ آقا ہمارے ہیں  
ہوں بھگون بدھ کہ بند راہن کے سناؤ یا سناؤ ہیں

نبی داؤد اپنے حضرت موسیٰ ہمارے ہیں  
گردناک گرد گرد بھی اے بھیتا ہمارے ہیں

نری بھگوان تسکرا در شری بر ہمارے ہیں وہ سیت رام مرن یا شام اور رادھا ہمارے ہیں  
 حوسکے باپ ماں وہ آدم و حوا ہمارے ہیں تو کیسے تفرقے جب یک ہی کینے کے سارے ہیں  
 یہ سب کے مشترک ورثے ہی میں ہوا پیدا ہے ہیں ہمارے جسم تمہارے پر تباہ غم ہمارے ہیں  
 نکلے بل جاؤ تم بھی تم ہمارے ہم تمہارے ہیں اسی میں بھائی ہم سب بھائیوں کے دائرے میں ہیں  
 خدا پنا ہے جب اُسکے بھلے بند بھی سب اپنے بھلے تو ہیں بھلے اُسکے بُرے بندے بھی سب اپنے  
 یہ باتیں کہتے کہتے اس کی تو آواز بھڑائی جو دیکھا پنڈوا در شریا کی بھی حالت عجب پائی  
 وہ تھے نامرث نکلے آنسوؤں کے دھارے کہتے تھے

مرے اک مسم ابتک کر نسی سبتی میں بہتے تھے

## جوہر منقی

وہ چہرہ میری آنکھوں میں ایسا سما گیا !  
 قے کرتے کرتے ناک میں میسر آدم آگیا  
 مسجد میں دل تو بانگی کی ڈاڑھی پہ آگیا  
 اچھی جگہ کا مال بھٹا اچھی جگہ گیا  
 غیسروں کے ساتھ فاتحہ پڑھنے کو آگیا  
 بک پھول کتنے کانٹے لحد پر چڑھا گیا  
 شادی کے جتنے کھانے تھے سب میں رہا شریک  
 دینے کا وقت آیا تو بندہ صفا گیا  
 روزے سے در پہ بیٹھے ہیں ہم تیس سال سے  
 در غیر روزہ کھول کے سحری بھی کھا گیا  
 یا بے حیائی! آسرا تیرے ہی نام سکا  
 کتنا ہی کوئی بور مو میں پوری سا گیا  
 قاضی جی دہلے شہر کے اندیشے میں ہوئے  
 ناصح کو غم نے کھالیا اور دل مرا گیا

اُن سے نظر ملی تھی مٹا خاک میں دھنیں

منزل تھی کتنی دور میں جلدی ہی پا گیا  
جب تک تھی روٹی پیٹ میں دل میں بھی عشق تھا

روٹی لگی تو عشق بھی ہنس کر ہوا گیا  
جو کچھ بھی کھا گیا یہاں اور جس قدر

کچھ اس میں شک نہیں کہ میں ایسا ہی کھا گیا  
کالی گٹا گھٹی سبے مری روسیا ہی سے

پر میری روسیا کو وہ غلط لگتا گیا  
دل میسر پاس ہو تو حسینو میں دوں نہیں

اک دن میں اتنا بھوکا تھا کہ کوک لگ گیا  
روٹی کے بدلے جوتے ملیں جسکو کو دیکھ کر

وہ تھوڑا نہ جانے مجھے کیسے ہل گیا  
شرمندہ خور ہی ہو گیا میں اپنے ذوق پر

وہ جس سی الگ تھی کہ دل جس یہ آ گیا  
موجودگی کا اُن کی منقی یہ تھا آخر!

کل کے مشاعرے میں جو ظلم تو چھپا گیا  
بائیں گئے لوگ اُن کی پتیلی میں اک نئی

جواں صتا وہ آپ کا نام دم اڑ گیا  
یہ تو خسر نہیں کہ دیا کس مرض میں پر  
جو ہر منقی کا انہیں اکثر دیا گیا

# کر دیا

غم بیاں جس نے یہ اندازِ ظریفانہ کیا    بیش کی کیا کیلے کی صورت میں کر لایا

یار سے جب کہ ہم سے کوئی وعدہ نہ کیا  
 جو کہا ہو رچی ہوئی وعدہ بھی ایسا نہ کیا  
 مجھے جس کیا فصول نے پرانا نہ کیا  
 رست بھر چھوڑے پٹا رخ کیا حلوا بھی بہت  
 نہ وہ قابل نہ شریف اور نہ منسٹر نہ وہ کچھ  
 ہم سے تو پیار کیا آپ نے بے پار فقط  
 ساری دنیا کا بھی غنڈا ہو شریف اس کو کچھ  
 شعر کے معنی ہی کیا خاک کوئی سمجھے گا جب  
 چھٹی میں خواجہ کی قوتانی بھی فیشن میں ہوئی  
 تیر پتا نہ تانے سے گیا خالی کبھی  
 غیر کے باپ پہ چڑھ بیٹھ کوئی ایسا پلید  
 میرا دل ٹوٹنے کی تو کوئی وقعت نہ ہی  
 گرچہ روزہ نہ کیا اور نہ نماز ہم نے کبھی  
 میل کھایا نہ کسی نیلے سے نیلا ربا دل  
 ہو کیر سے گیرا نہ شریف اک وہ بھی کچھ  
 وہ حکیم و علما اور بزرگوں کا وطن  
 یعنی کت نہیں کیر انوی جو خود کو کبھی  
 کیے حسنین کا سمجھے کوئی غم خوار اُسے  
 وعدے کر کے وہ ہر بار یہی کہتے رہے  
 کوئی تو کتا خدا نختے تھا مرحوم شریف  
 جس سے دیکھا مجھے فلموں میں کہا گھر آ کر  
 بولی ٹن ٹن کہ میں جن سنگد سے ملجاؤنگی  
 اب کے گرج پہ منقیٰ نے روانہ نہ کیا

بولے بے وعدہ ہی ہم نے وہ کیا نہ کیا  
 بولے ایسا کا تو ہم نے بولی وعدہ نہ کیا  
 ہر تیلی میں جو چل جائے وہ چچہ نہ کیا  
 ہم نے شہرات کی حرمت کیسے کیا نہ کیا  
 بھٹی کا جسے تقدیر نے داد نہ کیا  
 ہم بجا رہ نہ سکے آپ سے سچا نہ کیا  
 جس نے رتاؤ فقط مجھ سے شریفانہ کیا  
 سارے کا مام م یا پاپ پ پادھانہ کیا  
 بیٹھے بیٹھے بھی کسی صوفی نے ہوم نہ کیا  
 کیوں کہ اک رخ سے کبھی ہم نے نشا نہ کیا  
 جس کے ڈر سے کسی یاد آئے بھی چھو چھپا نہ کیا  
 جب وطن ہی کو مرے توڑ کے ہرانا نہ کیا  
 پھر بھی افطار تو پابندی سے روزانہ کیا  
 اپنے گھر خواجہ کی چھڑیوں کا جو میلہ نہ کیا  
 یہ شرف ہم نے مٹانے کے لئے کیا نہ کیا  
 خود کو منسوب نہ اس نے کیا سچا نہ کیا  
 میں نے یہ بھی ادب عظمت کیرا نہ کیا  
 فلمی انداز میں جس نے کبھی نوحہ نہ کیا  
 یہ بھی اچھا ہوا ہم نے کوئی وعدہ نہ کیا  
 کسی کے ساتھ بھی کام ایسا منقیٰ نہ کیا  
 اک گدے سے بھی تو کام سچک ایسا نہ کیا



# تقویٰ کی بیڑی

کاشٹے بھی پھول ہیں یہیں طیبہ کی راہ میں

مرتبیاں وہاں کی سہرا میں میسری نگاہ میں

گھر خود بن کے پھونکے جو واعظ پستہ چسے

کتاہے فرق دوزخ و جنت کی راہ میں

ہیں اپنے اپنے کام میں دونوں ہی ماسٹر

میں آہ آہ کرنے میں وہ واہ واہ میں

واعظ نہ کرے تیری آرام سے کٹے

زندوں کو رہنے دے اسی حال تبہ میں

ہے کتنے سیل کی ترے تقویٰ کی بیڑی

اگر تو دیکھ شیخ کبھی بارگاہ میں !

بھگی چار بنی برہمن پھٹان شیخ

یہ سارے ایک ہیں مری بت کی نگاہ میں

جس ہو قوف پر ہو خدا کی زمین تنگ

رکٹ میں بیٹھ کر وہ چلا جائے ماہ میں

تیر نگاہ حسن کو اب تک نہیں خبر

اک لاکھ ہم ہیں عشق کی اک ایک آہ میں

دنیا کی نظروں سے تو دنیا میں پرچ سکے

اُس رشکِ مس کو لیکے ہیں بھاگوں گا ماہ میں

عشر میں کلی دالے کی رحمت نے یہ کہا

رکھا ہی کیا ہے جا تری ضرور سیاہ میں

جب نگاہ منقہ کی ٹن ٹن سے مل گئی  
تب وہ آگیا ہے پوس کی نگاہ میں

## نزل بون

اُن کے پیچھے ہم پکتے ہی رہے :۔ اور وہ ہم سے بدکتے ہی رہے  
اُک مگر دو مچھلیوں کو کھا گیا :۔ اب رہے مینڈک :۔ پھدکتے ہی رہے  
خمر کے خم رندوں نے خالی کر دیئے :۔ جو تھے بدست جمکتے ہی رہے :  
نام دنیا میں مرا بڑھتا رہا :۔ بچے گھر بھوکے پکتے ہی رہے  
کوفت سے دل ہو گیا قیسہ مرا :۔ کوفتے بیگم کے پکتے ہی رہے  
ڈنڈے کھانے سے نہ وہ بالکل تھکیں :۔ مارنے والے تو تھکتے ہی رہے  
ڈال کے آموں کا رس اور دودھ پی :۔ نرس بولی ہم چمکتے ہی رہے  
سو کھ گنت غیسر کا چوسا مگر :۔ میرے رس گئے نکلتے ہی رہے  
بتنے آئے بھاڑے کی دنیا میں وہ :۔ ایک اک کر کے کھسکتے ہی رہے  
بتنی ٹن ٹن پھولتی پھلتی گئی :۔ تم منقہ کیوں نہ پکتے ہی رہے  
غیر تھے :۔ انھوں میں نرے کی طرح :۔ ہم تو پتھر تھے کھسکتے ہی رہے  
اے منقہ! میرے اشکوں کی طرح  
اُن کے ساغر بھی چھکتے ہی رہے

## امیدوار

بجٹے بیروزگار ملتے ہیں :۔ میرے امیدوار ملتے ہیں  
جب کبھی بھی ملے ہیں وہ ہم کو :۔ بس گدے پر سو رتے ہیں  
ہوں خرابات یا عبادت گھر :۔ آج دونوں چکا رتے ہیں

سلہ بریز بھرے ہوئے کو چکار کئے ہیں۔

گڑھ کے دیدیں بہشتی زیور بھی :۔ کیسے کیسے سُنا رہتے ہیں  
 کان تھک کر کہا تھا عالتب نے :۔ ایک ڈھونڈو ہزار رستے ہیں :۔  
 اس نئے دور میں تو بن ڈھونڈے :۔ ہر جگہ بے شمار رستے ہیں  
 رُز کا شجرہ جو کھول کر دیکھ :۔ دو بون جانب چار ملتے ہیں  
 دیس میں مسلم میں یون پل پر :۔ ہر طرح کے شکار ملتے ہیں  
 توڑ کر دل کہا یہ دل برسنے :۔ ایک کوڑی کے چار رستے ہیں  
 بیوی چودہ کی سا کھڑا شوہر :۔ دیوں خزاں اور بہار ملتے ہیں  
 کیسے منزل ملے کر رہبری :۔ شتر بے ہمار ملتے ہیں  
 ایسے ملتا ہے ترک حبشی سے :۔ جیسے لیل و نہار ملتے ہیں  
 کون کہتا ہے لب نہیں ملتے :۔ زکر کے دیکھو تو پیار ملتے ہیں  
 چھ لہ کا جو پیڑ تھا پہلے :۔ اب اُسی پر انار ملتے ہیں  
 آج کل عاموں کے ٹوٹے ہیں :۔ پندرہ آنے گنوار ملتے ہیں  
 سایاں پھر بھی ملتی ہیں سیدھی :۔ سالے ہی تابکار ملتے ہیں  
 عشق جب سرد پڑ گیا میرا :۔ تب وہ مثل بنار ملتے ہیں  
 پھول سی شکل والوں کو اکشر :۔ چھو کے دیکھا تو حنا ملتے ہیں  
 بھول ہو جائے گردِ رعب میں ذرا :۔ گائے مانگو بجار ملتے ہیں  
 کھیل کر دیکھ ل ہراکٹ بازی :۔ جیتنے پر بھی ہمار کہتے ہیں  
 یوں منقی ملا ہے ٹن ٹن سے  
 جیسے ڈھول اور ستار ملتے ہیں

## فنائی الہی

بی اے کی برکت سے عبدالباقی اے بی ہو گئے

یعنی بابا تھے مگر ہم وزنِ بے بی ہو گئے

فک سمجھیں گے وہ بچے ماں کے قدموں میں بہشت

جن کی ماں مٹی بنیں اور باپ ڈیڑی ہو گئے  
ہند کیا دنیا سے کٹوا دوں گا پر میٹ غسر کا

اپنے سب جوئے پرانے یا رنجے پی ہو گئے  
ن کے حُسن ظن پر حاوی ہے ہمارا عشق زن

ہم فنا فی اُتید می ہو کر خود ہی لیڈی ہو گئے  
نذر چشمِ راحت جاں ہے مددِ ان کے لئے

ہم جوانیِ ردّے پیٹھے کھائے غیبی ہو گئے  
ب جگر بھی رام ہو کر فت نہ گرے جاسمے

میری لنکا کیوں نہ جلتی گھر کے بھیدی ہو گئے  
مقرب مینار کے مانند ٹیڑھے ہی رہے

غیر اُن کی بزم میں سیدھی جیسی ہو گئے  
غلابِ ادنیٰ "نئی" تہذیب کا یہ دیکھئے

بیٹیاں بیٹے بنیں اور بیٹے بیٹی ہو گئے  
راکید بھی کر لیا ہو گیا اُن کے لئے

غیر کے بیگن بھی رس کائے جیسی ہو گئے  
بناں کی باغ پر جیسے ہوئی چشمِ کرم

تھے یزیدی سستند اور ڈٹ کے زیدی ہو گئے  
جوہن تھے کشمشوں کے اور منقش کے وہ اب

خاں زارِ ظلم اور نفرت کی کھیتی ہو گئے



# چشم آہو

مردہ دی ہرن نند دیاں مدینہ میں پڑھوں گا طرحی مناظرہ میں جیسے یو۔۔۔ یا میں رہا ہا کٹیر  
روں بھی کر رہا ہوں ڈاکٹر کٹے تشریر پر ڈیو سہرستہ نمود۔

یہ کب کیا میرے دل کے چمن کو بن کی طرح  
نظر ہے آپ کی خفیہ پولیس کے فن کی طرح  
رہوں میں اپنے وطن میں بھی بے وطن کی طرح  
وہ ہر وطن میں رہیں و لی دکن کی طرح  
جو ٹخہ رقیب کا ہے اونٹ کے دہن کی طرح  
پلا ہے جانوروں میں یہ رزن کی طرح  
نہ کیوں چلیں سجن ڈٹ کے پھر سجن کی طرح  
جب آج لڑکے ہی ملتے ہیں لڑکین کی طرح  
ہزار چلتا ہے جل کو کڑا یہ سورج پر  
کہاں ہے اس میں جن غیہ سر کی جلن کی طرح  
الہی فکر ہے گزیرے گا کیسا مرنا مرا !  
گزر رہا ہے یہ جیون ہی جب رن کی طرح  
جو چشم آہو صفت سے وہ دیکھ لیں اک بار  
تو لنگڑے چو کڑی بھسنے لگیں ہرن کی طرح  
اُروہ ہنس دیں تو ہنس گائی و در ہو سجدا  
بیاں بھی سستے بلیں موتی پھر عدن کی طرح  
کہیں کا ہو گا فری پورٹ ہم خود ہی ہیں فری  
فری بھی کیسے ہیں سیٹھوں کے پولس کی طرح  
بے لار رخ پہ دوپٹہ سفید کیا کہنا  
وہ میرے خون کے مانند یہ کفن کی طرح

یہ توند شیخ کی پھراس پہ یہ گھٹا ہوا سر  
 ہے قوم کے لئے بس قبر کی گھٹن کی طرح  
 وہ ذقے یاد الہی میں پیر جی نے کئے  
 سکڑ کے رہ گئے ٹن ٹن سی گل بدن کی طرح  
 چری ہیں آنکھیں کھرا پھٹ گیا سمٹ گئے مخور  
 یہ چسپی پڑھتے ہیں میلا دیکھی بھجن کی طرح  
 رقیب نیک پن نیک خو ہے نیک روشن  
 فقط یہ چال ہی چلتا ہے بد چلن کی طرح  
 ہرے مک میں کیا چیز ہے جو سستی نہیں  
 ہم اک کھو تو سمجھتے ہیں ایک ٹن کی طرح  
 جیوں میں جیسے اگر جی اور آف نہ کروں !  
 عدد ہوں کبریٰ محفل میں نور تن کی طرح  
 عورتی ہی کل ریس میں وہ گئی بڑ  
 میں بیوہ ہو گیا اک رات کی دولہن کی طرح  
 ب'ن کر بھوک لگے کب وہ مجھ پہ ٹوٹ پریں  
 میں رکھتا رہتا ہوں اس بزم میں ٹن کی طرح  
 سب مری ہی نظر ان پہ کچھ خواب سی تھی  
 رقیب تو انہیں سمجھا کئے بہن کی طرح  
 ٹن کا بھاؤ بھلا وہ غریب جانیں گے کیا  
 جو چٹنی کھاتے ہوں نیتاؤں کے مٹن کی طرح  
 فنی سنتے ہیں کھمبات کا بھکاری ہے  
 اگر کے چلتا ہے پھر بھی شہ میں کی طرح  
 منشی اور بھی چکے یہ بدو عباد تو نہ دو  
 جو اور پکا تو رہ جائے گا بن کی طرح

# مسجد

براک خیال کہ مسجد میں وگ جاتے ہیں      نیت ہو جیسی مرادیں بھی ویسی پاتے ہیں  
 مسافر آتے ہیں اور تھک کے بیٹھ جاتے ہیں      سی چٹائی پہ جھٹنی سے روٹی کھاتے ہیں  
 وہ اپنی گھڑیاں پورا گھڑا دندھااتے ہیں      نصیب سوئے میں جن کے وہ سو بھی جاتے ہیں  
 اذان سن کے خطا ہو کے بھاگیں ٹوٹتے

کہ جیسے کعبہ کے رُت بھاگے نہ ہو سدا سے

کچھ میں جو چندے کی کچھ اہمیت بتاتے ہیں      قیمتی نون کے ڈکھ فنی دھن میں کھاتے ہیں  
 وہ باب آڑھی پہ انگریزی یوں رکھتے ہیں      عرب میں جیسے کریو پ کوسم کرتے ہیں  
 عرب زبان پہ انگلیٹ سر پہ لاتے ہیں      جو پیسے لے کے بھی جہان سناہتے ہیں  
 خدا کے گھر سے غرض جو بھی کچھ کھاتے ہیں  
 شکیلہ، نوکی تو آلی میں لٹااتے ہیں

وہ سب کے آگے گھسا سب کے بعد جو آیا      جو آگے تھے انہیں سر کا بد بٹھکرا  
 جو تھے نماز میں بالکل زان سے لٹرایا      خدا کے گھر میں جی شیطان سامنے آ  
 وضو کے ہاتھ جو جھنکے تو سب کو چوکایا      سروں پہ حوتوں کا کرتا ہوا چلا آیا  
 وہ جوتے سامنے رکھے جو بس دلہا رستے  
 کیا جو بچہ وہ تو اس کے سی کے سر پر تھے

وٹو میں ذکر ہے اور دھبسی کا      وہیں پہ عطرے سرمہ بھی ہے بریلی کا  
 وہیں پہ بھاد نکلتا ہے گڑ کی ڈھیلی کا      وہیں پہ تہہ نکلتا ہے بٹی ڈھیلی کا  
 جو راجہ بھوج کی ہے تذکرہ حویلی کا      تو خوب تیل بھی بکنا ہے گنٹو تیلی کا  
 امام ہو جو رکوع میں تو ڈل کی چلتے ہیں  
 جہاں کھڑا ہوا قدموں کے دم بکھتے ہیں

جو تھی دھوک کی اُعبا وہ تو یوں تمام ہوئی      ہر ایک کے لئے اس کی نیف امام ہوئی

کسی کی دھندے کے چکر میں پھنس کے جام ہوئی کسی کی مینا سے جب کر دُعا سلام ہوئی  
کسی کی ٹیکس آفیسر سے ہمکلام ہوئی کسی نے سوچا شکر کتنے کی گرام ہوئی  
سلام سب نے کیا پر کسے جواب ملا

خدا ہی جانے کہ کتنا کسے حساب ملا

اسی داہرہ نائن کریں گے حق سے دُعا دکھا کے خواب میں نمبر کبھی نصیب ہوگا  
تو اپنے فضل سے گھوڑ میرا جتا دے خدا ہر اک ریس کی لڑکی کو بخش عشق مرا  
بوسہ انیم کے دھندے میں بکتیں ہوں سطا پولس کی نظروں میں آئے نہ کوئی فعل مرا  
کہے ہر ایک پری گر کے قدموں پر میسر

کمال میں جاؤں قدم چھوڑ کے سہم تیسر

چرخہ کے ناک یہ کچھ بگڑ بھگتوں نے بھی کہا نیاز عکس سے تو آلی فاتحہ سے بچا  
مزار جتنے بھی پکے بنے ہیں اُن کو مینا مگر جو بدعتی لوگوں نے اُن میں وقف کی  
مارے قبضے میں دیدے تو عرس بھی ہو رانا پھر اپنے اُتھ سے ہر رسم ہم کریں گے اد  
جو ہندو وقف پہ قبضہ بھی ہندو نام سے ہو

تو رام پوچھا بھی نیپے بی انتہا مست ہو

نئی بولے مو قفس یہاں فیم سازوں کو بحر مرے تہ اجابت ہو دھوکے بازوں کو  
رے ہی قبضے میں کراں کے سب جہازوں کو میں بس کے غر تو ہی پھر دیکھوں ان یازوں کو  
بھی بدن دوں نیازوں سے اُنکے نازوں کو ملا دوں سوز کے گیتوں سے اُنکے سازوں کو

یہ چیتے پھر میں سب جان پر بن آئی ہے

دوہائی قبض کشا دس ری دہائی ہے

## حجامت

برقی نے بڑے بیٹے کو خدات دیدی یعنی مسکو بھی حجامت کی اجازت دیدی  
شاہنشاہ نے دُنیا کے سز دینے کو ساری دُنیا کے کبینوں کو حکومت دیدی  
جس میں بھی جو کچھ دیا برحق ہی دیا عیسائی تختہ مجھے یوسی کو رعونت دیدی



سُن تک چوٹ پہ چوٹ اسلے کھاتا ہوں اُس نے بچپن ہی سے آنکھوں میں مروت دیدی  
 حق نے جس شخص کو سچوں کی حمایت دیدی اُسے بھارت کی عدالت میں وکالت دیدی  
 بے شبہ یار نے کوئیں کی دولت دیدی اپنے کمرے میں جو رہنے کی اجازت دیدی  
 ہم نے مانا، تجھے سید لانے بھارت دیدی یہ بھی سمجھے کہ بھارت کی وزارت دیدی  
 ہمیں بھی خواب میں کل اُس نے بھارت دیدی  
 جا منتقی تجھے سحر طوں کی سدا رت دیدی

## کوئے اپنے گالیاں

سُرخ دہ پر توپ اور بندوق کی ہیں نایاں کیوں نہ بھر دل کھول کر دوس کو سنے اور گالیاں  
 فاقوں سے جھٹاک اُٹھتی ہے پورے دیس کی اور لیڈرین رہے ہیں ٹھٹھا سے تواریاں  
 سُرخ ہے انسانیت کے خون سے ارض و مین پھر بھی بگیم رنگتی ہیں سُرخ پی پوڑ لایاں  
 چشم بدو آئے ہیں اسٹیج پر بانی کف و تیغھے باجہ رنج رہا ہے آگے آگے تالیاں  
 کیا خراب نام ہے میرے وزیر جنگ کا خنجر و گل مست شرمندہ جین کی ڈالیاں  
 بے سرا شاعر کوئی آنا ہے جب اسٹیج پر تال میں لاتے ہیں پھر اس کو جب کرتالیاں  
 واعظوں کا حال بزم یار میں مت پوچھے مُنہ پہ تالے پڑ کے جیسے کھوگی ہوں تالیاں  
 عورتوں کی جس بھارت میں حکومت ہوگی مزدوں کے قابو سے نکل جاتی ہیں گھڑ لیاں  
 گھر میں ازل تو پکانے کو کچھ آتا ہی نہیں اور جو آتا ہے تو ہنستی میں پکانے والیاں  
 چوہے کھانے کی اجازت دیدی ہے سرکار نے نخ سے بھی کرنے لگی تھیں ہم سے بھیل دالیاں  
 پوری سترہ لڑکیاں میں گود میں ٹن ٹن کے کیوں کیا اسی نال سے تکی میں یہ ساری نالیاں  
 تو منتقی پردہ کر لے سے اسی میں نیستی  
 آگئیں میدان میں جب ڈٹ کے پردہ دالیاں

## نمکین منقی

اُن کے قبضے میں ہمارا یوں دل غمگین ہے چرخ میں چڑیا کی جیسے پنجہ شاہین ہے

پھر بھی ہم اُن کے تو سایہ میں رہ سکتے ہیں  
 اک بھی خوشبوئے سخن اور اک مدہوئے دہن  
 موی منہ مویا فنا بھی مویا پیرِ مہن  
 اب کسی مٹی دہم دالے سے نہ پوچھو دھرم  
 کون سہہ سکتا ہے اک حملہ نگاہ ناز کا  
 اُنکے ستر پاؤں تک خطہ سہی خطہ دیکھے  
 اس عرف تو بزرگ حکم سزا اور اس عرف  
 میں نیابت کے نہیں قابل رہا احسان کر  
 بھونکے میں ہیرا ناصح جیسے بھنگی کی شراب  
 تیرا بھوکا مرنا تیرے پتوں کے کام آئے گا  
 غیر کو جب میں نے کو سا چڑھ گیا اس جو کھٹا  
 میری تو بہ کی بھی لبسم اللہ ہوئی کب دوستو  
 دیکھ کر اُس نے کہا منشی منقی پر نامک

گھر منقی کے کبھی تنہا نہ جا باشیخ جی  
 دیکھنے ہی میں فقط وہ گریہ مسکین ہے

## بھاگ جا

کام ہو آسان یا دشوار کر  
 پیار گر کرتا نہیں تکرار کر  
 کیوں چلاتا تیل ادھوری مار کر  
 عید پر تے ہی کہہ چل دیے  
 مرغی سے انکار گو میں نے کیا  
 کیوں نہ میں چپکے سے کرتا پار سے  
 عمر بھر میں یا رکایہ خط بلا  
 بھاگ جا ٹن ٹن کا بٹا مار کر  
 تھوڑے سے بات تو اک بار کر  
 آر کر تیغ جفا یا پار کر  
 سے محرم بھی تو ک تہوار کر  
 مرغی دالے پھر بھی کچھ اصرار کر  
 جب قلم پر خود لکھا تھا پار کر  
 جب تو مر جائے تو نور تار کر

دریں میں ہمہ گوشہ ہوا  
 اب ایک سر کی تیار کر  
 ہرے بدلے خیر کو دست دیا  
 بھول ابھی بات من ہرے کر  
 بیاہی ہی تھی میں کام کو  
 رو کو میں کب بار تو موبہ کر  
 ہزاروں مومن و عسکرت دار کر  
 خود کو خود ہی قسائل دربار کر  
 بین ام تو امی مدعوں کے آگے کھنک  
 کھنک پیدائش کے سرور کر  
 شمع میں سرور و تب تھوڑے تھے  
 سینے سر کو آہر و دہا کر  
 تب مرنے استیلاؤں دوزن بنا  
 یہ خدا پر راہین فی الدن کر  
 ادنیٰ آں سب ناست کچھ نہیں  
 نھاٹھ سے پیرن کا ہر دہا کر  
 مار غنم کو بہادر بن جو تو  
 کب موبہ رستم کو آیا کر  
 عشق بازی اور مانتی وہ بھی اب  
 بن ندکی بچہ پہ کر چسکا کر  
 اس سے پہلے تجھ پر وہ حمد کر  
 خود ہی نون پر منجی دار کر

اس میں شریں کیا ہے اس سے کیا فری

بیویاں گن کر منجی پسا کر

## آبانی جوہر

شجاعت کا رستہ تہاں پڑیکا  
 اب آبانی ہر دکن اپڑیکا  
 گیا جو وقت اسکو لانا پڑیکا  
 کہ جو رو پہ ڈنڈا اٹھا پڑیکا  
 جو وعدہ کیا نہ پڑیکا  
 کہ جو وعدہ کیا ہے نہ پڑیکا  
 سویرے سویرے ہی جہ میں جانا  
 کبھی بھی نہ اٹھے سراپا بندھنا  
 مگر کون سے یہ مست بھوں جانا  
 کچھ سا بوتھا چران پڑیکا  
 شرف کا بانی دکن پڑے گا  
 جو وعدہ کیا ہے نہ پڑیکا  
 نوئے گھر تازل جو شین مکرم  
 سرے فاسے کرنے لگے خیر مقدم  
 مگر بولے وہ سن بے کنجوس عظم  
 ترے گھر میں شبرات ہو یا محرم  
 ہمیں پھر بھی سوا خدا نہ پڑے گا  
 جو وعدہ کیا ہے نہ پڑیکا





جو ناجان کے گھون رن چپے چپے آئے ہیں  
مرے حسن و جوان کو مجھے آرام دینے دے  
محلے بھر کے لڑکے مجھ پر رتے ہیں دھڑلے ہیں  
کمار کے سنے اب کچھ سیری سننے میں بار بار  
یہ فعلی کاتے کافی بہ تو گیدڑیا دے تے ہیں  
جو اڑدیکھ لیں تو دور سے یہ دے کر تے ہیں  
یہ سر لڑکے کو مارنے تو کڑی کا دیکھ لاتی سے  
بس کہ میں آنے نہ کر کہ بچا تھا پوسٹ کا دے ہیں  
میں اس کے پہلوں اک غم سے سر کا گڑھتوں

انگ تم تم سے کس مخلوق میں زیادہ لنی تھی  
وہ منگی پھد کی انچلی اور بجا کرتا بیاں بولی  
میں ہر درگاہ پر پھیلنے کے دامن نوب ہی تھی  
مرے تیچھے پڑا ہے اک مرا کھوسٹ بھر بٹو  
وہ دیکھے خواب محلوں کے نہ جس نے بھویر دیکھا  
حقیقت یہ ہے نرم آتی ہے پھر بھی غزل کرتی ہوں

کہا اک شخص نے آکر میں تھانے دار تھا صاحب  
سلاخیں توڑ کر وہ بھاسکا میں پکڑا اباباد  
اسی کے واسطے پستول ہے یہ ہاتھ میں ہر دو  
مری تقدیر اچھی تھی جو مجھ کو پاگئے قبیلہ  
وہ پانی بیکے لیکے بوئے میں سوئے غسل مٹا نہ

پوئیس دالے کی باتوں سے اڑے یوں عقل کے طوطے

جو لوٹا لے کے بھاگے شیخ اب تک تو نہیں لوٹے

گھڑی بھر کو گنگ ہر بادوں تو شوبہا تے ہیں  
کوئی تصویر ایسا دوزخ تو پسینے میں دیر  
یہ کیوں مغموں موتے ہیں انھیں تمہے کا کرتے ہیں  
میں سوہ سالی کا بوڑھا یا اوی کی کنوڑی  
ہوں کے ہلتے ہی تو اونٹنہ سائے جینپ جاتے ہیں  
دور سے کس سجدہ کی بدبو پڑ کر بھی نہ کر تے ہیں  
پھر اپنی ذات یہ بدست نورانی دھندلے  
بچا دیا بھی اب جکڑا گیا ہوں س کی بربادی  
تو سودا یہ یہ بہتر ہے کہ ذک خیر پر مہنگوں

جسے اب تک نہ میں سمجھا وہ یہ تھا کہ آنی تھی  
جھٹھانی تے یہاں بھیجنا نہ جا بھر جائے کی جھولی  
مجھے پور بہینہ پور سے میں میں میں سونی  
جو پیدا ہوتے ہی مائی بدل مجھ پر ہوا لٹو  
کوئی پوچھے کہ ملک آئینے میں تھوڑا دیکھا  
منقہ مجھ پر مٹا ہے میں راجندر پہ مرتی ہوں

حراست میں مری ایک ڈکونا منجا تھا صاحب  
غرض جو وہ برس کی کاٹا زندہ ست میں آیا  
جو جس کو مار کر بھانسی بھی چڑھا جس میں نہیں کچھ غم  
نہ جانے کیوں یہ سن کر ایک دم گھر گئے قبیلہ  
غسل خانہ بخت وہ یا بروکا پھر کوئی نکلنا

# آم کا شجرہ

آب سے آئی نے آب پوچھ آم چھا کون سا ہوتا ہے

جھٹ بولے جو میٹھا ہوتا ہے اور زیادہ سے زیادہ ہوتا ہے  
نہ منشی منشی نے سن کر ہنسی کیا کہن سبحان اللہ

اس سادوں اور برجستگی سے منزل کا اشارہ ہوتا ہے  
لیکن کم فہم جو بے میں یہ معنی بھی لے سکتے ہیں وہ

حضرت کے بیاں سے آم کی پوری قوم پہ حملہ کرتا ہے  
سرکار نے دو شرطیں فرمائیں میٹھے اور زیادہ کن نقط

کم زیادہ تو قسمت ہے مگر کیا آم بھی کھٹا ہوتا ہے  
سایت سی سے بے انساں درندہ وہ ہے تو من انسان

جو میٹھا نہیں وہ آم نہیں آموں کا جتنا زہ ہوتا ہے  
بھرا آم کے جو دیوانے ہیں کیوں آموں کی ڈانیں چھانٹیں گے

کہیں فلمی رسہری بالیس فخری سنگڑا پتا ہوتا ہے  
چھی بودا چند کا رزمہ کی کاملقویہ مجھے مرغوب نہیں

بھینسے کا گوشت ہے طوطہ پری چمڑیکا چھدکا ہوتا ہے  
اور کاٹھے کا قونام ہی ہونا چاہیے میموں یا ا میل

شادی کی مسٹھاں کھٹائی میں پڑ جائے یا ہوتا ہے  
بعض آم تو بچہ سو باون میموں کے بالوں کو بھی شرمائے

رس غائب گھٹی چھپر کھٹ کی رسی کا پلسترا ہوتا ہے  
اور بعض کا ساندیکھے تو تڑبوز بھی پانی پانی ہوتا ہے

رسی چوس عیس منڈی ٹن ٹن باقی تو یہ ٹھنڈا ہوتا ہے  
طوطہ پری نسیم کے تصور ہی سے متدجبات ہے دل

ان میں ایک ڈراؤنا کیرا پھر وہ ہمارا زہدا ہوتا ہے

در اصل جہاں کے آدموں کے بیٹھپن میں ہے فسق یہی

ایک چلبے شہد کا تو ایک مصری کا بھی ہوتا ہے

کنیری سیب کا راد ہے، کوئی پردہ اسے خرے کا

کوئی انجیر دن اور شہتو توں کا مورت اعلیٰ ہوتا ہے

گلخنہ تو شرمایا جائے گا، گلفام بھی کترا جائیگا

مطلب یہ ہے سیرت اور صورت میں جام سی ہوتا ہے

ہو تر بہشت کہ چوسا ہو یا مسادہ ہو یا باد می

میں سامنے بس پھرین کھائے جینا بھی نوار ہوتا ہے

کیا ہم پھلوں کا بادشاہ ہے اماں سے پوچھا تو یہ کہا

بادشاہ تو انگور ہے پاگل آسم شہنشاہ ہوتا ہے

ہر پھل ہر میوہ اس کے آگے کیوں نہ جھکے استاد ہے یہ

اور اپنا منقہ ان سب شاگردوں میں خلیفا ہوتا ہے

بعض میں ایسی شیرینی کہ اکبر کے شعر کا دھوکا ہو

بد ذوق کے منہ لگنے پر بھی گلزار یسے ہوتا ہے

اور اک میں چاشنی پوشیدہ داندلب جاہاں کی سی

زم زم کی تلاوت سی پیدا کوثر کا سا چشم ہوتا ہے

کوئی جیسے دودھ سنو یاں موسن کی ہوں بوقت سحر

بعض میں ذائقہ افطاری کی کجوردن جیب ہوتا ہے

اک شربت دھل کی خوشخبری کی لذت رکھتا ہے ظالم

ایک تو جیسے آبا کا پیار اور اماں کا غصا ہوتا ہے

میں رقص گناں اور نغمہ سرا طوطے، بلیبل کوئل

کیا اور کسی دربار میں ان معشوقوں کا مجسرا ہوتا ہے

دنیا کے گویے آسم کے باغ میں گاتے ہیں یوں جاچ کر

آواز میں زس بھرت لاتے ہیں یہ باغ سیلا ہوتا ہے

کوئی نیم سرخا لانا کوئی اترنی اور زبان

رنگ ریز کا یہ رنگینی ہے ہر رنگ میں پیدا ہوتا ہے

میٹھے کی تو کشت اک بڑھ چڑھ کر قسموں کا ذکر ہی کیا

جو سب سے گیا گدرا بھی ہو وہ بھی تو منقوا ہوتا ہے

میں کے مدینے کی تو کچھوڑیں ہر سر میٹھے سے بالا تر

ورنہ یہ تو ظالم دنیا کے ہر میٹھے کا ابا ہوتا ہے

آدم کو آم سے کُفت ہے دو فوں میں الف اور مددالا

پھر مریم محمد کا صدقہ دنیا کو ہٹا ہوتا ہے

سانی نے کمانا باز کا نانیاز کا ہوتا ہے لیکن

جب نیاز کے سم آتے ہیں تو ایمان ہی تازہ ہوتا ہے

جو کھانے نہ رہی دوسرا اسکو کہتے ہیں ہم پخت نہ ہو

جو آم نہیں کھاتا ہے وہ کو رانج گنگ ہوتا ہے

تم تو ہیں ہر شر سے پوری مانتی کا کاکب ہیں

ایک ہی پل ہے جو ہنکا ہونے پر بھی سستا ہوتا ہے

نچ سے حق سے نچے ہیں نلے بالڈن بھائی سے مندر سے

ایمان کے سے دیدیں ایسے ملک ہر رنگ میں پایا ہوتا ہے

گو موسیٰ بھائی خلوص دل سے آپ مجھے بھجواتے ہیں

کچھ یہ بھی بات ہے ننانا کے کسے کا یہی خطرہ ہوتا ہے

حادثے یہ بھی گزرے مجھ پر آم حق سندھ میں ڈنڈا سرور

لعل ہے آم کی چوری پر چٹا بھی تو مہٹا ہوتا ہے

یہ نظم کئی شب داندے خواب میں فرمایا بیٹا

انرا یہ جو کہ تم نے اس سے تیر بہت اونچا ہوتا ہے

لیکن یہ بات آکر میں نے سوچا کہ وہ نادر دیکھو

دنیا کے آم سے میٹھا تو نہ تھی کا کر لیا ہوتا ہے



## محمد علی کلمے

محمد کا علی کا نام لے کر جب کلمے آیا وہ شیراز وہ شیراز یہ مجمع پورا جہاں  
 زمین کا پانی ٹنک سہا گری بجلی سی دشمن یہ نہی را اس کا تن سن پر نہ لودوں کی دھڑکی  
 قدم تھا اس کا مردانہ نظر اس کی امیرانہ مگر ہر سہرا دے سے حتی جہاں شہنشاہ  
 سنا ہے اس کا چہرہ میں نے خود پر ہر گار وین یہ اور ہے بلال حبشی کے ہے رشتے درویش  
 ہی کھنچ خاک اس میں موتی بہ قسمت کی رشتہ ہوتی رحمت وہ تھی دھن گئی رم بک پانے  
 کلمے کو کلوں کا قابو تھا لوں جیری کے کلمے پر بھر کر کٹا دے کی ہے جیسے انکیوں کا تہ پہلے پر  
 کچھ ایسا کر رہی تھیں کام دس نہر کی ضربیں بہشت نفس مارہ یہ ذکر تہر کی ضربیں  
 جسے لڑنے پہلے بکھت تھے سب یہ بھی جیرن ہے اسے غار وئے بہت کر دہا بہ کچی کی ہے  
 دیا دو ایک راؤ گڈ میں تو موقعہ چھوڑ کر نیکا بر اس نے یہ رت یہ نہی جہتی کلمے کا  
 کہا یہاں سے یہ غنہ تیرے بس کا نہیں پیکار اڈھرا اپنے اس کے آدہ میں بولہ کہ ہم آئے  
 جو بولا جیک کس کس رخ سے زخمی گریا کر یوحین کو ٹیری بولہ پسیر اسکیوز می قادر  
 کبھی ہوتا نہ ہرگز میں تو اس کے پیر سر زخمی مجھے اس نے کیا ہے غرہ تبیر سے زخمی

## کوئی پٹھا

لکھ دے نام پر جو خود کے بڑے ہو نہیں سکتا  
 کسی تو کا ایسا کوئی پٹھا ہو نہیں سکتا  
 عدد و کسب کا بٹھا بھی کھانے پر کیوں آئے  
 جہاں اٹھ ہو واں تو کا پٹھا ہو نہیں سکتا  
 کیا سیڈرنے زیب تن تو پھر تن زیب کیلتے ہے  
 بس اس کو قدر سے بڑھ کر کوئی کپڑا ہو نہیں سکتا

اس کا نام محمد علی ہے جس کا نام محمد علی ہے



مری باتیں صد کہیں رہیں گے کہ نہ  
 مستی نہ ہو سکتا ہے کھڑا ہو نہیں سکتا  
 منہ کو جو دیکھا ہے منہ میں پانی آجکیوں  
 قیامت تک منہ جب تک کھٹ ہو نہیں سکتا

## آین

زرا رستے تھوڑے تھے ہائی گئے ہیں

دھرم میں رہنے کی کتنی باتیں ہیں

جو پیارے تھے کچھ دیر پہلے وہاں ہیں

وہیں با سونے والی مٹی میں رکھ رہے ہیں

ہے رتی سی مٹی جو بچے کو لے کر جاتی

جس میں دھرم کی جگہ، یہ وقت دروہن کی

مگر قہر کا مہر ہی رزق جو رزق بانی ہے

سفر کیا ہوئی ہو چکا دور سے ہیں دیکھ

میرا یہاں ہے جو رہا یہاں سے دیکھا

دھرم دور سے ہل گیا نہیں دیکھ

میں - اندر رہا میں سے لے رہا میں دیکھ

مجھے بس اک سفر کا اور میرا نہ عطا کر دے

میرے فکار ہوئی گرفت کر کے بھاگ دے

ہے سب سے اولیٰ رہے ہیں

نگہوں کا غور سے منہ دھو رہے ہیں

ہے اوروں کے ہر پہلو پر رہے ہیں

سدا میں آ رہی ہیں کمر ہوا سے

نہر محفوظ رکھے ہر ہوا سے

## آنکھوں

عدو کا منہ تو تم تک ہو رہا ہے  
 مہرہ ساتھ غیروں ہی کے تو ہے  
 بہن بھائی بھتیجہ اور بھو ہے  
 کبھی ہو گا خدا پر اب ڈراے نہ  
 لگائے غیروں کے پیچھے ایسے !  
 عمل میں آنح کل ہر بے عمل کے  
 سبق نصیحت کا دیتا ہے واعظ  
 جو س کی بھر پوچھے صاف کہہ دو  
 جرم ہو پاس روزخ بھی رحمت  
 ترا دیدار اور بزم عدو میں  
 میں وقف ہوں مگر مجھ سے نہ پوچھو  
 میں جب محشر میں پہنچا پٹ پٹا کر  
 نیت پر منحصر ہے شاعری تو  
 کوئی لے لیگا س کو تم ہی سے لو  
 ابھی جاتے ہیں پھر آئیں گے چھوڑو  
 اگلے او بے سچھے ہتھ کو ترا تو  
 دعا س قوم کی پوری ہو کیسے  
 وہ پیروں سے رگڑتے پھرتے میں یوں  
 رقیب اور یار میں یہ فرق ہے بس  
 بہت اچھے ہم سے وہ پرندہ  
 گنہ گاروں کا لیڈر سے مشقی

نہ جانے کیوں یہ چرچہ کو بہ دہے  
 منشی کو تو سمجھے آنکھ تو ہے  
 سمجھی جیب میں گرفتہ ہے  
 تو ہی تو تو ہی تو ہے تو ہی تو ہے  
 کہ جیسے نہ کے گھر کا ستارہ ہے  
 وہی ایک آئیہ لا تقنطو ہے  
 مگر خود راہ و نری کا گرو ہے  
 جو نئے چہرہ ہوتا جاہلو ہے  
 مگر نہ خلد بھی مسیدان ہو ہے  
 سی کی دھوپ ہے گرمی ہے وہ ہے  
 کہ یہ ہے نہ تنایا و عمو اسے  
 تو سب تجھے یہ کہ سُر خروش ہے  
 جو اچھی ہے تو شیش ورنہ تھو ہے  
 مراد چار دن سے فاسق ہے  
 مری جا یہ بھی کوئی گفت گو ہے  
 یہ اُن کی خدائی گفت گو ہے  
 نمازی تو ہے لیکن بے وضو ہے  
 کہ میرا دل میں باٹا کا شو ہے  
 کوئی گفت گو ہے کو غنہ جو ہے  
 زباں پر جس کی بس حق مر ہے  
 فقط تو اون لی تو صرف تو ہے



منقہ جو ڈیر اور ڈارنگ تھا  
خدا کی شان اب وہ ڈیم لوی ہے

## نہلے پر دہلا

مجاہد کا میں گردہ رہ چکا ہوں : کہ ہر نہلے پر دہلا رہ چکا ہوں :  
تھا سچے نام کے سائے میں جب تک اُسی دوران سستی رہ چکا ہوں  
نہ کیوں ہوا اُنسیت بیچوں سے جھک کر کہ کچھ دن میں بھی بکتہ رہ چکا ہوں  
میں تھا نادان پہلے اب ہوں دانا برا ہوں پر میں اچھا رہ چکا ہوں  
برہمنہ دہر میں آیا برہمنہ میں سو پردوں کا پردہ رہ چکا ہوں  
جہاں پر کھل گئی سیری حقیقت سقہ دو جہاں کا رہ چکا ہوں  
کیا پامال ہے دردی سے جس نے امیر اُس کا رواں کارہ چکا ہوں  
چلا ہوں اُٹا سیدھا اور ٹیرھا میں اُس ظالم کا خوف رہ چکا ہوں  
مجھے شیخ و برہمن نے بھجایا میں اُس کے گھر کا طلبہ رہ چکا ہوں  
مرے منہ کیوں گے گھر کی ہانڈی میں اک مسجد کا تارہ رہ چکا ہوں  
بنایا فوج کا جنرل مجھے یوں گوئیوں کا میں قبلہ رہ چکا ہوں  
اُٹھو اسے عشق اور مجھ کو پی و میں ان کے منہ کا حقہ رہ چکا ہوں  
بدلیا ہے مجھے ہر دیکھی میں ایسے گھر کا چچہ رہ چکا ہوں  
سکے بن مرے سکھ ہو گیا جو میں اُس اُلو کا حقہ رہ چکا ہوں  
جوا نکھیں پھر نہیں مگر گریا میں اُن آنکھوں کا سرمہ ہو گیا ہوں  
کبھی تھا دل پر دل پھینک رہا تھا کہ فوارہ ہوں نہ یارہ چکا ہوں

بدل دی جنس آزادی نے میری  
ہوں اب کشش منقہ رہ چکا ہوں

## پیش خیمہ

داد دین ضبط غم پر موجود پیدا کا۔ یہ یقیناً پیش قیمہ ہے کسی اُفتاد کا  
 گر پر نی اور نی کا دیکھت ہو دم بھی۔ یہ گیت سن کر دیکھ لو گیت کا اور شاد کا  
 ایک ہی نمٹش میر نو درد و سراد و میں نا۔ ترجمہ تو یک جہت و شاد اور شاد کا  
 شیخ کی مجلس کسی کو اس آئے کس طرح۔ یہ منہ پہ قرآن ہے مگر طرزِ بیاب شاد کا  
 چشتی ہو کر ہر ہشتی فعل سے انکار ہے۔ اب بتاؤ کیا کریں میں ناخلف اور کا  
 لیدر عشاق ہوں۔ ایک تو نغزہ لگا۔ یہ چاہے زندہ باد کا ہو چاہے مردہ باد کا  
 دشمن اور ہم دونوں آبادی میں رہیں مگر رہیں۔ یہ آبادی ہوں اور وہ شاد باد کا  
 پانچویں چین کے ڈبے میں نہ رکھو بیڑیاں۔ یہ شعر بھی دیت ہی ہوں گے ہو گل بہزاد کا  
 جیل میں باتے دیا تیرا ہاتھ۔ یہ گاہ کہ ہے چرٹی ماروں کے ڈبے میں مکاں تیار  
 رام گڑھ کا ہو کے بھی ہوں۔ یہ میں نہ مراد دو جہاں ورموں مراد آباد۔ کا  
 قومی سوراگر کے واں کتابڑ اس۔ یہ ہے بڑ بڑک و پختہ ارتداد و کفر و سحر کا  
 جو مراقب لیدر دین۔ یہ نام تک بیتا نہیں اجمیر و رنل۔ اور کا  
 پڑھ کے ہم نکلش قیاد۔ یہ کیا کریں گے پڑھ کے حضرت قندہ بغداد کا  
 بات و جب تھی کہ شیر۔ یہ لیتا ہے۔ یہ نہ لانا لودہ سے مجھ کام تھا فساد کا  
 آئے وہ اور عید مل کر۔ یہ نہ تعزیت کا ہے یہ موقع یا مہب ارکباد کا  
 ہندی میں مطلب لیدر۔ یہ ہر لیسیر ز اور ہا بکو چیسیر ابل کلام آزاد کا  
 اک منتقی کا وہ مرہم ہے نساں رہتا نہیں۔ یہ بچس کا خارش کا گرمی کہانی کا اور داد کا  
 جرم جب گئے لگیں تیرے منشی قشیر میں  
 پہلے بڑ مل پو پھنا انصاف بے تعداد کا

# شعروں کی کشتی

ایک تار سے منشی نے کہا۔ کمال کے  
 ہونا میرا شعر کیا پھر تیرے شعروں سے تھے  
 دربتا شاعری آپس میں نہیں لڑتے ہیں کی  
 اور سن اکبروں یا اصغر موب یا جوش درخبر  
 سرچک کر دگئے اس آواز نش و ناز  
 بوم بھی میرٹھ میں بوم مالوم ہی کرتے رہتے  
 بیکرا اس بار پر سیلاب در بہرہ ادا تھے  
 پول مت کھلاؤ مجھ سے تیروں یا مصحفی  
 مرزا سودا میرزا درد اور کبریا در نصیر  
 میرزا قیاس اقبال بنانی قانی سائل اور حلیل  
 اختیارات اپنے اپنے ختم کر کے رہ گئے  
 بولتے تھے ان کا مال ایک بھی نکلا کوئی  
 یہ نوپیر سے اپنی اپنی طاقت پر داز ہے  
 پھر مراک شعر بھی بیس ہو تو منہ پر کہو  
 شکر یہ اسکا ادا کر جو نہ کوئی کر سکا  
 شوق کا دنیا میں سب کچھ نہ پکڑے سلسلہ  
 مرغی بکرتے اک بڑا ہے تو ایک تیر تیر  
 بعض تو لٹا بڑا نے کا بھی یاں شوقین ہے  
 پاتا ہے اُسکو پیرا نگے عزم کے سے  
 سن چلے ہاں کچھ ایکشن بھی بڑا تے رہے ہیں

شعرتیر لڑ گیا ہے شعر سے قبل کے  
 یعنی ک شاہین اور ولاد مجھ سے اسے  
 شعر چھوڑنے سے تجھ کو تعجب کیوں ہوا  
 اپنی کوشش میں مجھ چھوڑی کسی نے کچھ کمر  
 قافیہ تھا تنگ ل کا اور رب قہر و دین  
 مرگے ماوریں عشق ہی حسرت سے  
 اور اسی ناکامی پر قوت دہی ناشد تھے  
 ذوق غالب در غاموں شیعہ مریلیوں  
 ہوں دیا شکر ایسے انسا ہوں آتش یا دیہ  
 بعد بر ان کے بھی کیا باقی ہے اک ن بلی  
 پھر بھی یہ حسرت نہ نکلی اپنے منہ سے کہہ گئے  
 شعر ٹکراتا کسی کے شعر سے محبت یہ کی  
 دین بر پنے ند کی مجھ کو در ناز ہے  
 کہ اک استاد کے جو شعر سے بڑا نہ ہو  
 کام کھلم کھلا وہ منشی منشی سے کیے  
 اک بڑا ہے پتنگ اس کا یہی ہے مشلہ  
 کچھ بڑا ہے میں مقدمہ خاص کر منشی زبیر  
 جس کا ملاہر گب وہ سال بھر غلین ہے  
 پھر بھی ہر جائے تو وہ عید الفضحی تک ہی ہے  
 میں نے تو دیکھا نہیں پر لوگ آکر کہتے ہیں

الغرض ڈٹ کر بڑا ہے جو جسکا ذوق ہے  
 کیوں نہ شعر اپنے لڑاؤں میں یہ میرا ذوق ہے

## مرغے کا پھورا

ہر گم گم رہنا نسخہ ریاض دال مسورا ہوتا ہے  
 لیکن ترہم چلانا مرغے کا پھورا ہوتا ہے  
 پور تو ہمیشہ ہوتا ہے مت کہتے پور ہوتا نہیں  
 کچھ زبیر بزرگ کے فرق ہے ٹیکٹیا کا پورا ہوتا ہے  
 جب جتنا کہ ہر خشت کا پور ہوتا تھا راج کے قلعہ میں  
 ب جنت کی خیرات اور رقتے میں راج کا پورا ہوتا ہے  
 سمجھا دیانندوں نے ورنہ مدت سے تھا میں اس پکار میں  
 کیوں شیخ پہ آنکھیں تکی کا ہر و راہ پورا ہوتا ہے  
 وہ بڑے شیخ ہے گنجہ لنگڑا لولہ کا ناہ سہرہ ہر گھ  
 خود وہ مواحد اک بڑا دو ہے ورتو پورا ہوتا ہے  
 ہر کارہ بزم باناں میں نہیں پتہ بھی اس کے رجا  
 مرغے کے گندہ میں جسے رشہ کا دستہ پورا ہوتا ہے  
 نہیں قیامت خور و غلام اس پاگل ڈوب کی جنت میں  
 جس کو بکلی رتھتہ ہوں وہی راہ پورا ہوتا ہے  
 دیواں مرہیوں کے ہاتھ میں لے لے ہوتا ہے جیسے !  
 بندے میںجاں ہا بندری کما کتوں میں تباہ ہوتا ہے  
 بندہ روٹی پور کی بستی کو یاں ایک بندہ پختی ہے  
 بندہ دل کے ہاتھ میں تو صرف یک جمہور ہوتا ہے  
 سوقت سو دست اور دشمن کو لٹہ بچنے جب انسان  
 لڑا ب غفور احمد جب صبر و غفور ہوتا ہے  
 کس فن میں ہیں کمال آخر نشی منشی سالی نے پوچھا  
 بیوی نے کہا ادنیٰ ان کا تو ہر کام ادا پورا ہوتا ہے

## قطعات و رباعیات

کہیں غزلت کا مٹا ہے کبھی زنت کا مٹا ہے مگر مضبوط اور بڑھیا بڑی برکت کا مٹا ہے  
تو کیوں غزلت کو چھوڑے چاروں سے کہ مٹا ہے جمعہ کے دن تو ہر مسجد میں ہر قیمت کا مٹا ہے

اگر مسجد میں تیرے آگے بٹائے کیرا بھیتا وہ کیا پاپس میں گئے اب تری اہو و زارن  
مے بھی گئے تھا کل ترنگ جان کر کوئی جھمی میں دور سے کیے بن یا ہر شیار سے

نہ وہ فحش پر مائل نہ میں ان کا گھٹا بس اک فتنہ پرور ہے دونوں کے بیچ  
میں جا دو رقم ہوا وہ چلتی رہتے ہیں رقم ہی کا چسکا ہے دونوں کے بیچ

دوستو ہنسی منقہ کا ہے چاروں طرف اک گدا ہٹل کے آگے بولنا با کچھ کھدا  
دوسرا بولے تو ان کو نہیں پہچانتا یہ تو خود بنا طرہا پیچ رہے انھیں چاہیے

ہو اسکی تقریب کے بعد درجی تقریب اگر پھر تو محفل میں سہرت کی فراز بھی دیکھ  
چاہتا ہے دل منقہ کا کہ رہا تو رشہ آمدنی شان شادی دیکھ لی شان مسد بھی دیکھ

تقدیر تو ہے تقدیر مگر تم میری لازم ہے چار تخت ہی کا درون کھاتے ہیں ملا ہو کر مشہور تھے ہو  
حرکت ہی میں برکت ہوتی ہے منت ہی میں برکت اک روٹی پر فاقہ پڑتا ہے اک روٹی پر غزلیں بڑھتا

اک مرغی فراش سے اک صاحب گتے ہی جو یہ غریبوں میاں تہ مرغی کے پکڑ کر لایا ہے پیسے کی لگے  
وہ ایک تھا کھنڈا پھر ہاتھی نہ تھی کاسر اور سب چوڑی بیٹا بھول گئے جو اسے کہا نصرت رہا  
سراک کے داد امر غنی کے جو بیتھے تھے نہ بیتھے سراک کے اب امر غنی کے جو بیتھے تھے نہ بیتھے  
سراک بھی میٹک غنی کے جو چاہیں داد دے سکتے ہیں اپنے بیکال کچھ کو ایسے ڈالے سکتے ہیں



وچے کو گرتے خنڈتے ہمتیے کو کب کب بھی پسے  
پسے ہمتیے مرے سوار کے ساتھ تھا لیکن

کچھ دیر نہ رہتے تیرے رحمت کا بھی تھا ہے  
تو سنا کہ سر پران سوار ہے اللہ

جو کچھ بھی نہیں رہے ہمتیے کی ہمتیے تو سوار کے  
یہی رہے جو کچھ خنڈتے گرتے گئے ان کا مان بھی رکھ لیا سب  
بیز کچھ بھی بڑھتا چلا گیا میں اسے

مگر چند سال بھی یہ نہ ہوگی کو کبھی کو کبھی ہمتیے  
نہی پڑی نہ وہ کو کچھ بھی نہیں لے کر ہی بڑھا رہا ہے  
ہمتیے بزم تصور بھی رات ایسی تھی

نہیں یہ ہمتیے کم کم کب کب  
سب کچھ تیرے ہمتیے کی کس ہمتیے رہے  
اپنے کے ہمتیے پر مینار و رہس کی کس ہمتیے رہے

مری ناز قند ہوتے ہوتے ہمتیے  
یہ ہمتیے بھی کچھ کے کس ہمتیے رہے  
وہ ہمتیے ہمتیے ہمتیے ہمتیے

اس دنیا کا دستور تھا اس دنیا کا طو رہے یہ  
جب ہمتیے ہمتیے گرتے گرتے ہمتیے ہمتیے

کی کچھ جو ہمتیے وہ کس کے ہمتیے  
س دیر میں خود ہمتیے ہمتیے گرتے گرتے

ہر نیا نیا ہمتیے کی ہمتیے  
ہر نیا نیا ہمتیے کی ہمتیے  
ہر نیا ہمتیے کو ہمتیے ہمتیے  
ہر نیا ہمتیے کی ہمتیے ہمتیے  
ہر نیا ہمتیے کی ہمتیے ہمتیے  
ہر نیا ہمتیے کی ہمتیے ہمتیے

ہر نیا ہمتیے کی ہمتیے  
ہر نیا ہمتیے کی ہمتیے  
ہر نیا ہمتیے کی ہمتیے  
ہر نیا ہمتیے کی ہمتیے  
ہر نیا ہمتیے کی ہمتیے  
ہر نیا ہمتیے کی ہمتیے

کبھی ہمتیے کبھی ہمتیے  
کبھی ہمتیے کبھی ہمتیے  
کبھی ہمتیے کبھی ہمتیے  
کبھی ہمتیے کبھی ہمتیے  
کبھی ہمتیے کبھی ہمتیے  
کبھی ہمتیے کبھی ہمتیے

کبھی ہمتیے کبھی ہمتیے  
کبھی ہمتیے کبھی ہمتیے  
کبھی ہمتیے کبھی ہمتیے  
کبھی ہمتیے کبھی ہمتیے  
کبھی ہمتیے کبھی ہمتیے  
کبھی ہمتیے کبھی ہمتیے

اور تو اور جہنم تک بھی وہ مرقعہ پا کر      جو بازار کی مسجد میں پڑے گا جا کر

جب میں بیماری سے اٹھا گھر کر مانے کہ      میرا بچہ اک روپے میں جو وہ آنے رہ گیا  
ہو دیار میں تو رہی بیماری سارا کھو گئی      اماں ان کی تو روپے میں پادشہ کم ہو گئی

پورتوں کو دیکھنے میں حرج کیا ہے پر میاں      ہر واسی دیکھتا رہتا ہے اک مانی بھی دیکھ  
ہر گھڑی اپنی ہی مانی نظر نہ تھجے      ایک پل توئے عنقی حق کی مانی بھی دیکھ

بگھتی رہتی ہے بلک حقیقت کیا ہے حالانکہ      شرف سے کوئی بگھتا ہے رو کوئی گود سے  
حکومت کے ترسب غار والے ڈرتے ہیں لیکن      کوئی اصلی حکومت سے کوئی نفتی حکومت

ہندو مسلم سکھ یہودی پارسی      مارے ہی اپنے ہیں بسکو چڑوں  
دل کسی کا توڑ دوں کیج نہیں      چینی گڑیا تو نہیں جو توڑ دوں

کہاں کا مان ہے اور کس گودام میں ہے بھلا      منقی بات نہیں پڑنے پٹے میں  
غازی، حاجی، خیر، شریف، خوش اخلاق      خدا کے بندے میں سب، حدیث میں

اک میرا کونے کی کان میں نہ گئے یا      ہے سچا موتی کسی جشی کے حصے میں  
منقی نے کبھی یوسف پیل پر یہ بات      ہے کت گورا اگر کوئی حصے میں

وہ ان کی زلف کو سمھائے گا عزیز بھلا  
جو اپنے گھر میں الجھ کر کبھی سمجھ نہ سکا  
خدا کو سنئے گا منشی منقی اور سنو  
جو اب تک اسکے کسی بندے کو سمجھ نہ سکا

نہ کم کہ مارتوں میں حجاب سہری کو کہتے ہیں پونے آٹھ اور چھٹا بھی کہتے ہیں  
یہاں آفاق سے مشرق تا آفاق کا اور

منقے نے کہا بچپن میں ماں اک بات سمجھا دو  
سے اس فکر میں اوسان گم جان و جگر شوق میں  
جسے دیکھو کہتے ہیں وہی حق ہے وہی حق ہے  
اگر بس اک ہی حق ہے تو کیا ہم سب ہی نا حق ہیں  
کہ حق نقطہ وہ ہیں جو پیش حق نہیں جھکے

جو ہو کی بڑھینے اک تو خدا سے یہ کہیں  
کچھ اسکے نام پر ہے جھک کر اور سے گا خدا  
بگڑ کے بولا تجھے کچھ ہی شرم آئی ہے؟  
جو غیر مرد سے تو پیسے سینے آئی ہے  
وہ بولی میں لے تو اک مرد ہی ب سمجھا تھا  
اگر تو مرد نہیں ہے سات کر بیٹا

جو سنگھ کانگریس نہ جنت کو درٹ دو  
اگر کچھ چین اور نہ رشتہ کیا کو درٹ دو  
سچے شرم نیک گر حق پرست ہو  
ان سب سے نوٹ ملے کے خلق کو درٹ دو

حیدر بادلوں کے بارے میں  
کچھ نہ پوچھو کہ کیسے کیسے ہیں  
یا بھئی کو سے ہیں چھٹ چھٹ کر  
یا بھئی کہ سب ہی ایسے ہیں

سے دقوت و بد تمیز آوارہ ہم سب چور ہیں  
قلم تلے جو بھی کچھ لکھتے تو ہیں صاف صاف  
ان سے ہی جنت کے ٹھیکے دار و کچھ سیکھ سبق  
یعنی جو تم ہو وہی لکھو آگستہ نئی صاف  
ورنہ وہ درویش یہ القاب آپ کے اخبار میں  
کر چکے ہیں آپ کی غفلت کا کافی بکثافت  
ہم تو کیا ہیں آپ کے رتبے کا تو شیطان نے  
یہ بھی کر لا حولی دل سے یہ کیا ہے اعتراف  
میری مہرت کے تو یہ چھ بڑے میسر ہوئے  
اب میں بخش لے کے مسجد میں کر دلا کا اعتکاف

غم فرقت تو لے نازک ہنر تصاویر قسمت میں  
خوشی تو اس کی ہے غم ہی وہ تو تیری فرقت میں  
مجھے وہ کہہ غم ملتا تو میرا حشر کیا ہوتا  
اٹھنا پڑا اگر یہ غم کہیں ٹن ٹن کی الفت میں

مرد وہی نہ تھا کہ جب میسے میں تھا تھا  
 مگر دھلے اک لمحے میں غائب ہو گئے پھر تو  
 اداسی درد کا دنیا میں کر سکتا نہیں کوئی  
 ادا خود کر رہا ہوں اپنی دل کے درد کا حق یوں  
 خدا نہ بدست میرے پیچھے پیچھے آتا تھا  
 میں جس میں گھر۔ جسے میں گھر تھا۔ ق  
 یہ جس کا قتل ہے ایسا لگتا ہے وہ ہے دیوار  
 پر دیتا ہوں میں درد ان کو دو گئے کا روزانہ

اک دن تو سیکرہ با نوحہ میری ہونک کھجے کو  
 ہے اچھے کے تو درجی نہ تھے میں میں پسٹا سنڈ  
 کر اب سجدہ شکر۔ سیکرہ  
 بچے ہونے لگی ہے ماہواری  
 بڑا چھڑا سے کیا مستی تھے دیوار اتو بنا نیو  
 اور ساٹھ برس کی تھی یہی چیم سلگسے کر  
 یہ گھر جنت بنا جو تھا جسم  
 خدا کے فضل سے تو سو کی انکم

تھے لکھتے میری تو گر بھی نہی کے چند پر  
 میں عیال پر کوئی عیال میں چھ کیرں کرں محنت  
 ہے نامکرم میں جاؤں تو کوی کام دھند پر  
 کہ میرے شلم کی بنیاد ہی رکھی ہے چنوں پر

بچے ہی ہو گئی امید جوی  
 میں مزدوروں کا لیڈر بن گیا ہوں  
 برا بھی پیٹ بڑھ آئے گا جلدی  
 یہ لقمہ رنگ رکھائے گا جلدی

یہ میری ہوں کی چاہے مے اکلے لکھتے رہے  
 جو کروں تو سکے ہی پاؤں میری طرف تو آئی ہی ہوں پر  
 سے اکلے لکھتے جھانک کر کھی نہ تھے جو مستحق  
 بھی میری کو دینا وہ ہے کھی آئی کو دینا میں رہوں  
 ہے میری تو میرے نصیب کی وہ بھی کہ غریب و فریب کی  
 کبھی خفگی سے بھی جو دیکھے میں کا نشت نہ رہے  
 جو صورت تو سکی ہی رہوں پر تو خوں ہی رشک مایہ سے  
 نے کس قدر بچے نہ تھے کہ جسکی عیال استعما ہے  
 میں یہی جوں میں یونی میں نی میں نی کی بکواس  
 وہ ہر چاہے میرے نصیب کی تھے عیال سے یہ وہ

یہ ایک بڑھنے کی پیر جی سے عریض کی  
 غلام عشق میں دس سال سے پریشان ہے

حیثہ ایسی جو اب تک سنی نہ دیکھی ہے  
وہ اک کی جڑ کسی نے جھڑی نہ مونگھی ہے  
وہ دو ہی رہتی ہیں اس مٹی ایک گھر میں بس  
یہ مال دیکھ کے بتلاؤ سپے مرنا ہوں

جو دل جہان میں ہے وہ اُمی کا خواہاں ہے  
غضب ہے حشر ہے قتل ہے نقہ ساں ہے  
جہاں پہ نہ فنا مرا ایک ایک اراں ہے  
ہے کون دونوں میں بھی کہ اسکی آواں ہے

غیروں کے آتے ہی ہم اُٹھتے ہیں مگر  
اپنے نکلنے کی تو منقہ یہ ہے مثال  
کیوں کہیں ان کی برم میں ناکام رہ گئے  
اک جام تھا نکل گیا حجام رہ گئے

دھوڑا کر دیئے اب دن پچھلے سے بولا  
بکری منے لئے ہر کے دل سب فانی ہیں لیکن  
تری دل پر ہر اک راک کی ٹپکی یہ نظر کیوں ہے  
مرے ہی دل پہ غم کا حملہ اس قدر کیوں ہے

اک س زلمے کے کچے پڑھنے لڑتے ہوئے  
جو منے پہ چھل ہی تھا ہے درد کا تو کب  
وہ لفظ ماں کو سنایا کہ جو سن ہی نہیں  
پیا ہے ڈبے کا درد و اداس کا تو پیا ہی نہیں

کہتی تو ہر اکثر بیوی بچے عادت ہے تیرا بڑ بڑکی  
نوکریاں ہنک کر اس گھر کی صفائی کرنے کو  
اب بات بچے کہنی ہی پڑی کہہ تیا ہوں بس وہ بھی جڑکی  
اٹھارہ برس سے کم لڑکا اور ساٹھ برس سے کم راکھی

لیکن بڑے ہی گھر کے جواں جواں نوکر  
بس اک شریف ہے کیا جو ماٹھ سال سے ہے  
کہ جنکو بیوی بدلتی بھا رہتی ہیں اکثر  
اسے تو زندگی میں کیا نہ بدلیں گی مر کر

دل اپنی کمانی کا جوتا ہوں لیکن  
گھڑا ہوں بیاہاں میں پیسوں پہ اپنے  
کسی کی درانت کا پھینٹا نہیں ہوں  
امیدوں کے گلشن میں بیٹا نہیں ہوں  
میں ایکڑ ہوں ایکڑ کا بیٹا نہیں ہوں  
میں ایکڑ ہوں ایکڑ کا بیٹا نہیں ہوں



خستہ میں خستہ میں ، خستہ میں خستہ  
 کھابہ پ ہوں تیرا بیٹا نہیں ہوں  
 کہ منشی ہوں بہت ہوں بیٹا نہیں ہوں

دو یہی ہے اور یہی ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔  
 گڑبگڑ مانتی ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

سے میری دیر ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔  
 حد تک ۔ ۔ ۔ ۔ ۔  
 سے کاش کی پیر کی پیر سے  
 پر کشمکش کے نظروں سے دیکھو کبھی

میں مانتی ہوں افریقہ میں  
 قابو ہے میں میری سرس کو جو چہ پیر  
 یہ لٹ اور وہ لٹ سے سمجھے سیکن یاد رکھ  
 اٹھ اور اس حتم کویم کا کسمار اس کے ب

میری مزار کو یہ کی نصیب کے یہ  
 لیت ہے کوئی جیک بڑے پیر کے یہ  
 پنڈت سری کورشن جو بیہ رکے یہ  
 میرا تھے مانگتے پھر میں کب میرے یہ  
 کھ لیں بھی کھکے مانگتے ہیں کھکے یہ  
 میں مانی یہ سارے فیکوں سے ہوں انگ

بکھڑے ہوں ہوں ہوں ہوں ہوں  
 کسے میں کمرھی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔  
 پھر ہی کھتہ بنتا نہیں ہوں ہوں  
 مرحلہ طرہ پہنچ دیکھ نہ ہوں  
 کوئی قرر ایک کی تیر کے یہ  
 اور ہوں گے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔  
 مانگتے ہیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔  
 دیدار ہوں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔  
 ہم خبر لیں گے جوڑی ہوں  
 کچھ مانگتے ہوں میرے یہ

وہ کھینچنے میں مدد ہم حسین ہوتے ہیں  
وہ کام کرنے میں یوں سے کھینچتے ہیں  
جس کے ہنسی منقوئے دراست، کھی  
جس کو رکھتے ہیں، وہ بھی ہنسنے میں

سوں نے ہم اسرار کھسکا آبرو بخشی ہے  
اور میں مشر مشرنگ سے پانی پانی ہو گیا  
میں جو شہر میں رہتا ہوں، وہ شہر تو ہے  
اس کا یہ سحر کہ میں بھی سحرانی ہو گیا

میں دور کے اتان اور انہیں سے  
یہ جیسے ہی وہ کہیں رہتا ہے، یہ سحر  
نہیں ان ہی کے تویہ کھسکا کر جھلکے  
ماہور دور دورہ ہے، یہ سحر

یہ سحر اس جہاں سے کہ نہ ہو گئے  
جس نے جب جانا وہ یوں کھسکا، وہ لانا لگا ہے  
لی بی بیوں نے حجاز، دور دورہ، نہ تو لگی نہیں  
آپ کا بیٹا اگر اتان سے لگے گا ہے

یہ سحر کہ سب بڑے ہو گئے، یہ سحر کہ  
یہ سحر کہ سب بڑے ہو گئے، یہ سحر کہ  
میں نے بھولنا، قتل اور حشر، یہ سحر کہ  
اپنے ہنسنے سے بھی درد دل سے میں جھٹ رہا

یہ سحر کہ سب بڑے ہو گئے، یہ سحر کہ  
یہ سحر کہ سب بڑے ہو گئے، یہ سحر کہ  
یہ سحر کہ سب بڑے ہو گئے، یہ سحر کہ  
یہ سحر کہ سب بڑے ہو گئے، یہ سحر کہ

یہ سحر کہ سب بڑے ہو گئے، یہ سحر کہ  
یہ سحر کہ سب بڑے ہو گئے، یہ سحر کہ  
یہ سحر کہ سب بڑے ہو گئے، یہ سحر کہ  
یہ سحر کہ سب بڑے ہو گئے، یہ سحر کہ

یہ سحر کہ سب بڑے ہو گئے، یہ سحر کہ

ذی بولتے س میں خیر جلدی کھینے  
 اتنا سنتے ہی میں آدھا تو اسی دم مر گیا  
 میں ابھی کچھ کہہ نہ پایا جھٹ سکنہ میں میں  
 چچھا تھا چٹنی کے اب تو میں پورا مر گیا  
 شرم کی سی بات ہے اب خود کچھ وکیں کہوں  
 جو نہ کرنا چاہیے تھا بسے قلم کر گیا  
 یہی کس کی غلطی کر رہی ہے نہیں یہی خوب  
 کیا ہے یہ تو فرس اس کا یہی سنت کر گیا

حسینو تو خیر سکے ہلکے میں مت ۱۲  
 عورتوں کی اور لڑکے اور وہ بھی فحش کر  
 منقہ پر کوئی دل کی نہ مرنی ہو یہ کھن ہے ؟  
 وہ بات اور نہ کوئی پینٹھ کی ہر کوئی غیبت کر

ہو جھڑا سر کا شش منقہ آج بھی  
 اک شہرت اپنی خداوند کا یہ تازہ بل گیا  
 اثرات المذوق کے پڑ کر جوائے کچھ قدم  
 مرتبہ کے دب جیسے چاند پر بال گیا

جو بننا فریاد کے سب لوٹ آئے اپنے گھر  
 پھر ہوا تحقیق وہاں کچھ زلزلہ آ گیا  
 جسے سنا منشو مانتی تھی نے کہیں ایسا نہیں  
 فکر یہ بنان کی تھی جس سے وہ گھر گیا  
 یہ جہاں پیدا ہوا جب وہ نہی ہی تگ ہے  
 اس زمین سے میں بہت جڑا ہوں یا کیوں گیا  
 ہر نہاد اور نشتے سے تنگ تو ہوں میں سرخورد  
 سرخوردی بزرگدوں سے ملنے آ گیا  
 خون ناما حق سے نہ کہنے سرخوردی بھی نہ میں  
 چاند کو اتن خیال آیا وہیں قسرت گیا  
 چلا ہے رکن کو کس تے نے آخر  
 یہی مسئلہ آج ہر سو چھڑا ہے  
 بالآخر یہ سمنس دلوں نے بولا  
 یہ وہ مارے جو بہت ہی بڑا ہے  
 منقہ کی آہوں سے راکٹ اڑ رہا ہے

مرنے پر سر کے ساس مری جب تیس برس روتی ہی رہی  
 میں نے کہا جلدی آری گے وہ گھر میں کوئی کھوٹا ہو رہا  
 وہ گھر میں منقہ جھڑا تو سلطان کو تو نے جھگایا ہے  
 کجنت جو اس دین سے نکلا وہ کجی لوٹ کے آ رہا ہے  
 تب میں نے کہا اللہ کی قسم نہ ہی گلا یہ کھلا ہے  
 میں اگر کج دین سے نکلتے وہ کج ہی لوٹ کے آ رہا ہے

۔ جامعہ روزنامہ صاحب  
 یہ وہ چھاپہ گھر ہے وہ اس دین سے نکلتے تھے اور وہیں آ گئے

مگر چہ نہ سہرا نہ سہرا  
یہ یوں زبانی نہ ہو رہا  
کھا اس دلش کی اور آفت  
جو ہی نہ سے کہ نہ سہرا  
یہاں پر بھوکے مرنے کی سزا  
نہیں زلف جو یہ کر رہا  
اسے سنبھالتی یہاں سی چڑھا اور  
جسے نہ کہو کہ بھوکا مر رہا ہے

یہ تھوٹ نہ کہہ رہا کہ یہاں کی سی نہ یہاں  
یہ تھوٹ نہ کہہ رہا کہ یہاں کی سی نہ یہاں  
تھر رہی ہے تھر رہی ہے کیونکہ نہ یہاں تو یہاں  
تھر رہی ہے تھر رہی ہے کیونکہ نہ یہاں تو یہاں

کبریا ہر گت ایچ جی پر ایک نہ عادت جی جی  
لکھنے میں کری اتنی جھڑپوں نہ کہے کھو گئے  
کئی جی تھر رہی ہے تھر رہی ہے ہر گت  
کچھ ہمتی ہوں یہ بات تو کہہ رہا ہے

میری جی تھر رہی ہے تھر رہی ہے ہر گت  
تھر رہی ہے تھر رہی ہے ہر گت  
کچھ ہمتی کے سناؤ نہ جی جی  
گیو وہ نہ ملے کے مصرعہ یہ کہ لیس ہے نہ  
کون پڑھ سکتا ہے دنیا میں یہ کس کہہ رہا ہے

یہی ہے کہ جی جی تھر رہی ہے تھر رہی ہے ہر گت  
وہ تھر رہی ہے تھر رہی ہے ہر گت  
تھر رہی ہے تھر رہی ہے ہر گت  
تھر رہی ہے تھر رہی ہے ہر گت

کہا یہی ہے کہ جی جی تھر رہی ہے تھر رہی ہے ہر گت  
کہا یہی ہے کہ جی جی تھر رہی ہے تھر رہی ہے ہر گت  
کہا یہی ہے کہ جی جی تھر رہی ہے تھر رہی ہے ہر گت  
کہا یہی ہے کہ جی جی تھر رہی ہے تھر رہی ہے ہر گت

تھر رہی ہے جی جی تھر رہی ہے ہر گت  
تھر رہی ہے جی جی تھر رہی ہے ہر گت  
تھر رہی ہے جی جی تھر رہی ہے ہر گت  
تھر رہی ہے جی جی تھر رہی ہے ہر گت

وہی اس جی جی تھر رہی ہے تھر رہی ہے ہر گت

ایک بھے نہ دلوں کا ہر سہ کی جز سب  
 کب تک دور کی کوٹیں کب خود کٹ کر گریں  
 آکا بدلتے دھتے ہی اسٹار کھدے نے لیگیں  
 یکہند زینو کی سہت وعدہ کیا نہ بل کی قول نفس  
 تب گزر کر یہ من مہتی منتقی نے کر بسر  
 فہم داہوں میں یہ حد تک گویاں کون

دو مہینے ہوئے میں یہ تو جنگ ۱۰ پورہ  
 دیکھو مٹی شد زور یہ کر عجز کمر  
 بل میں عجز کر کر نہ ہی نہ زندہ اندر کو  
 اسے کی مطلب میں یہ تو نقشہ مرید  
 تب کی کک کتے کی بریس کتے پور  
 غر جہول سے پوٹر لنگو سے اس چور

بہتر کے مسجریں اک دینا تو جو جی جا بکا بھی ہے  
 کھنے گھوڑا کسی کے ڈانٹا کسی بے در کہ چل پلس میں  
 وہ بولا میں آپ سب فاری سن کر میں ہوں حاجی

کہہ کر گھبراہل تیر مسجد میں تو باجی گھے کہنے  
 کھنے روئے میں یہ دروغی کر گھیرا قہبے سے  
 یہ بل ی قہبہ ہوں تو ایسے ہی ریکھ کھی کہنے

گدھوں نے گھوڑوں نے کتوں نے آدمی سے کہا  
 خدا کا بار امانت اٹھالیا تو سے

کہ سچ اشراف خلوق مسکے کے دکھ  
 اب آ رہی کا ذرا بار ٹیکس اٹھائے دکھ

اس بھڑقم کی پیت فی جو دیکھتا ہے یہ کہتا ہے  
 مرنے کو تو کب کا رجا اس ڈر سے میں اب تک زندہ ہوں

گھر لاکھوں چلے ہوں گے پہلے تب یہ چور غفلت ہوگا  
 جیسے ٹائیکس تو مرنا ہے مرنے کے ٹیکس کا ایک ہوگا

تاقیر قائم ہوا تو وزن غلب ہو گیا  
 جب بدن پر کپڑے کھلے تھے تو کپڑے ہی نہ تھے

میری نظریہ زندگی کاتک سے تک نہ میں  
 اب ہر شے کپڑے تو کپڑوں میں بدن کھلتا نہیں

کہا جب میں نے دنیا میں ستارے جتن بھی چاہے  
 بعد از ان تیرے رال بھی یہ نوریت نہ کسے گی

مگر محشر میں تو قاتل ترادامن نہ پھوٹیں گے  
 تو کی پکڑے گا ہم محشر میں کہ تہی نہ ہیں گے

یہ علم ہم سب چور کے بارہوں میں رشتہ دار کے درختے پہنچے کھو تھا ہم سب جو رہا  
 نہ صرف دیں نہ گھر گھر میں کیا وہ جو میں کیا وہ سوسا خود کستی کر گئے تو یہ نظریہ راہی کی ستان میں طرعی کیا  
 کے لڑان حاتے ہوئے گرم سوٹ سلا یا جب ٹیکس سے پہنچا سیتے میں اپنا کھنڈ کھنڈ پچا ستان میں یہ نظریہ میں یہ



تازہ کرتی ہے سخاوت اس سختی کے حال پر  
 جو عزیز اپنا گذر تو مرغی اندھے پر کرے  
 یہ انگلیش حسینہ سے آرو در میں ہو چھو  
 منقہ کا حق بھی تو در اور سب  
 کبھی خورم کبھی رنجور بت جاتا ہوں  
 بھوت ہو کر بھی میں اب خوب بت جاتا ہوں  
 آج کشمکش نہ کیا کان میں چپ کرے کہ  
 نار کو جھٹ نور کرنا کام ہے تیرا خدا  
 جس طرح بچے کے غلطی کی خوشی دکھائی ہے  
 اک باری جب کہیں بھوکا ہم سے کل نیغے میں گھسا  
 جب بھوکا بڑھ چھپے ہے ٹوپوں کی گزرج کا شکر کیا  
 بچے سے جو کچھ کہی کے دلبر کی ری تیغ منقہ نے  
 اگنے کہا ابراہیم سے کچھ اپنے پلے نہیں بڑتا  
 بیوی بولیں بیڑی پیت چھوڑ دوں نہ ہر ہے  
 ملے دے وہ اب مجھے نقصان کی پہچان لے گی  
 ہونشی منقہ کے بچے ذرا پانچے۔ وہ بچے تو تیرا جہ  
 یہ وقت کے چکر میں نہ کبھی میں اور میں کا صبر رات  
 بتولہ میں دیکھا تین ہی تھے اک اس کو دیکھ چلتا گیا  
 کچھ بیس سچ مجھے تو دے اب تک تو مالیت ہی رہا  
 پھر غیرت دار کا ہاتھ ہے۔ جو اب تک تو پھیلا ہی رہا  
 یہ کیلے نکالا پرس میں اس کا منہ تخت ہی رہا

ابھی تو میں جوان ہوں ، ابھی تو میں جوان ہوں



جوانی میں بڑھاپا آگیا مجھ پر تو ہنستے ہو  
شباب اُن کا اگر بچپن میں ڈھل جاتا تو کیا ہوتا

کل تک جو تھے شباب میں اب ہیں خضاب میں  
ہنستے بھی ہیں اداسے ، ادا کی قضا کے بعد

منشی منتقی



منشی منقش

# شرمندگی

سَبُّ کی نظریں میں آپ پر لیکن  
آپ سے شرمسار ہیں آنکھیں

محنتِ راحمد عثمانی کیرانوی

# انتساب

بمختار محمد و پاک حنت علاء الدین

علی احمد صابری

اعلیٰ اللہ مقامہ

زیر سایہ رحمت فرشتہ خصلت سراپا شفقت

میری مخدومہ معظمہ والدہ صاحبہ مدظلہا

بسم اللہ خاتون بنت

حافظ قاضی بشیر احمد صاحب















یہ ہے کوئی راہ لے میسر مالک  
 کہیں تو خودی سے کہیں یہ خودی سے  
 ری نہ رہے عبادت کا مرکز  
 خوت پر تو پاک گھر درجست  
 یہ اس گل کی حرمت کے صدقہ میں دیکھا  
 قلم رد و یا جل رہا ہے جو کاغذ  
 حد کو میری قبر پر بھی وہ لٹے  
 مہر کی کاغذ بزم کی دگری کیا  
 دیا در وادے متقل وہ بھی اپنا  
 یہ سر تو اسی رخ پر واعظ جھکے گا  
 ہون کی رحمت کے شے بدشیر  
 وہاں کچھ نہیں رحمتوں کے علاوہ  
 ہوئے ہیں جو ششیر کے غمت را  
 وہی تو ہی مشر میں غمت رخ ششیر

## مشرکت

گن ہوں کی اور معرفت کے کثرت کی کثرت ہے  
 سنو مکے نہ کہ دیکھ وہاں رفعت ہی رفعت ہے  
 ستر آقا مسترد آقا میرے سرکار کے دوسرے  
 سہارے سب سہاروں کے ہوں انہم کے باروں کے  
 زمانے کو مشرکت ہے تیرے فاروق اعظم کی  
 صدق لفظ کی بارگاہ ناز سے آئی  
 ہے سب جو دو عطا ان کا غلام ان کے خدا ان کا

جہاں خود بخود سر قدم ہو رہا ہے  
 ہر ایک گھر میں ذکر صنم ہو رہا ہے  
 نمایاں جو نقش قدم ہو رہا ہے  
 کہ اب ذرہ ذرہ حرم ہو رہا ہے  
 چمن کا چمن مسترم ہو رہا ہے  
 یہ کس کا خزانہ رقم ہو رہا ہے  
 کرم بھی شکل ستم ہو رہا ہے  
 جہاں ذکر شاہ ائم ہو رہا ہے  
 کرم پر کرم پر کرم ہو رہا ہے  
 کہ جس رخ پاکعب بھی ہو رہا ہے  
 تو دوزخ بھی باغ ارم ہو رہا ہے  
 ہمارا ہی ہم پر ستم ہو رہا ہے  
 تو کہنے سب ہی پر کرم ہو رہا ہے  
 تو غمت کیوں تجھ کو غم ہو رہا ہے

مگر جو دو عطا کے سامنے قلت ہی قلت ہے  
 دیا رحمت الغلین رحمت ہی رحمت ہے  
 مرے سجدوں نے کیا پایا وہ ایک عظمت ہی عظمت ہے  
 محمد صوبہ فرماؤ کہ ان عظمت ہی عظمت ہے  
 بچے پھر زین کا ڈھکا کہ اب عظمت ہی عظمت ہے  
 کہ جب تنگ دامت نے کہا حق ہی حق ہے  
 وہ کھوٹے کو کھرا کر دیں انھیں قدرت ہی قدرت ہے

دوت لبست نیازی ناز و نولسنے ی دیجیوس  
 تری فضل جی تہیں نامنی تنہ فی سلسلہ  
 میں قنات کی غفلت میں مگر قرین و شمس کے  
 دریں مثنوی تفسیریں پڑ جاتیں تفتیریں  
 جھکے جس ہادی درجہ میں سیجے وہی گھبراہٹ  
 ہر اک منہ کو غنایا تو ہم بہرے ہیں مسکین  
 نازوں میں اذانیں کھڑا توحید و طیب میں  
 نصیب سجدہ نہ کرنے آہو غلام دیکھ سہن  
 تجھے بکھڑا دل کیا و حوسہ کیا اس آستانہ میں  
 بھئی حشر ہر وقت کا دربار عسائرت میں

دینہ ہر تحفہ یا کر یا حکمت ہی حکمت ہے  
 وہاں خلوت کی خلوت ہند ہاں جلوت کی خلوت ہے  
 اٹھا کہ میم کا پروردہ کہا وحدت ہی وحدت ہے  
 کوئی کہ مراد وہی وحدت ہی وحدت ہے  
 کمال عشق ہے یا یکی وحدت ہی وحدت ہے  
 کہیں زندہ کو یا خود توحید ہی وحدت ہے  
 بعین ہم شریکے کس کو مگر شریعت ہی توحید ہے  
 نعمت و دستوں کو مگر منت ہی منت ہے  
 لکھے صوبہ صوبہ ہی حقے بہت ہی تربت ہے  
 کہ جس سے دور وہ کرے تربت ہی تربت ہے

## حبیب اللہ

مہال کے رہنما آئے ضرب کے تاجدار آئے  
 کون خستہ گان اور بقراروں کے قرار آئے  
 راقدس پہ ان کے آج مستی میں گزار آئے  
 عالم کرم طیبہ سے در سیراب کر ڈالا  
 اس قربانی پر قربان لے کر بل کے ٹھنڈا  
 شے صفت بصف ارمی و طاقت دلی نورانی  
 شہنوں کے جہاں جلتے تھے پردہ طہل بھان  
 ستاروں کی بہاروں کا تو یہ کچھ اور ہی عالم  
 خاتون جنت آپ کے لالوں کے سرسبز  
 فی اللہ کلیم اللہ و روح اللہ ذی اللہ  
 جیسے افشانی یا فخر جس مصیبت میں

جہاں کیا چسپینہ کوئی نہیں فیتہ آئے  
 ہر اک ہو ہر اک ہر جہت پرور گزار آئے  
 وہ سجدہ مسکولینے رحمت تہیہ قرار آئے  
 سیہ کا لای عالم عشر میں جب انکسار آئے  
 کہ جو پاؤں کو ترسے کی قتل پہ پیار آئے  
 جھکیں پیغمبروں کی گردنوں تہہ سوار آئے  
 وہاں کے مہمہ پہنچے نہ جیسے کتنی مہار آئے  
 جب ان کا نام لے کر ہر زبانیں ہمار آئے  
 کہ یوں قربوں ہونے کو تو ان پر ہے تھمار آئے  
 حبیب اللہ کی سہارا میں سب جان شہار آئے  
 مہرے عالی مرے سرکار میرے غلہ رآئے



## بستہ کی شان

کون دیکھ لے دل درد آستانہ  
 اس کو نہ کیا ملا جسے تجھ سا بیا  
 یثت مول میں حلا میں صفا میں دیکھتے  
 جس میں کو جو دل درد میں رہتا  
 نام محمد کہتے ہی اک دن اذان میں  
 بندہ کی شان دیکھ کہ مولا سے  
 نہ ہر کہ مانگتے یہ بھی اب تک نہ  
 اور ہم کو بے طلب ہی طلب سے سرور  
 جو مٹے ہیں تیرے وہ مٹتے ہیں کبھی  
 علم و عمل کو فرق سمجھتا ہو گھر کبھی  
 دل کون سی ادا پر گیا یہ خبر نہیں  
 ہاں اتنا یاد ہے وہ سرایا اور  
 کیا کھو کے کیا ملے نہ نہ بھی دیکھ لے  
 دل ان کو ڈھونڈتا تو ہے لیکن خبر بھی ہے  
 ناچار تھا میں کیوں بچے غمتا کر دیا  
 لغزش تھی کون سی کرے جس کا صلہ

## جان بہار

خواب پر فضا خوار ملتے ہیں  
 دار پر جاں نثار ملتے ہیں  
 اُن سے اپنی خوشی سے کون ملے  
 ہو کے بے اختیار ملتے ہیں  
 تیرے گرد سے یہ ایک بھی تو نہیں  
 میسر بد لے ہزار ملتے ہیں  
 چاند کی ہر گون سے آگے  
 شان پر در و گار ملتے ہیں  
 بلوچھو منصور اور سرور سے  
 کیسے جان بہار ملتے ہیں  
 دیر و کعبہ ہو یا کلیں ہو  
 ہر جگہ ہر دروازے ملتے ہیں  
 ایسی ڈرلی ہیں جاں گے اک دن  
 مفت جیسے کہار ملتے ہیں  
 غیروں کے محافظوں کے گھر  
 عزیزوں کے مزار ملتے ہیں  
 غور پیش اور جہان ہو مدبرش  
 ایسے بھی بادہ خوار ملتے ہیں

کہ رگل بین سے چھوٹ گیا  
 رخ دگیوٹے یار کا صدقہ  
 خار تک سو گوار ملتے ہیں  
 کا سر دین دار ملتے ہیں  
 ان میں بھی شہ سوار ملتے ہیں  
 مست ہی ہوشیار ملتے ہیں  
 کبھی تختہ تار ملتے ہیں  
 ان کی چمن سے تیری بہار کے

## رضائے محبوب

شب سراج حق نے کبہ دیا ہے  
 یہ کبکے خدیٰ رضوان نے چھوڑا  
 مرے محبوب جو تیری رضا ہے  
 سگ کرے خد مصطفیٰ ہے  
 کسی نے اسکو بھی دھوکا دیا ہے  
 کہیں تب جا کہ ان کے منہ لگا ہے  
 مگر پیران کی محفل میں بنا ہے  
 ترے قربان اچھا مشغلہ ہے  
 بڑی شے ہوں کہ تو میرا خدا ہے  
 یہ سہے وہ جید جو سب پر کھدا ہے

## خلق سراپا

لاکھ انسانوں میں وہ خلق سراپا ایک ہے  
 جلوہ گاہیں مختلف ہیں اور جسدہ ایک ہے  
 ایک جا ہوتے ہی دونوں کا احب لا ایک ہے  
 عبد اور معبود کی ہستی کا منشا ایک ہے  
 چرچہ دیکھی غور سے تو سب پر سایہ ایک ہے  
 گھر میں فاتح جگہ کا و تاجان مولا ایک ہے  
 فرد ہے اور غیا پر نظر میں نیچے رنچا ایک ہے  
 کوئی دلبر مجرم جو دربر بر باد ہے  
 آفتاب حسن رہ میں ٹٹو تات چسراخ  
 وہ خطا ہے نہ خطا میں وہ غدا ہے نہ غدا  
 اجنبی تھا ہر شرور کوئی بسا ہے نہ صفا  
 جس کا غور ہے ہنود و زبیر کا ناست

ملاحظہ فرمائیے کہ یہ سب کچھ محض لفظی طور پر ہے  
 اور حقیقت میں یہ سب کچھ بالکل مختلف ہے۔



دو تپال کی اجھڑا سے تیغ نہ پڑت ہوں بڑی  
 ایک ہی اعلان کر دیں صوب کا دانا ایک ہے  
 غیب کرے غفلت کو نو مکان مختار اب  
 ان کا دیر بھی ایک ہے اور میری تیر ایک ہے

## مرے ساقی

نہ جی کیا ہے کیا جام و سبب ہے  
 مرے ساقی سے صوب کی آبرو ہے  
 کرم کن کا نسیم مستح محشر  
 غضب مت پوشھے میہ بان ہو ہے  
 نہ تھا جب میں تو بکھ میں ہی میں ہوں  
 ہوا میں تب یہ سمجھا تو ہی تو ہے  
 یہ کیا عالم ہے ایجان دو عالم  
 خبر یہ بھی نہیں میں ہوں کہ تو ہے  
 نہ ہے حسن و بادل روئے زیبا  
 اسی کی آب سے ہر آبرو ہے  
 وہی ہے جان قابل آب خنجر  
 سر مشت جو بسمل سرخ رو ہے  
 وہ دل و دل ہے ہو جسیں درد تیرا  
 خوش وہ درد دروں جس کا تو ہے  
 حریم پاک میں کوئی نہیں جب  
 تو کی برریاں یہ گستاخ ہے  
 نظر آئے نہیں جب وہ کسی کو  
 تو کی برنفر کو جستجو ہے  
 وہ اس انداز سے محض میں نیٹھے  
 جسے بھی دیکھت ہوں قبر و رہے  
 خیال روئے ابر کا ہے صدقہ  
 ترا مختار ہر دم ادا ہو ہے

## اپنی منزل

فے عشق ہو گیا ہے، ایضاً ہو گیا ہے  
 غرض اپنی اپنی منزل سے : ایک گھوٹا ہے  
 جو کبھی ڈبو گئے تھے میری کشتی کو جنوری  
 اُسے ڈھونڈتے ہیں کیوں اب وہ منو ہی ہو گیا ہے  
 دُسنے لگا اب زمانہ مرا منتشر ہے  
 ترے لیے رتی کے صدقے وہ تو ختم ہو گیا ہے  
 وہ کھڑے ہیں کھڑے کھڑے اور ہر اک سے پوچھتے ہیں  
 کسے سزا دی ہے کہ : خودی ہو گیا ہے  
 میں چلا بھی جاؤں ماما لہے یہ بتائے جانا  
 اسے کوئی در ملا ہے تیرے سے ہو گیا ہے  
 مجھے بھول جانے والے تھے کیسے میں جلد دوں  
 اسی دل سے تو بھلا، مرے ساتھ ہو گیا ہے

کر ڈور کو نذرِ جنا تار کی شدہ کڑی سریر جو تہمت سے داغِ غیبیوں کو نفرت دھو گیلیٹ

## ناچار

تیری محفل سے اٹھوایا گیا ہوں  
 جن کھڑوں کا کبھی نہ بھرت  
 نہ ہزن سے نہ چور اور ڈاکوؤں سے  
 میں یہی نہ فوج پر کھنڈہ میں  
 میں جاتا، لہجی کہاں اس انجن سے  
 صنم ہر گھڑی میں دیکھ تم ہی تم ہو  
 ہر سب کیفیت مجھوں پر نہ جاتا  
 ان یہوشیروں کا ہوش دیکھو  
 ابو صبر قدسیاں اور ایسی لغزش  
 کہاں شیدائے بگاتا ہوں  
 سچے اس خد کے وعدے پہ بکا  
 پھر آئی جوش میں وہ شانِ رحمت  
 کیا ناچار کہ مریختا ہر کس نے

تو محفل میں ٹھکرایا گیا ہوں  
 غیبیوں کو سب گزرا گیا ہوں  
 میں اک رہبر سے لڑایا گیا ہوں  
 انھیں نظرِ دل سے سمجھایا گیا ہوں  
 یہیں ہوں لاکھ بھٹکایا گیا ہوں  
 تو کب قدموں سے ہٹوایا گیا ہوں  
 ابھی تو ہوش میں لایا گیا ہوں  
 جہاں کھڑا وہیں پایا گیا ہوں  
 بڑی الجھن میں اٹھایا گیا ہوں  
 سنگرین کیت بھکایا گیا ہوں  
 جہاں پہلے ہی بھکایا گیا ہوں  
 پھر س محفل میں بٹوایا گیا ہوں  
 چلا میں جیسے چلوا یا گیا ہوں

## ابرہہ کرم

کیسے وہ زلفِ سیاہ فام تمہیں کیا معلوم  
 د عطر کیوں نہ پکاروں انہیں ہر شکل میں  
 رکھن و جیو جاؤ جو میرے مہاؤ  
 نہ گئی نہ انتِ حجیرِ ناز کی شے  
 جسے دیکھتے تھے دیرِ حرمِ زولوں نے

عام ہے ابرہہ کرم نام تمہیں کیا معلوم  
 میرا بن جاتا ہے ہر کام تمہیں کیا معلوم  
 اس حرم کا یہ ہے اعزَم تمہیں کیا معلوم  
 اور میرے سر پہ ہے الزام تمہیں کیا معلوم  
 کس کے ہیں مندر سے میرا نام، کس معلوم

موت کے ساتھ ہی آئے جان نہیں آنا تھا  
 وہم گیسو کا کسی کے راجب سے سودا  
 جستم غریب سے ہے نفی روف مہ سکت  
 لذت سوز دوز لطف غم نہ کیف جنوں ۔  
 چشم گر یا دل سوزاں غم دریاں جانا  
 رونے والو مرنے پر منت و خوشیاں  
 نام کو اپنے منہ کر بھی تاشہ نہ کھو  
 منہ شہر میں گر شہر کے ہختار کا ہو  
 تم پڑ آجائے گھا، نزام نہیں کیس معلوم  
 میسر کی ہو گئے ہیں وہم نہیں کیس معلوم  
 جام تک ہو گئے ہیں جام نہیں کیس معلوم  
 منزل درو دل آرام نہیں کیس معلوم  
 تم نے کیا کیسے شے انہا نہیں کیس معلوم  
 ہے یہ کس بزم کا پیغام نہیں کیس معلوم  
 اسی گمنامی میں ہے نام نہیں کیس معلوم  
 فرد عصب ل کا پھر انہا نہیں کیس معلوم

سندریہ یہ نظم مشہور ہے جانوں سے متعلق ہے و دریاں جت کو بچیں میں قصداً

تھا وہ یاد کر کے اس عریں معصوم بچوں کی طرح بلک کر رہتا ہوں درو دل کرتا ہوں و

باب کے سائے میں ہیں اسکی قدر کریں اللہ کا بڑا کام ہے

یہ جلال الدین کسی لادریا، سویم بیس  
 اک بار آکر دیکھتے جب کیا تھا اب کیا ہو گیا  
 ائے بیکر و صدق و صفا آئے قبلہ و کعبہ مرے  
 کس ریس جا کر بس گئے ہو کتنی در آت مرے  
 کہہ روز رات اتنا زرد بیٹھے تھے کیا ہو گیا  
 شرم و حیا کی جلیں وہ معرفت کی بارشیں  
 ہر اک پہ یہ حد شفقتیں اک دم سے سب کی میتیں  
 ہیں و دساری لہ تیں دل پارہ پارہ ہو گیا  
 بالکل فرشتہ نیک خوشفقت میں تم ہی ہو ہو  
 دھوئے ہیں جن کے موت گولتے لڑیں وہ درو و  
 لٹھ مار سب کی گفت گو کیا زمانہ ہو گیا  
 میں خود بھی کب ان سے دبا ہے بات بھی ہر دم لڑا  
 قبلہ حاجات ہر تاد گدا سویم بیس  
 آبا، میں یوں پھوڑنا کیسے گوارا ہو گیا  
 روٹھے ہو گئے کب تک ہنس سیرتا مرے  
 کچھ تو خبر بھی کبھی کب آؤ گئے ملت ہر  
 ک بار آکر دیکھتے جب کیا تھا اب کیا ہو گیا  
 ہر حق کی وہ کیفیتیں یعنی مسلسل رحمتیں  
 جو ہر تین میری منزسین نورانی سب کی شیشیں  
 اک بار آکر دیکھتے جب کیا تھا اب کیا ہو گیا  
 وہ میری ماں یعنی جو صدقے مرا ان پر ہو  
 ہیں اس کے چرچے کہ جو وہ سب کی چلی سب گرا  
 اک بار آکر دیکھتے جب کیا تھا اب کیا ہو گیا  
 گھا، بجا، بھی کیا ہر جگہ یہ نفسہ گرا

و ہم سب ہیں بھائی و اللہ ظاہر کہ ہم کہتے ہی۔

کھنڈاڑے گا بر فاسرہ اثر صوبہ پر ہوا  
 ماحر زیدار بھی تھا جو خواب جیسا ہو گیا  
 وہ اپنی جان بھول کی خدمت سے تو ترسہ ہوں  
 کیسے خدا کہتے تھے ان سے ہی ہنگ زندہ ہوں  
 خدمت کا جذبہ دیکھتا ہوں ہر طرف اس کا رنگ  
 مزار اور اطلالہ ہیں جو بال سنچے دار ہیں  
 آکا وہ ہشتیا ہیں یہ سب بھی تابدار ہیں۔  
 موت کی تلوار ہیں مذہب کی ہو گیا  
 دیر ہی میں آئے تھے جیسے میرہ میں بسی  
 دھوئی سب کی لاڈل، نہ کہے رو کی چاندنی  
 تینوں کی یہ تقریر تھی جو رب نے چاہا ہو گیا  
 کسی بدین میں تھی جس نسوہی دو چہرہ ہیں  
 دلی میں صدف برقی تھی وہ کچھ دیکھ کر ہو گیا  
 کس کس کو رہتا رہا ہوں تپتی کھجور ہو گیا  
 آدھی کچھ توڑنے لگے کچھ پیر رہے جا رہے  
 دیکھ رہی کت دوسرے کے چار گھڑی رہ گئے  
 وہ مرنے تو ہم سب کو تھکا ایک زمانہ ہو گیا  
 مگر تخیلی اور چودھری اسحاق کا آباد ہو  
 جان تفتیق اور سلسلہ کا بچہ بچہ شاد ہو  
 ہم ڈنڈوں کو چندہ تشکول کا سہارا ہو گیا  
 کھانا چھوڑ دیں گا کبھی حقہ نہ پھر دیں گا کبھی  
 ٹیڑھی چھوڑ دیں گا اچھی ادا سے نہ بھڑکیں گا کبھی  
 ہرنگ نہ پھیریں گا کبھی سب کچھ گوارا ہو گیا

بمرود زمانہ اور قاسم پر قاسم یہ آپ کا  
 اک بار آکر دیکھتے تھے یہ قیاس کی ہو گیا  
 بہتات سے یہ انداز، یہ سے ہی عیب گن رہوں  
 ستا ہے یہ دنیا جس کا یہ نہیں بدہ ہوں  
 اک بار آکر دیکھتے تھے یہ قیاس کی ہو گیا  
 اک جھنگ بیابان فرخ سے بس بیزار ہیں  
 غزلت کے پرے دار ہیں اس طریقی ٹھوڑا ہیں  
 اک بار آکر دیکھتے تھے یہ قیاس کی ہو گیا  
 اک جیسے جی بی مرگت نہ دی ہوئی درویشی  
 اس دیکھ کو کچھ کچھ اک زندہ میت رہ گئی  
 اک بار آکر دیکھتے تھے یہ قیاس کی ہو گیا  
 دیکھا میں اور چوہوں خوشیوں کے چھوے چوہے  
 کندھے کوڑی بھلی ترشت کی ہیں یہ خوبیاں  
 اک بار آکر دیکھتے تھے یہ قیاس کی ہو گیا  
 یاں اک متوجہ آپ کا اور جھپٹنے رہ گئے  
 ب والد کے سایے میں شاداب بگلتن رہے  
 اک بار آکر دیکھتے تھے یہ قیاس کی ہو گیا  
 جان سلامت خاں، بھلی انعام بے تعداد ہو  
 اندہ سب کا سجدہ آخری آج سیر یا بند ہو  
 اک بار آکر دیکھتے تھے یہ قیاس کی ہو گیا  
 گھر سے بھاگوں گا کبھی آواز رہنوں گا کبھی  
 عتہ کو قہو کوں گا اٹھی چھوڑ کی سہ اور گا کبھی  
 اک بار آکر دیکھتے تھے یہ قیاس کی ہو گیا

آنر نسی نے میں یہ منجھتا ہوں ۔ اک بار صورت دیکھ لوں بس طالب دیدہ ہوں  
 جسے بھی جتنے بہت رو پٹنے کر بھی نیا ہوں کس ہنر سے آؤں میں میں آج بہت دیدہ ہوں  
 روحانی کتبہ کو جتن دیکھے زمانہ ہو گسیب اک بار آکر دیکھنے جب کیا تھا اب کیا ہو گیا  
 سن کو مری آہو بکا کسے تارہ نور دیا دربار صاحب ہے کھد چل سر کے بل کر تیر  
 آئے بادشاہ ذالوہا بحر کرم کان سخا جاسے مدہ مستی از لطف جود دینا  
 آئے آفتاب چشتیال مخدوم صاحب کھیری

### پہچانہ

نہاٹ میں کسے کہوں  
 اب سامنے اب میں کیسے کہوں  
 میرے دونوں جہاں کی رہن ہے  
 مری بھوں یہ سب جہوں گئے  
 محبوب میں مندول کے آب مگر  
 مرے ظلم خدائی میں نے کھی  
 مرا آئینہ سا ہر آئینے میں  
 کبھی قدموں پہ اپنے فنا کر کے  
 ترے درد کے بھکاری میں تباہ ہستہ  
 اب اپنا تماشا بھا کے سبج  
 کبھی سنگ در پہ گرا کے صنم  
 مرادیں بھی دنیا دیکھ لے اب  
 مختار کا نزع میں در پہ ترے  
 نھوں میں کسے کہوں  
 کرختہ یہ میں کسے کہوں  
 یہ زلف وقت میں کسے کہوں  
 ماں تو نہ بھلا یہ میں کسے کہوں  
 محبوب خدا یہ میں کسے کہوں  
 والتمس بڑھ میں کسے کہوں  
 اک جبرہ دکھایا یہ میں کسے کہوں  
 دے ٹھکروفا یہ میں کسے کہوں  
 ہوں تیر گدایا میں کسے کہوں  
 دنیا کو ہمسایا یہ میں کسے کہوں  
 گونے کو بٹھایا یہ میں کسے کہوں  
 پردہ لواتھا یہ میں کسے کہوں  
 ہو جودہ ادا یہ میں کسے کہوں



## جگ کے گھوٹا

مخدر میں نیسے بونٹے تب دکن اس کا سے نموں جگ کے گھوٹا کہ یہ سر  
کوپڑے کو دیا بنی سپر گئی لے شہر و خیال غصہ سر، گدا کن  
جھے بن سوختے بے رہ پیا کن

وہ بھوکو پنے جو کچی پوشش آئے گر آئے بھی وہ خوش کچی پوشش آئے  
نزدیک کوک آئی در پوشش بنائے در در دل در دیش قنٹے نکاسے  
زار چشم سید مست بیک غمزہ در کن

حسن چشم نے غرنے کے چشمے میں بہا لے شبی کہیں سر مر کہیں منصوبہ بن آئے  
جو کھڑے کھڑے کوکھ اپلی میں نائے در در دل در دیش قنٹے نکاسے  
راں چشم سید مست بیک غمزہ در کن

رفتار سے گل ریز تو گفتار سے گھنڈا تو حسن و فخر بہت میں عشق کا پابند  
اب سامنے آدروں یہ تن میں مرید دست شمع دگل دیروانہ و بیل ہر جمعہ  
لے دوست بیارحم تنہائی ماکن

فخر بہت اک آن میں رکھوں کو سرور آ تو دل دل و دیں ہاں دیا ک اورا شہ  
برہاں میں سے جب تو ہی گزرتا کہ بہار مستور سخن دشمن و گوسے خدارا  
یا حافظ مسکین خود لے دوست در کن

## شرف

نیر و حرم ہر ایک سے ہم نے دیکھا جھڑپ ہر گھٹنے تیرے نکس پڑا اور سے یا طرف  
ابہ و تاج بہاں میر سجود کس طرف دی شب کہ میر فنی بتا رو کردہ آزا کطرف  
نگہ رہ کا کل بظرف زلفیہ جلیبہ بکطرف

پڑکھت ہی کون و مکان روشن زمین و آسمان بل بل لاکھ حور و فداں اور سب ہی پیغمبران

مردمان کیسے تہ سب سے عجب  
سب سے خیر و برکت و کرم و عفو و عفو

چاہک سواران یکطرفہ کیسے گریہ و تیر

عزت گریہ و تیر و تیر و تیر و تیر  
تسبیح و تہذیب و تہذیب و تہذیب و تہذیب

تسبیح و تہذیب و تہذیب و تہذیب  
تسبیح و تہذیب و تہذیب و تہذیب

تسبیح و تہذیب و تہذیب و تہذیب

تسبیح و تہذیب و تہذیب و تہذیب  
تسبیح و تہذیب و تہذیب و تہذیب

تسبیح و تہذیب و تہذیب و تہذیب  
تسبیح و تہذیب و تہذیب و تہذیب

جام و صبر و صبر و صبر و صبر

جام و صبر و صبر و صبر و صبر  
جام و صبر و صبر و صبر و صبر

جام و صبر و صبر و صبر و صبر  
جام و صبر و صبر و صبر و صبر

جام و صبر و صبر و صبر و صبر

## مخدوم عالم

مخدوم عالم و صبر و صبر و صبر  
مخدوم عالم و صبر و صبر و صبر

مخدوم عالم و صبر و صبر و صبر  
مخدوم عالم و صبر و صبر و صبر

مخدوم عالم و صبر و صبر و صبر  
مخدوم عالم و صبر و صبر و صبر

مخدوم عالم و صبر و صبر و صبر  
مخدوم عالم و صبر و صبر و صبر

مخدوم عالم و صبر و صبر و صبر  
مخدوم عالم و صبر و صبر و صبر

مخدوم عالم و صبر و صبر و صبر  
مخدوم عالم و صبر و صبر و صبر

مخدوم عالم و صبر و صبر و صبر  
مخدوم عالم و صبر و صبر و صبر

## سیر مصطفیٰ

سیر مصطفیٰ و صبر و صبر و صبر  
سیر مصطفیٰ و صبر و صبر و صبر

سیر مصطفیٰ و صبر و صبر و صبر  
سیر مصطفیٰ و صبر و صبر و صبر

چول کر در قصب نام نہایت ناز و  
 در دل نہیں آں ترکے ہم یکے شدہ دور و حرم  
 گردیدہ آم دید گل جہاں دیدم نامچوں رہبر سے  
 بر سر بنہ شاہی گاہ در دست ز بنیل گدا  
 مختہ رخانی گفت آں سوں خلعت ملگو  
 بر خیز قدوسی گدا بہ نام صابر رقص کن  
 خود ہی کہ باشی، صابر نام صابر رقص کن  
 ہست اک رئیس الابرہ بزم صابر رقص کن  
 کن رقص از سر سر او ابرہ نام صابر رقص کن  
 من بندہ ام صابر خدا بزم صابر رقص کن

## چشم خون افشاں

نہیں رقت تھا کوئی ہنسے میرے نہ نہیں سے  
 حرم حسن میں بھی نہ نہ پید ہوا اک دم  
 خدا حافظ ترا میں اسیر غم خبر دی ہے  
 زاروں غل صفت بارہ ہو جاؤ گے شک  
 زہے قسمت ہر آواز ہر غم سے با حسد سند  
 دھر ز گس ادھر سارہ پنے فتا کیس کس سے  
 مگر رسوا ہوا نظام میں اپنی چشم گمراہ سے  
 کسی کو میڑاں پہناتے تھے جبکہ زدن سے  
 وہ تنکے ہی ٹھاتے جلچکے ہیں تیرے بتاں سے  
 یہ دیکھ کے جب بھیے گا چشم خون افشاں سے  
 اسیر عشق کو مانڈھا گیب زلف پریشاں سے  
 سن سے تیرے مڑگاں یا بول عید تہہ پاں سے

## بندگی

جو بندگی ہی آپ کو شاہی نہ کر سکے  
 ملوے تو ہر طرف سے پکارا کئے میں  
 الابرہ کدہ پر اسے طلون کو دیا  
 جس سر پہ تیرے عشق کا جی چڑھ گیا اُسے  
 آن حاجیوں نے لفیس پڑ میں فرغ چھوڑ کر  
 کشتی جھنوں نے تیرے بہارے ہی ڈال دی  
 وہ کیف بندگی کبھی حاصل نہ کر سکے  
 اپنی نظیر ہی دید کے قابل نہ کر سکے  
 پر علم کائنات سے قابل نہ کر سکے  
 قبضے میں دو جہاں کے عامل نہ کر سکے  
 سجدہ جو پائے نازیہ فائن نہ کر سکے  
 تعمیر کس عہد میں وہ عامل نہ کر سکے

مختار فیض یہ دیر بند الولی کا ہے  
 اصنام خلد بھی تجھے مائل نہ کر سکے

## شانِ مولا

نہ زہرِ پاکِ بازان اور نہ تقویٰ لے کے آیا ہوں  
 نہ علم و فضل اور طاعت کا دعویٰ لے کے آیا ہوں  
 میں ہوں بہوش پھر بھی ہوش اتنا لے کے آیا ہوں  
 کہ ان قدموں پہ چلنے کا قرینہ لے کے آیا ہوں  
 یہ تیرا فیض ہے دنیا میں بقیٰ لیکے آیا ہوں  
 مرے شمسِ اشجی بدرِ لدجی خیرِ الوری آفتا  
 حسنِ آقا حسینِ آقا علی شیرِ خدا  
 امامِ عسکری و ہدیٰ جلوہ نما آفتا  
 مرا منصب تو دیکھو ہوں سگِ ہند اولِ خود  
 میں قطرہ ہوں مگر میروں کا دریائے آبِ ہوں  
 محمد شافعِ مشرقِ علی بنِ قاسم کو شہر  
 جنابِ فاطمہؑ کی بیوگی داں سایہ فگن چادر  
 کہ روتوں کو ہنسائیں گے وہاں شبیر اور شہر  
 کوئی منگتا نہ خالی ہونے دیں گے علی اصغر  
 مری قسمت تو دیکھو کیا سہارا لیکے آیا ہوں  
 نمازیں کیسے ہوتی ہیں ادا حسنین سے پوچھو  
 بلندیِ عرشِ تکے پہونچے ہوئے نعلین سے پوچھو  
 محمد کی حکومت کی حدیں کونین سے پوچھو  
 مگر کونین سے کیا خاقِ دارین سے پوچھو  
 اسی دربار میں لوٹا سا کا سہ لیکے آیا ہوں

ظلم و ستم گئی، ان کے ہی صدقہ سے تو آدم کی

بچی عزت جناب یوسف نور مجسم کی :

ہیں تسلیم پاتے ہیں فرشتہ اسم اعظم کی

یہاں خود ڈھونڈتی ہیں رحمتیں غفارِ عالم کی

یہاں کوتاہی دامن کا شکوہ لیکے آیا ہوں

شیف المذنبین ہو رحمت لعین تم ہو

خدا تو ہے خدا لیکن خدا کے ہمیشہ تم ہو

یہ کوئی کیا کہے کن کن مکالوں کے میکس تم ہو

سرورِ بندگی سجدہ فوارہ ہر جہیں تم ہو

میں کچھ بے کیف سجدوں کا جنازہ لیکے آیا ہوں

کہا جبریلؑ نے بالائے افلاک و زمین تم ہو

جمیلوں بہ جلیوں نازنینوں کے حسین تم ہو

ہے ذقہ گھریں اور مختار احمد بل یقین تم ہو

میں اس کملی کے صدقے واقفِ عرشِ بریں تم ہو

مری صہ یہی ہے شہنشاہِ مولا لیکے آیا ہوں

## حسین دھوکہ

مرتبہ کمالی کا اسے سخی پہ بھی کتنا اونچا کمال ہے

جہاں ہر جہاں کی ہو پرورش اسی درپردست سوال ہے

مرا سر ہے لائقِ سنگِ درکہوں کیا یہ میری مجال ہے

مگر اس بلندی پہ آگیا تو اب اس کا گرنا محال ہے

تمہیں اپنے حسن پہ ناز ہے میں ہوا اپنے عشقِ مطہرین

نہ اس کی کوئی مثال ہے نہ اس کو کوئی زوال ہے



یہ جو گل چمن میں ہیں خندہ زن یہ جو لاشے دشت میں بے کفن  
 یہ بھی اُن کی شانِ جمال ہے یہ بھی اُن کی شانِ جل ہے  
 درں سوختہ ہے ملول کیوں وہ ہیں پورے باغ کے باغیاں  
 انہیں خشک کانٹوں کا بے خبر گل تر سے پہلے خیال ہے  
 وہیں صدقہ ہو گئے نام پاک جو یا اُن کا اذان میں  
 جو وہ تانِ حسنِ رسولِ مکی تو یہ شانِ عشق بدل ہے  
 جہاں بال بھر بھی اگر بڑھیں جلیں جبریل کے بال و پر  
 ملے اپنے رب سے وہ بے جھجک یہ محمدؐ ہی کا کمال ہے  
 کہا جبریل نے سرورِ اہی سدا رہے میری انتہا  
 تو پھر اس کے آگے کہوں میں کیا کہ یہ کس سر کس وال ہے  
 مختارِ بارِ نفس کا کیا کہاں ٹوٹ جائے مدینہ چل !  
 کہ تو جس جہاں پہ ہے مبتلا یہ حسین دھوکے کا جان ہے

## وظیفہ

اُنچا مقام اس لئے ہر اک نبیؐ کا ہے حق محمدؐ یہ وظیفہ سبھی کا ہے  
 جو جن کے ضبط کا تھا اُسے وہ بتا دیا بے شک العام سب ہی کو حق کا ہے  
 حق یہ ہے آپؐ کیا ہیں یہ حق ہی کو خبر اور حق کو بھی سمجھنے کا حق آپؐ ہی کا ہے  
 سب تھے مرے میں سب کا تھا پر حشر میں کھلا جز تیری ذات پاک نہ کرئی کیسا ہے  
 دامن بچائے پھرتے تھے دنیا میں جس کو حشر میں اُنہ ساسہ داماں اسی کا ہے  
 دنی ہوں مجھ سی پوچھئے ادنیٰ سوال ہی اعلیٰ سے پوچھئے کہ جو رتبہ علیؑ کا ہے  
 ہے حشری صابری کہ نظامی جالی یہ  
 مختارِ خاندانِ زاد ہے ہر حال اسی کا ہے

## راز

پہلے رو د ادا م تو کہتے لوں  
 کیا کہاں بھی لے لے واپس  
 کہوں بھند ہیں کہ تری جاں میں گے  
 میں تہرا ہوں کہ تم میرے ہو  
 غم و غیب غم عقبی کیا ہے  
 کہاں ہو بچے گا قدم پھر میرا  
 زلف دیکھوں کبھی دیکھوں مکھڑا  
 شب غم اس پہ غیب کیسو  
 غیر کو دفن کیا خود حب کر  
 سچ کٹ پل ہی میں ہاں باز  
 غرق ہو جائے گا قصر باطن  
 سرخ رو ہو گئے وہ پیش حق  
 جنت و دوزخ انہیں کے ہیں جب  
 شوق سے پھر جو سزا ہو لے لوں  
 سے کے بھی جو نہ رہے کیوں لے لوں  
 میری جان آپ ہیں کیسے دیدوں  
 ہتھیں کہہ دو بھلا میں کیوں کہڑوں  
 آپ چاہیں تو میں ہر غم سہوں  
 ذرا ان قدموں میں دو م رہ لوں  
 رات دن دیرو حرم سے بہہ لوں  
 بخران کاہوں سے کب تک کھیلوں  
 کیا ہے باقی جو ستم اب جھیلوں  
 چشم جاناں سے اگر میں شہ دوں  
 شک کہتا ہے ذرا میں بہ لوں  
 رنگ لایا وہاں میرا ہی خوں  
 مطمئن کس پہ ہوں کس سے سہوں  
 یہ ہے مختاری کہ ہے مجھو ری  
 راز مختار یہ کس سے پوچھوں

## اختتام

وہ جس سے ہوئے ہم کلام اللہ اللہ  
 کیا جذب دل نے وہ کام اللہ اللہ  
 محمد کا یہ حسترام اللہ اللہ  
 حکومت کا حق کی قیام اللہ اللہ  
 نہ پوچھو پھر اس کا مقام اللہ اللہ  
 چلے آئے بالائے بام اللہ اللہ  
 خدا کا درود و سلام اللہ اللہ  
 محمد کا اُس پر نظام اللہ اللہ

میں قربان ہوں اُس کے قدموں پہ جسنے  
 کھنکھو و شمس و لیل کی ہی تلاوت  
 اجازت سے جبرئیل بھی آئیں جائیں  
 جو بخشش ہوئی سب کی منظور حق نے  
 تمام انبیاء و جد میں آ کے بولے  
 میری میرت پر رونے والو یہ سمجھو  
 بعد ہر دیکھئے خاص رحمت کی بارش  
 خدا اور حبیب خدا ہیں سبھی کے  
 بلالی ادا پر قضا بول اٹھتی !  
 تھا بیدار بندہ مگر ان کا منکر  
 ہزاروں قدم رحمتیں آگئیں خود  
 قیامت پہ ڈھائیں گے وہ کیا قیامت  
 مثاڈ الایام و نشان جبک اپنا  
 کلام خدا اور زبان محمد

یہ مہنہ اور لغت حقو و عظمت  
 یہ مختار کا احتشام اللہ اللہ

تفہین بر کلام بہادر شاہ ظفر

قصر عالی

نہ ہے قصر عالی خوشا بارگاہ ہے باین بے نیازی شہ ذی پناہ ہے  
 برنگ دگر جلوہ در ہر نگاہ ہے بتے سرکشے کافرے کج کلاہ ہے  
 بربخ آفتابے بر خوار ماہ

حبیب خدا ہر خطا و را خطا سے مرض را دوائے دیوار اشفا سے  
پھر ان کے سوا کون بگڑی بنائے نہ در خاکساری جو من بے نوائے  
نہ در ناز و تسکین چو اوبادشاہ

تری شان ہر شے میں شان دو عالم حیاتِ جانِ بچھ سے جانِ دو عالم  
نگاہِ کرم پاسِ بانِ دو عالم معطر کن مغزِ جانِ دو عالم  
بغیر نشانی زلفِ سیاہ

وہ ہر بے سہا سے کہ ملجاؤ ماں میں کیا اور کیا ہے مرا تنِ مرا من  
وہ رحمت سرا پا میں عصیاں بد من برم تحفہ پیشِ ادا ز کج من  
نہ در یدہ اشکے نہ در سینہ آہے

وہ میدانِ محشر ہو یا گنجِ تربت بشر کو ہے خیر البشر کی ضرورت  
وہ سب کے لئے بن کے آئے ہیں رحمت ہر گام در راہِ مہر و محبت  
دو یدہ بد مہربانِ اودادِ خولے

انہیں سے ہر غلط و جاہِ خوباں انہیں سے ہے روشن گزر گاہِ خوباں  
ہیں مختارِ خوبی شہنشاہِ خوباں نگہدارِ سرِ لطفِ آں ماہِ خوباں  
لغز بر من بے بضاعتِ نگاہے

## لُطْفِ مَحْتَم

جز سایہِ رحمت وہ آخراے لطفِ مجسم کیا ہوگا  
سب جانتے ہیں یہ محشر میں سرکار کا پرچم کیا ہوگا  
جب نامِ مبارک آپکا ہو بے دیکھے نقشِ ہر اک و لیر  
پھر دیکھنے والوں کا نقشہ اے جانِ دو عالم کیا ہوگا  
جب نامِ محمد سے روشن ہیں کون و مکانِ سبحان اللہ  
خود جانِ رسل و کتبِ پیارا دہ نو ز محبت کیا ہوگا

مشرقی اپنا حشر جو موس کو تو نٹ لیس گئے لیکن

جب آپ نقاب اٹھا دیں گے پھر مشرک عالم کی ہوگا

دن رات تڑپتا ہوں لیکن اس دُرسے دور ہی رہتا ہوں

جب مجھ سے وہ مل کر بھڑیں گے پھر نظم دو عالم کی ہوگا

جس در کے تصور سے ہر سو جہا جاتے ہیں جمکے دل

اُس در پہ پہونچ کر مسئلہ علیہ وسلم کی ہوگا

جو اپنا بھید سمجھ نہ سکا کی بھید پیا کی پائے گا وہ

مختار کا محرم بن نہ سکا مختار کا محرم کیا ہوگا

## فیضان

کی ساقی کا یہ فیضان نہیں اب دل میں کوئی ارمان نہیں  
 عرفان خدا ہو کیسے اُسے خود اپنا جیسے عرفان نہیں  
 بند اُس پہ ہے بس درِ میخانہ سب جان کے جو اسجان نہیں  
 جاناں کی جو بو پر ہو نہ فدا اس جان میں کچھ بھی جان نہیں  
 جسے چاہے میری قوم فقط یہ میرے خدا کی شان نہیں  
 سو جاں سے فدا ہوں کیسے کہوں قبضے میں مرے کٹ جان نہیں  
 ہے بیشخ کے قابو میں ہر درباں قابو میں بس اک حنوان نہیں  
 ہیں سب کے مسیحا آپ فقط بے جان تو ہوں اسجان نہیں  
 ساقی کے قدم پر سب کے ہیں سر مست ایک بھی بے ویران نہیں

اک روز یہاں سے جائیں گے سب

مختار کو اب تک دھبیکان نہیں





بجائے شہرہ آفاق بے نام و نشان بن کر

میر کا رواں سے ہٹ کے گردِ کارواں بن کر

عزیزِ آستان کے بدلے خاکِ آستان بن کر

گروں کا آشیانہ پر اپنے برقِ بے اماں بن کر

چمن میں روشنی ہو گی مری شمعِ فروزا سے بہاریں ساتھ

مے لبِ دُر ساقی کا رہوں مئے خوار اچھا ہے

بنوں اس زگیں بیمار کا بیمار اچھا ہے

عبادت کے لئے عکسِ رُخِ دلدار اچھا ہے

مگر میرے لئے تو شغلِ یہ مختار اچھا ہے

نہ فرصت ہو میرے سجدوں کو نقشِ پائے جا مال سے بہاریں ساتھ

تضمین بر کلامِ خواجہ خواجگان حضورِ عثمانِ ہارونی

پلا جو مئے کرنے ساقی مجھے سہارا اور بیدم

سدا سے نغمہ وحدت پہ ہیں قربانِ دو عالم

سُنا پھر لا اِلهَ کِ نِرا لے یار وہ سرگم

تو ہر دم میں سرائیِ نغمہ دہر بار می رقصم

بہر طرزے کہ می رقصا نیم اے یار می رقصم

تمہیں ہر گھر میں پاتے ہیں حیریم ناز کے محرم

دِرمِ نظارہ لیکن کچھ عجب ہو جاتا ہے عالم

کہ پاسِ زہد و تقویٰ اور نہ ہے ناموس کا کچھ غم

بہی راغم کہ آخر چوں دم دیدار می رقصم

مگر نازمِ بآں ذوقے کب بیش یار می رقصم

بنا عالم کو دیوانہ دکھ کہ وہ رُخِ تاباں

عجب انداز سے تیسرا گدا آیا شہِ خوباں

نشان بے سرو سہانی بھی لایا ہے کچھ سامان  
 بیا جاناں متا شہ کن کہ درامبوہ و بناناں  
 بعد سامان رسوائی سیر ہزار می قسم  
 رنائے حکم جاں پر یہی تھے مست کے لغرے  
 مجھے شکوہ نہیں : شاد رکھ یا شاد اے پیارے  
 مری بربادیاں بھی کر دیں گی : باد گھر سارے  
 اگر چہ قطرہ شبنم نپاید بر سر خارے  
 منم آن قطرہ شبنم بوکٹ خاری قسم  
 مجھے لایح نہ دے واعظ اہستی خوشنمائی کا  
 گدے گدے کوئے سا پر ہوں نہ بندہ بادشاہی کا  
 در صبر پر دامن چھٹ گیا ہے پارسائی کا  
 خوشا رندی کہ پامالش کم صد پارسائی کا  
 زبے تقویٰ کہ من باجہ و دستاری قسم  
 منم مختار عثمانی ز جسام چشت مخورم  
 غم جان چودارم از غم کوئین مہجورم —  
 ز قول شیخ ہر لحظہ بحال وجد سرورم  
 منم عثمان ہارونی کہ یار شیخ منصورم  
 ملامت می کند خلق و من برداری قسم  
 تفسیر بر کلام حضرت شرف الدین بوعلی شاہ قلندر پانی پتی حشتی

ہے بس کوئین میں چرچا اسی سیر و خراماں کا  
 دو عالم میں بجائو نکا سریر اے خواب کا

ہوا منظر دل شیدا کہ دیکھے جلوہ جک ناں کا

اگر بلیم شب ناگہ من آں سلطانِ خواباں را

سرے دریائے او آرم فدا سازم دل و جاں را

مقدم من کعبہ دایع رنجن و محن کعبہ

بلا شک مرکز انوار رب ذوالمنن کعبہ

مگر میں اُس پہ صدقے ہے یہ جس کی انجمن کعبہ

بگرو کعبہ کے گردم کہ روئے یار من کعبہ

شوم طوافِ مئے خانہ بہو سہم پائے مستان را

مری آنکھوں سے واعظ دیکھ لے گریار کا جلوہ

تو روشن ہوگا روشن ہے کہاں سے دیر اور کعبہ

کہے میری طرح وہ بھی جو دیکھے اُن کو بے پردہ

روم در ثبوت کدہ شینم بہ پیش ثبوت کفم سجدہ

اگر یام خریدار سے فروشم دین وایاں را

اگر مولیٰ سے ملنا ہے در صائبِ پر ہو حاضر

یہ فرمانِ خدا ہے میں وہیں ہوں جہاں صائبِ پر

صفائی کر کے تو باطن کی آہو جائے گا ظاہر

گوئی کلمہ کفرست اگر کوئی شوی کافر

بروئے مدعی ناداں چہ دانی سترستاں را

در جہان پر جو بھی آگیا ہے وجد میں رقعاں

جنید و شبلی و ملا بقیدِ کارل جاناں

زباں پر نغمہ مختارِ مستان حافظِ قرآن

سرم پیچاں و لم پیچاں منم پیچیدہ جاناں

شرفِ چوں ماری بچم چو نیم زلفِ پیچاں را

## مرکز النوار

اب تو آ اور واقف اسرار کر  
یا تو بن انیوں اور س گھریں آ  
سارہی دنیا ہو تر سے در پر ابھی  
ہوش میں آجائے گاس را جہاں  
یہ طواف کعبے کی تکمیل ہے  
ن کی خاک پا تو خود مل جائیگی  
بندہ پروردہ ہیں اُن پر چھوڑے  
بات والے کی جو ناصح کی ہے بات  
راز حسن و عشق خود مل جائے گا  
اُن کا جلوہ اُن کا پر تو ہر طرف  
پیش حسن اب سہ و ناری کب تک  
پہلے آداب نظر رہ سیکھ لے  
جیت کر دنیا نہ پایا وہ مزہ  
دار پر کر سجدہ شکرانہ اب  
رحمتیں خود آ کے لیں آغوش میں

دل کو جان مرکز النوار کر  
میں ورنہ آسیر ہزار کر  
پہلے دنیا سے مجھے میسر کر  
اپنی چشم مست سے سرشار کر  
آطواف قائم دل دار کر  
خود کو خاک کو چسہ اغیار کر  
بندگی میں سر تو خم ایک کر  
بس اسی اکبات کی تہرا کر  
حسن پیدا عشق میں اکبار کر  
سب سے مل کر بیٹھ پھر دیدار کر  
کھڑے مزاج عشق کو تلوار کر  
توق سے پھر حسرت دیدار کر  
جو مزہ پایا ہے اُن سے ہار کر  
دو جہاں اُن کی رضا پر وار کر  
ایسی تو بہ بھی کبھی محنت کر

پھر برس اسے ابر رحمت پھر برس  
پھر اسی ناچار کو محنت کر

## مکمل شفاء

شہ انبیاء ہو خدا کی قسم  
ادھر مصطفیٰ ہو خدا کی قسم  
کہ نور اہدیٰ ہو خدا کی قسم  
ادھر جلنے کیا ہو خدا کی قسم



ذرا رخ سے پردہ جو سرکار اٹھے  
 تو پھر کیا ہے کی ہو خدا کی قسم  
 کہاں حشر میں حشر کرتے پھر و گے  
 یہیں فیصلہ ہو خدا کی قسم  
 اگر ہوش موسیٰ کو رہتا تو کہتے  
 کہ کس کس جگہ ہو خدا کی قسم  
 مسیح بھی آئے ہیں بیمار بن کر  
 مکمل شفا ہو خدا کی قسم  
 خدا تو خدا ہے مگر آپ بھی  
 جوبیت المقدس پہ مٹ جائیں ہم  
 ہے کوئی عبادت نہ ہوں آپ جس میں  
 جویسرا ب کرتا ہے کو لو مکان کو  
 ہواؤں پہ آخر میں تشریف لے  
 خطا کار جو مانگتے ہیں خدا سے  
 سیرکار آئے ہیں اور جانتے ہیں  
 پناہ خدا ہو خدا کی قسم  
 ہو مختار کو نین اب دیر کیلے  
 اشارہ ذرا ہو خدا کی قسم

## بنیادِ میخانہ

جب کہا میں نے کہ جانا عشق تو ہر جانی ہے  
 ناز سے بولے کہ تیرا عشق کب یکجانی ہے  
 آج تو اس نے بھری محفل میں سب کچھ کہہ دیا  
 شمع اکٹھلوائی پہلے پھر وہی بجھوائی ہے  
 بات ناراض تیری میں سمجھا نہیں شرمندہ ہوں  
 پر ذرا یہ تو بتا کس کی سمجھ میں آئی ہے  
 کھتی امانت ساتھ میرے ایک مست ناز کی  
 لاش ساقی نے مری سستوں سے یوں ٹھولی ہے

کھڑکروں ہی میں رہم ہوں ٹھوکر دوں ہی میں رہوں

میکدے کے در پہ یوں میت میری دلفنی ہے

حشر میں جب پیش راور میں نے چاہا کچھ کہوں

بولے وہ بے متحان قوت گویا کی ہے

موت جب مٹھن وہ ساقی بارہ منرو ش

پھر تو ہر زدی ہوش سے میری ہنسی اڑوئی ہے

جو کسی کی جان لے وہ ہے سزا کا مستحق

جس نے دیدی جان 'س کی کھل کیوں کھنچوئی ہے

ست سے گستاخ واعظ جس جگہ بھی اڑ گیا

یار نے بنف دیمیناں وہیں رکھوائی ہے

میں تراختا رہوں یا تو تراختا رہے !

چپ رہوں جلتا رہوں بولوں تری رسوائی ہے

## لوٹے مزار

نہ جانے کتنا اونچا در ہے اُن کے خاکساروں کا

جہان تک سر پہنچ پایا نہ اتنا تاجداروں کا

چلے جب دفن کر کے سب خموشی گور کی بولی

بھرم اب کھل گیا دنیا میں اعیانہ کاروں کا

بھگدہ گئے ہیں کفر و ایمان کے مسائل میں

رُخ و گیسو سے یہ حال تیرے جاں نثاروں کا

یہاں پر فکر کٹ اُن کے سوا کس کا کرے کوئی

دلہاں پر تذکرہ ہوتا ہے مجھ ایسے ہزاروں کا

نگاہِ رحم کن یا رحمتہ للعالمین بر ما

نہیں پُرساں ہے کوئی آج ہم آفت کے ماروں کا

جہاں پردفن ہیں، انکی نگاہِ ناز کے مارے

ہے زندہ آج تک بھی ذرہ ذرہ اُن مزاروں کا

سماعت ہو بصیرت یا دُن ہمدرد کی ہمت

نہ کر مختار احمد ذکر اُن ٹوٹے مزاروں کا

## سَرِ اِپا پیار

طالبِ دیدِ یارِ صبیحیں آنکھیں  
پیار کس کا سا گیا ان میں  
آج پھر مشقِ حشر ہوتی ہے  
ذرہ ذرہ ہے آج بے پردہ  
نقشہ کُطورِ سامنے ہے مگر  
جنے بھی آنکھیں دیکھیں ہوں انکی  
کبھی ہیں رشکِ عیسیٰ مریم  
دیدِ جاناں سے ہیں مشرفِ مگر  
آپ کا منہ ہی تکتی رہتی ہیں  
اُن کا ہر وار فی سببیں اللہ  
سب کی نظریں ہیں آپ پر مکن  
اک اشارہ پہ بخششِ عالم  
ظلت و نور اُن کے قبضہ میں  
ہو کے محروم دیدِ حیرت ہے  
مارڈالیں کہ زندگی بخشیں

بُرنسیا پر بہا رہیں آنکھیں  
کہ سَرِ اِپا ہی پیار ہیں آنکھیں  
آج پھر اُس سے چاہیں آنکھیں  
کس کی یہ پردہ دار ہیں آنکھیں  
پھر بھی اُمیدوار ہیں آنکھیں  
یسری ٹس پر نثار ہیں آنکھیں  
کبھی پیغام دار ہیں آنکھیں  
نور ہیں ورنہ ناز ہیں آنکھیں  
سیوں بنو دین دار ہیں آنکھیں  
میدری ذوالفقار ہیں آنکھیں  
آپ سے شمسار ہیں آنکھیں  
رحمت گردگار ہیں آنکھیں  
یعنی لیل و نہار ہیں آنکھیں  
محرمِ رازِ یار ہیں آنکھیں  
کتنی با اختیار ہیں آنکھیں

آپ مختارِ روزِ محشر ہیں

اتنی تو ہوشیار ہیں آنکھیں

## مقصد

نہا ہے خیران بخند سے کہہ سکی ہے پتھریوں کو۔

پتھریوں کو تم نے نہ سنا ہے کہ میں نے سنا ہے کہ وہ

مات روتی دل سے کہ تم نے انہیں نہ سنا ہے

تو نہ تیرے دل سے نہ تیرے دل سے نہ تیرے دل سے

پتھریوں کو تم نے نہ سنا ہے کہ میں نے سنا ہے کہ وہ

پتھریوں کو تم نے نہ سنا ہے کہ میں نے سنا ہے کہ وہ

پتھریوں کو تم نے نہ سنا ہے کہ میں نے سنا ہے کہ وہ

پتھریوں کو تم نے نہ سنا ہے کہ میں نے سنا ہے کہ وہ

پتھریوں کو تم نے نہ سنا ہے کہ میں نے سنا ہے کہ وہ

پتھریوں کو تم نے نہ سنا ہے کہ میں نے سنا ہے کہ وہ

پتھریوں کو تم نے نہ سنا ہے کہ میں نے سنا ہے کہ وہ

پتھریوں کو تم نے نہ سنا ہے کہ میں نے سنا ہے کہ وہ

پتھریوں کو تم نے نہ سنا ہے کہ میں نے سنا ہے کہ وہ

پتھریوں کو تم نے نہ سنا ہے کہ میں نے سنا ہے کہ وہ

پتھریوں کو تم نے نہ سنا ہے کہ میں نے سنا ہے کہ وہ

پتھریوں کو تم نے نہ سنا ہے کہ میں نے سنا ہے کہ وہ

## نہا ہے خیران

نہا ہے خیران نہا ہے خیران نہا ہے خیران

نہا ہے خیران نہا ہے خیران نہا ہے خیران

علیؑ کے گھر میں حسینؑ آئے نبیؐ کے گھر میں بہار آئی  
 یہ وہ مکمل بہار ہے جو نبیؐ پہ ہونے نثار آئی  
 جو دال نے گود میں ٹھایا تو رحل پر جیسے مصحف آیا  
 جسے سمجھی نے پڑھا پڑھایا قرۃ کے فن میں بہار آئی  
 وہ گل کھلا ہاشمی چمن میں کہ جس کی خوشبو ہر بخش میں  
 کہ جو ہوا بھی جدھر سے آئی معطر و خوشگوار آئی  
 یہ میرے آقا ہیں میرے آقا ہیں میرے آقا  
 یہ قدرتی بات تھی جو سب کی زبان پر بار بار آئی  
 قیام میں ہیں جو عرشِ دل لے تو سرسجدہ میں فرشِ دل  
 یہ آبِ کائناتِ پاک آئی کہ شانِ پروردگار آئی  
 یہ اہلِ دل و زبان پر نہایہ ہے میں کربلا کے دھوا  
 کہ گزرتا ہے سنا بقا کا رضا و تسلیم یا ر آئی  
 کرم یہ آبا کا تھا منفعہ جو میرا مختار نام رکھ  
 اسی کی برکت سے مرگھٹوں میں یزیدیوں کے بہار آئی

## رشکِ مسیحا

کیوں کہوں مجھ پہ کرم رشکِ مسیحا نہ کیا کوئی پوچھے میں بُرا کب تھا جو اچھا نہ کیا  
 کبھی آنکھوں میں چھپایا کبھی دل میں ہم نے پردہ دریدہ تو بتا کب تیرا پردہ نہ کیا  
 تیرے قربان بھرم رہ گیا تمام ازل انہیں مجھوں نہ کیا اور مجھے بے بسی نہ کیا

علا مصرعہ طرح . علیؑ کے گھر میں حسینؑ آئے نبیؐ کے گھر میں بہار آئی

سہ . حضرت مختار نے دشمنانِ اہلِ بیت سے زبردست انتقام لیا تھا ۔



اس نے تو مجھ سے انکار کیا جھکا ری میں نے اقرار بھی کر کے کوئی سجدہ رکب  
 ہو کے بے پردہ بھی ہوں آج تک پیسے میں تم نے پردے میں بھی رہ کر کبھی پردہ نہ کیا  
 زرخش دہ دجال جموہ فروش دوجاں میرے ظلمت کدہ میں گئے اُجالا نہ کب  
 تجھے غفلتوں میں کوئی یاد جو کر لیتا کبھی ایک بھی کام تو سخت رہنے ایسا نہ کیا  
 کام اُن کا تھ ہے بُت خانے کو کعبہ کرنا  
 تو نے مختار سرگر کعبے کو بُت خانہ کیا



## کوچہ قاتل

پکی منزل تو سب ہی جانتے ہیں دل میں ہے کچھ خبر دل کی تو دو آخر وہ کس منزل میں ہے  
 حسرت بھی دیکھئے سے گرم بازار جنوں اور مزہ یہ ہے کہ ایسی آجٹ محل میں ہے  
 جو میں ہے وہ اپنے ہی گھر میں سمجھتے نہیں یہیں معلوم ہر گھر کو چپے قاتل میں ہے  
 تری فعل سے تیرا دیوانہ نکلا جب کبھی جس جگہ پہنچا تو یہ دیکھا رری ٹھن میں ہے  
 اپنے سر کو دیکھ کر قدموں سے خود ہی دور ہوں در نہ سب کچھ خاک پائے مرتد کال میں ہے  
 جذب کر لے ہوش سارے ہوشیاروں کے بھی ہوا شاہ تو یہ جرات بھی ترے غافل میں ہے  
 مجدہ شکرانے کا رمان باقی ہے ابھی اس لئے اتنی ترپ اب تک سربل میں ہے  
 ایک انگلی کے اشارے نے دکھائے کام دو داغ در پھر کیا کشش دیکھو مہ کامل میں ہے  
 ایک دن سب کی طرح اے کش کہیں پن بھی درد کنت اس صدائے دلکش سائل میں ہے  
 عطیٹں رحل پہ ہے نکتہ لیکن کیا خبر  
 کب ملک ساحل پہ ہے وہ در کب ساحل میں ہے



خوشایہ مومنوں کا جذبہ ایمان کیا کہنا جو ہر حالت میں ہر غم کھیلے بہتے اٹھتے ہیں  
محرم تو ہر آن کا پہلے ہی قربانی کا منظر مگر یہ عید بھی قربانیاں دیکھ سکتے ہیں

خوشی سے واسطہ کیا پیار کر ہر ایک غم سے کہ درد و غم تو ہیں قائم فقط ترے دم سے  
قسم ہے عظمتِ کرب بلا کے ذروں کی ترے برس ہی کی ہے ابتدا محرم سے

جہان میں کوئی بہت ہے کوئی روتا ہے بقدرِ ظرف ہی تقسیم جام ہوتا ہے  
مجھے نہ اس ہے نور روز اور نہ دیوالی کس نہ شمار محرم سے میرا ہوتا ہے

کبھی کبھی میں دہاں بھی پہنچ گیا کہ جہاں جہان بھر کے بڑے بھی بھلے ہوئے ہیں مجھے  
یہ کیسے کہ دوں گے بس مرا خدا ہے فقط کہ تیرے بندے تو ہر قوم میں ملے ہیں مجھے

زہے نصیب اور خوشایہ جذبہ کہ برق کے ہوش اڑ گئے ہیں  
سمندرِ عقل و نظر کی عقل و نظر پہ پردے گرا گئے، صہیں  
یہ فیضِ عشقِ محمدی ہے کہ بھائی سلطان اور عاصم  
جمعہ کوچ تھا جمعہ کو جا کر جمعہ کو واپس بھی آگئے ہیں

فلک و شورش کیوں دوں مجھے یہ دے مجھے وہ دے  
مرا کیا منہ ہے بس اتنا بتا دے کوئی بھی عاقل  
وہ جنت دے تو دینے دے اسی لائق ہے ذاتِ الہی  
جو روزِ رخ دے تو بے تکلیف کہ میں خود ہوں اسی قابل

ملک دو مجلس دوستوں کی مجلس سے واپسی پر اتفاق سے بھائی سلطان احمد صاحب و بھائی  
محمد عام صاحب جمعہ کے روز جمع پر حاضر ہوئے جس روز واپس آئے جمعہ تھا جمعہ ہی جمعہ ہی کو ہوا تھا۔



ایسے ایسے بھی حسین دیکھے ہیں جن کو دیکھ کر لذتیں دونوں جہان کی اگر نظر میں گھیر لیں  
موت سے بڑھ کر مگر دیکھا نہیں کوئی میں اس سے نظریں کیا ملیں دنیا سے نظریں کھیریں

یار کے جلووں کے بار میں ہیں طے پالیا دیکھنے والا ہے گونگا جو نہ دیکھے کو رہے  
ناچتے ہیں ہم نچانے والے ہی کے رد برو خیر ہو اس ہاتھ کی جس میں کہ اپنی ڈور ہے

## محبلوہ

لحد سے نکلے ہیں پاک زائر کہ خاک چھو بھی نہیں گئی ہے  
نہیں کفن تک کسی کا میلہ اگر کی بو بھی نہیں گئی ہے

کھلے ہیں مرقد صحابیوں کے حذیفہ جابرؓ کے لاشے نکلے  
عجب جلالت عیاں ہے رُخ سے ضیائے رو بھی نہیں گئی ہے

یہ فیض دین محمدیؐ ہے کہ روح جنت میں ہے شرف  
ضو طرہ رحمت سے جسم خاکی کی آبرو بھی نہیں گئی ہے

وہی طراوت دہن میں گویا وہ زیر لب سکرار ہے ہیں !  
کہ جس میں جنبش نہ ہو زباں کو وہ گفت گو بھی نہیں گئی ہے

وہ رونق گیسوئے مجعد اکہ بال بھر بھی ہوئی نہیں کم  
وہ نور افشاں خطِ محبت کی تاب سو بھی نہیں گئی ہے

خبر ہی لاتی جو بار پانی کبھی تو کچھ ہم سے کہہ سُناتی  
مگر حریم نبی میں اب تک نسیم تو بھی نہیں گئی ہے

شرابِ عشقِ بنی میں سرشار ہو کے کب سے وہ سو رہے ہیں  
ہنوز نشہ ہے سر میں تازہ دہن سے بوجھ بھی نہیں گئی ہے

جو تہجد کو عشقِ بنی ہے حاصل تو موت میں بھی ہزیت کا بل  
وگر نہ مردوں میں تو ہے شاملِ حیات چھو بھی نہیں گئی ہے

درِ محمد ہے بابِ رحمتِ مدامِ مامن ہے حسرتوں کا  
یہاں سے مایوس کے ہرگز اک آرزو بھی نہیں گئی ہے

ہوئی زیارتِ سرِ کامرانی ہے پھر بھی آنکھوں سے خوں نشانی  
وہ دل کے ناصور کی روانی پس از رُفد بھی نہیں گئی ہے

لقائے احمد کے جامِ پی کر بھی العطش ہی رہی زبان پر  
یہ آگ کیسی ہے میرے اندر کنارِ جو بھی نہیں گئی ہے

یہ ہی قضا ضائع در دہنیاں کہ آہ بے تاب ہو کے نکلے  
جو میرے دل میں خلش ہے غم کی تو لاؤ ہو بھی نہیں گئی ہے

میں راہِ طیبہ میں مرٹا ہوں رہے گا جوں غارِ میرا  
جو حسرتِ دل نہیں برائی تو جستجو بھی نہیں گئی ہے

۱۹۳۴ء میں حاکم عراق نے خواب دیکھا کہ دو بزرگ فرما رہے ہیں کہ ہمارے مزاروں کی جگہ پانی آئے والا ہے اس لئے  
میں دوسری جگہ دفن ہونا چاہتا ہوں۔ اگلے دن وہی دو بزرگ نے کہا کہ تمہاری جگہ پانی آئے گا۔ اگلے دن وہی دو بزرگ نے کہا کہ تمہاری جگہ پانی آئے گا۔  
۱۹۳۵ء میں حاکم عراق نے خواب دیکھا کہ دو بزرگ فرما رہے ہیں کہ ہمارے مزاروں کی جگہ پانی آئے والا ہے اس لئے  
میں دوسری جگہ دفن ہونا چاہتا ہوں۔ اگلے دن وہی دو بزرگ نے کہا کہ تمہاری جگہ پانی آئے گا۔ اگلے دن وہی دو بزرگ نے کہا کہ تمہاری جگہ پانی آئے گا۔



یہ صفحہ میں نے فوٹو کے لئے رکھا تھا  
بعد میں خیال آیا کہ فوٹو تو اسلام میں حرام ہے